

عراق سیریز

فری سساکس

مکمل ناول

اردو فینٹازیا ڈاٹ کام
منظہر کلیم ایم اے

پاک گیٹ

مُلثات

یوسف برادرز

عمران اپنے فلیٹ میں موجود ناشتے کے بعد اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس بڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”حقیر فقیر پر تقصیر ہیچ مدان۔ بندہ نادان.....“ عمران نے اپنی مخصوص گردان شروع کر دی۔

”سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ پاکیشیا کا ایٹمی دفاعی نظام شدید خطرے کی زد میں ہے۔ جلدی آؤ میرے پاس ورنہ نجانے کیا ہو جائے۔ فوراً پہنچو ابھی اسی وقت۔ جلدی۔ میں آفس میں ہوں۔ جلدی آؤ..... دوسری طرف سے سرسلطان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر پچ کر اخبار ایک طرف پھینکا اور اٹھ کر تیزی سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ سرسلطان کے حجبے میں جو

پریشانی اور وحشت تھی۔ اس نے عمران کا بلڈپریش بھی ہائی کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سرسلطان بغیر کسی وجہ کے اس انداز میں بات نہیں کر سکتے۔ یقیناً کوئی بڑا اور انتہائی اہم اور پاکیشیا کے لئے نقصان کا باعث بننے والا معاملہ پیش آگیا ہوگا۔ چند لمحوں میں تیار ہو کر وہ دوڑتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ سلیمان ناشتہ کر کے مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ اس لئے عمران نے فلیٹ لاک کر کے چابی مخصوص جگہ پر رکھی اور پھر پلٹ کر وہ دو دو سیرھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے سنٹرل سیکرٹریٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ جب سرسلطان کے آفس میں داخل ہوا تو سرسلطان بڑی بے چینی کے عالم میں آفس میں ٹھہل رہے تھے۔

”آؤ، آؤ، بٹھو غضب ہو گیا عمران بیٹے“..... سرسلطان نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

”ہوا کیا ہے۔ یہ تو بتائیں“..... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ سرسلطان کی حالت دیکھ کر وہ واقعی پہلے سے زیادہ پریشان ہو گیا تھا۔

”غضب ہو گیا ہے عمران بیٹے۔ میں تمہیں مختصر طور پر بتاتا ہوں۔ اسرائیل نے ایکریمیا اور کافرستان کے ساتھ مل کر پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کی تباہی کے لئے ایک جدید میزائل سی ایس ٹی کو بحر ہند کے کسی جزیرے میں نصب کیا ہے۔ تاکہ وہاں سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو فوری طور پر تباہ کیا جاسکے۔ اس کی اطلاع ہمیں باچان حکومت سے

ملی تھی۔ لیکن اس جزیرے کا باوجود انتہائی کوشش کے علم نہ ہو سکا۔ ہماری ملٹری انٹیلی جنس نے شوگران کے ساتھ مل کر اس جزیرے کو ٹریس کرنے کی انتہائی کوششیں کیں لیکن وہ جزیرہ نہ مل سکا تو شوگران حکومت کے ساتھ مل کر ہم نے اس سی ایس ٹی میزائل کو روکنے کے لئے اس کا ایٹمی نظام تیار کیا اور بحر ہند کے ایک چھوٹے سے جزیرے پر جس پر شوگران کا قبضہ ہے وہاں ایٹمی نظام کو فٹس کرنا شروع کر دیا۔ لیکن اس میں ابھی دو ماہ لگ جائیں گے۔ آج صبح سویرے باچان حکومت نے اطلاع دی کہ اسرائیل اس جدید میزائل سے فوری طور پر پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے اور ایک ہفتے کے اندر اندر وہ ایسا کر گزریں گے۔ اس اطلاع نے نہ صرف مجھے بلکہ پوری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اسرائیل کسی بھی لمحے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز اور ایٹمی دفاع کو تباہ کر سکتا ہے اور یقیناً کافرستان اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکیشیا پر حملہ کر کے قبضہ کر لے گا“..... سرسلطان نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”پہلی اطلاع باچان حکومت نے دی اور اب بھی باچان حکومت نے اطلاع دی ہے۔ باچان کا اسرائیل اور ایکریمیا سے کیا تعلق ہے“..... عمران نے کہا۔

”باچان حکومت بھی اس میزائل نظام میں شامل ہے۔ لیکن وہ اسے اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے اس میں شامل

آپ نے اس وقت سیکرٹ سروس کے چیف کو اطلاع کیوں نہیں دی تاکہ اسے تباہ کیا جاسکتا..... عمران نے کہا۔

اس وقت میں نے اسے ملٹری انٹیلی جنس کا کیس سمجھا تھا۔ اس دوران حکومت شوکران سے اس کا اینٹی نظام تیار کرنے کا معاہدہ ہو گیا۔ اس لئے پھر یہ معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا۔ یہ خیال کسی کو بھی نہیں آیا کہ اینٹی نظام کی تیاری میں تو کافی وقت لگ جائے گا اگر اس سے پہلے اسرائیل نے حملہ کر دیا تو کیا ہو گا۔ یہ تو اب باچان حکومت کی اطلاع پر حکومت کو خیال آیا ہے..... سر سلطان نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

آپ نے کنفرم کیا ہے کہ اطلاع درست ہے..... عمران نے کہا۔

ہاں میں نے اطلاع ملتے ہیں باچان حکومت کے چیف سیکرٹری سے ہاٹ لائن پر بات کی ہے۔ انہوں نے اسے کنفرم کر دیا ہے..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

وہ پہلی اطلاع کی فائل کہاں ہے..... عمران نے کہا۔

وہ تو ملٹری انٹیلی جنس کے پاس ہے۔ کیوں..... سر سلطان نے کہا۔

آپ ایسا کریں کہ فوری طور پر اس پہلی اطلاع کی فائل اور ملٹری انٹیلی جنس نے اس جہیزے کو ٹریس کرنے کے لئے جو کارروائی کی ہے وہ فائل بھی منگو کر مجھے بھجوائیں۔ یہ معاملہ بعد میں دیکھا جائے گا

ہوئے ہیں۔ پاکیشیا اور باچان کے درمیان اتہائی گہرے تعلقات ہیں اور دونوں کے ایک دوسرے سے کئی مفادات وابستہ ہیں۔ اس لئے حکومت باچان نے پہلے بھی پاکیشیا کے مفادات میں اور اب بھی دوستانہ تعلقات کی بدولت یہ خفیہ اطلاع دی ہے۔ کیونکہ ان کے آدمی اسرائیل اور اکیمریمیا کے اس سسٹم میں شامل ہیں..... سر سلطان نے جواب دیا۔

لیکن جب وہ اسرائیل اور اکیمریمیا کے ساتھ شامل ہیں تو پھر وہ جہیزے کے بارے میں کیوں نہیں بتا سکتے..... عمران نے کہا۔

باچان سے ہٹ کر یہ خفیہ منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس لئے حکومت باچان کو صرف اطلاع مل سکی ہے۔ جہیزے کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا ورنہ وہ ضرور بتا دیتے..... سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تو اب آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس جہیزے کو تلاش کر کے وہاں موجود اس سسٹم کو تباہ کر دیا جائے تاکہ پاکیشیا تباہ ہونے سے بچ جائے..... عمران نے کہا۔

ہاں، ورنہ کسی بھی لمحے پاکیشیا کو تباہ و برباد کیا جاسکتا ہے..... سر سلطان نے جواب دیا۔

کتناعرصہ پہلے باچان حکومت نے پہلی اطلاع دی تھی۔ عمران نے کہا۔

تقریباً چھ ماہ پہلے..... سر سلطان نے جواب دیا۔

کہ آپ کی اور حکومت کی اس غفلت پر کیا سزا دی جائے۔ فی الحال تو مسئلہ ملک کی سلامتی اور تحفظ ہے۔ آپ دونوں فائلیں فوراً میرے فلیٹ پر بھجوا دیں۔ جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”میں ابھی فائلیں بھجواتا ہوں۔ تم پاکیشیا کا تحفظ یقینی بناؤ۔ جہاں تک سزا کا تعلق ہے یہ واقعی حکومت کی اور میری کوتاہی ہے اور میں ہر سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں۔۔۔۔۔ سر سلطان نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

”جو ہوگا بعد میں ہوگا۔ پاکیشیا کا تحفظ پہلے ہونا چاہئے۔ آپ رپورٹیں بھجوائیں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے اڑتی ہوئی دانش منزل کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی کیونکہ وہ اسرائیلی حکام کی فطرت سے واقف تھا۔ وہ پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے یقیناً انتہائی بے چین ہوں گے اور کسی بھی لمحے وہ پاکیشیا پر حملہ کر سکتے تھے۔ اس لئے عمران کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے۔ کیونکہ ملٹری انٹیلی جنس اتنے عرصے میں وہ جزیرہ ہی ٹریس نہ کر سکی تھی اور اب جزیرے کو ٹریس کر کے اور پھر اس پر حملہ کر کے اس نظام کو تباہ کرنے کے لئے اس کے پاس وقت کم رہ گیا تھا۔ عمران سمجھتا تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کیوں جزیرے کو ٹریس کرنے میں ناکام رہی ہے۔ کیونکہ اسرائیلی اور

ایکریبی حکومت نے اسے اسی لئے انتہائی خفیہ رکھا ہوگا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسے ٹریس نہ کر سکے۔ ان کے خیال کے مطابق تو یقیناً اس مشن پر سیکرٹ سروس ہی کام کر سکتی تھی۔ جبکہ حکومت پاکیشیا کی نااہلی کی وجہ سے یہ کیس سیکرٹ سروس کی بجائے ملٹری انٹیلی جنس کو دے دیا گیا اور باوجود چھ ماہ کا طویل عرصہ گزر جانے کے سیکرٹ سروس کو اس سلسلے میں آگاہی نہیں کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران نے سر سلطان سے سزا کی بات کی تھی۔ اسے واقعی حکومت اور اعلیٰ عہدیداروں پر بے حد غصہ آ رہا تھا جنہوں نے اپنی نااہلی اور غفلت کی بناء پر پورے ملک کی سلامتی اور تحفظ کو داؤ پر لگا دیا تھا۔ اب وہ یہی سوچتا جا رہا تھا کہ اس جزیرے کو کس طرح ٹریس کیا جائے کیونکہ بحر ہند میں تو بے شمار چھوٹے اور بڑے جزیروں کے ساتھ ساتھ سینکڑوں کی تعداد میں ٹاپو نما چھوٹے جزیرے تھے۔ ان سب میں سے اس جزیرے کو ٹریس کرنا تقریباً ناممکن تھا۔ یہی باتیں سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔ اس نے کار مخصوص جگہ پر روکی اور کار سے اتر کر تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ آپریشن روم میں بلیک زیرو موجود تھا۔ وہ عمران کے اندر آتے ہی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بٹھو۔۔۔۔۔ سلام دعا کے بعد عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سلیمان بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی

آواز سنائی دی۔

عمران بول رہا ہوں سلیمان۔ ابھی سرسلطان کا آدمی دو فائلیں یا ان کا ٹیکٹ دے جانے گا۔ تم نے فوری طور پر انہیں دانش منزل پہنچانا ہے۔ فوراً..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

وہ سرخ جلد والی ڈائری دو مجھے..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو بلیک زیرو نے جلدی سے میز کی نجلی دراز کھول کر اس میں سے ڈائری نکال کر عمران کو دے دی اور عمران نے تیزی سے اس کے صفحے پلٹنا شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔ کیونکہ عمران کے اس طرح سنجیدہ ہونے اور سلیمان کو فون کر کے فائلوں کو یہاں پہنچانے کا کہنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی اہم ترین کیس شروع ہو چکا ہے۔ چند لمحوں بعد عمران نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

انکواری پلیز..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

یہاں سے باچان اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتائیں..... عمران نے کہا۔

ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو سر، کیا آپ لائن پر موجود ہیں..... تھوڑی دیر بعد انکواری

آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”یس“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”شانگ کلب“..... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ ”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں شانگ سے بات کراؤ“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ”ہیلو، شانگ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں شانگ“..... عمران نے قدرے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ، اوہ آپ۔ بڑے طویل عرصے بعد آپ نے مجھے یاد کیا ہے۔ حکم فرمائیں“..... دوسری طرف سے بھی بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

”شانگ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں پھر مزید بات ہوگی۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرسلطان سے ہونے والی تمام بات چیت کا مفہوم تفصیل سے اسے بتا دیا۔ چونکہ بلیک زیرو بھی یہ ساری تفصیل سن رہا تھا اس لئے اس کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔ اسے اب احساس ہوا تھا

کہ عمران اس حالت میں کیوں ہے۔

”تو پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ عمران صاحب“..... شانگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید اسے تفصیل سننے کے باوجود یہ سمجھ نہ آیا تھا کہ عمران نے اسے کیوں فون کیا ہے۔

”تمہارے باچان کے اعلیٰ حکام سے گہرے تعلقات ہیں۔ تم مجھے صرف یہ معلوم کر کے بتا دو کہ حکومت باچان کو یہ اطلاع کہاں سے ملی ہے۔ کس نے دی ہے اور اس آدمی کے بارے میں تفصیل بھی معلوم کرو۔ تاکہ میں اس سے رابطہ کر کے مزید تفصیل معلوم کر سکوں“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے یہ کام تو میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔ آپ اپنا فون نمبر بتا دیں۔ میں آپ کو کال کر لوں گا“..... شانگ نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے۔ کب تک تم یہ کام کر سکو گے اور یہ سن لو کہ میرے پاس وقت نہیں ہے۔ اس وقت پورے پاکیشیا کی سلامتی داؤ پر لگی ہوئی ہے“..... عمران نے کہا۔

”زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ صرف ڈیڑھ گھنٹہ لگ جائے گا۔ مجھے تفصیل سن کر معاملہ کی نزاکت کا احساس ہو گیا ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں ڈیڑھ گھنٹے بعد تمہیں خود دوبارہ فون کر لوں گا“۔ عمران نے کہا۔

”اوکے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب ہمیں پہلے اطلاع کیوں نہیں دی گئی“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”یہ باتیں اب سوچنے کی نہیں ہیں۔ تم فائلیں وصول کر لینا۔ میں لائبریری جا کر بحرہند میں موجود جزیروں کو چیک کرتا ہوں تاکہ کچھ تفصیل تو سامنے آئے“..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہاں تو سینکڑوں چھوٹے بڑے جزیرے ہوں گے۔ آپ کیسے چیک کریں گے“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”سی ایس ٹی میزائل کے بارے میں مجھے بھی تھوڑی سی تفصیل معلوم ہے۔ ایک سائنسی رسالے میں اس کے بارے میں مضمون چھپا تھا۔ گو یہ مضمون ابتدائی سطح کا تھا لیکن بہر حال اس سے اس کی رفتار اور ٹائپ وغیرہ کے بارے میں علم ہو گیا تھا اور اسرائیل اور اکیمریمیا کے سائنسدانوں نے بہر حال ایسے جزیرے کا انتخاب کرنا ہے جس کی ریج میں پاکیشیا کے ایٹمی مراکز آتے ہوں اور پھر اس جزیرے کا رخ بھی اس انداز میں ہو کہ وہاں سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو حتیٰ طور پر تباہ کیا جاسکتا ہو“..... عمران نے کہا اور مڑ کر لائبریری کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور بلیک زیرو نے اس طرح سر ہلادیا جیسے کہہ رہا ہو کہ اب واقعی عمران اس جزیرے کو یہاں بیٹھے بیٹھے ٹریس کر لے گا جسے ملٹری انٹیلی جنس چھ ماہ تک ٹکریں مارنے کے باوجود تلاش

نہ کر سکی تھی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران آپریشن روم میں واپس آگیا۔

”کیا ہوا فائلیں نہیں پہنچیں ابھی“..... عمران نے کہا۔

”نہیں“..... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کچھ معلوم ہوا جزیرے کے بارے میں“..... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”ہاں جس انداز سے میں نے چیکنگ کی ہے۔ اس سے دس چھوٹے بڑے جزیرے سامنے آئے ہیں۔ لیکن بہر حال یہ کوئی حتمی بات نہیں ہے“..... عمران نے کہا اور فون کارسیور اٹھانے کے لئے اس نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ہال میں سیٹی کی مخصوص آواز ایک لمحے کے لئے گونجی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے میز کی سب سے نجلی دراز کھولی اور اندر ہاتھ ڈال کر ایک بند پیسٹ نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ پیسٹ پر وزارت خارجہ کی مخصوص مہر موجود تھی۔ عمران نے پیسٹ کھولا اس میں دو فائلیں موجود تھیں۔ ایک فائل میں تو صرف دو صفحے تھے۔ جبکہ دوسری فائل میں بیس بائیس صفحات تھے۔ دو صفحوں والی فائل وہ تھی جس میں حکومت باچان کی طرف سے سی ایس ٹی میزائل کی تنصیب کے بارے میں اطلاع دی گئی تھی۔ عمران نے اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے اسے دو تین بار پڑھا اور پھر اسے بند کر کے میز پر رکھا اور دوسری

فائل اٹھالی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل پڑھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا اور فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

ملٹری انٹیلی جنس نے واقعی محنت کی ہے۔ لیکن خوش قسمتی نے ان کا ساتھ نہیں دیا“..... عمران نے کہا۔

”پھر اب“..... بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میرا خیال تھا کہ حکومت باچان نے جو اطلاع دی ہوگی اس میں کوئی اشارہ موجود ہوگا لیکن سوائے اس کے کہ یہ جزیرہ بحر ہند میں موجود ہے اور کچھ نہیں لکھا گیا۔ اس لئے اب خود ہی ساری کارروائی کرنا ہوگی“..... عمران نے کہا اور پھر سامنے دیوار پر موجود کلاک کو دیکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”شانگ کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ شانگ سے بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”یس سر، ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو شانگ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد شانگ کی آواز

سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب میں نے بڑی جدوجہد کے بعد نہ صرف اس آدمی

کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں بلکہ اس آدمی سے رابطہ بھی

کزیایا ہے۔ اس آدمی کا نام ڈوشن ہے اور وہ باچان کی ایک خفیہ

”بجنسی کا رکن ہے۔ اس نے حکومت باچان کو اطلاع دی تھی۔ میں نے اس سے جب آپ کے بارے میں بات کی تو وہ آپ کو اچھی طرح سے جانتا ہے میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ وہ فون پر رہے۔ عمران صاحب خود اس سے بات کریں گے“..... شانگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو، شانگ تم نے واقعی دوستی کا حق ادا کر دیا ہے۔ کہاں ہے ڈوشن اور کیا فون نمبر ہے اس کا“..... عمران نے کہا۔
 ”شکریہ عمران صاحب۔ آپ کا کام کرتے ہوئے مجھے نجانے کیوں عجیب سی مسرت محسوس ہوتی ہے“..... شانگ نے کہا۔

”یہی خلوص تو دوستی کی بنیاد ہوتا ہے۔ بہر حال مقام اور نمبر بتا دو“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے شانگ نے نمبر بتانے کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ڈوشن و لنکٹن میں موجود ہے تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے اکیرمیا کا رابطہ نمبر اور پھر اس کے دارالحکومت و لنکٹن کا رابطہ نمبر پریس کرنے کے ساتھ ساتھ شانگ کا بتایا ہوا نمبر بھی پریس کر دیا چونکہ اکیرمیا اور و لنکٹن وہ اکثر فون کرتا رہتا تھا اس لئے رابطہ نمبر اسے زبانی یاد تھے۔

”یس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی اور لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا باچانی ہے۔
 ”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ بحوالہ شانگ“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”اوہ عمران صاحب آپ۔ میں آپ کی کال کا منتظر تھا۔ مجھے شانگ نے بتا دیا ہے کہ آپ سی ایس ٹی مشن کے سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں۔ حکومت باچان نے پاکیشیا کو رپورٹ تو دے دی ہے لیکن انہوں نے اس رپورٹ میں اس جزیرے کے بارے میں کوئی اشارہ تک نہیں کیا۔ اب بحرہند میں تو سینکڑوں چھوٹے بڑے جزیرے ہیں۔ اس لئے کیا تم اس بارے میں کوئی اشارہ دے سکتے ہو۔ یقین کرو تمہارا نام کسی صورت سامنے نہیں آئے گا“..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ ہمارے لئے مثال بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی عزت و احترام کسی استاد کی طرح کرتا ہوں۔ اگر آپ کی بجائے کوئی اور بات کرتا تو میں سرے سے انکار کر دیتا۔ بہر حال میں ایک فون نمبر بتاتا ہوں آپ دس منٹ بعد اس نمبر پر کال کریں پھر مزید بات ہوگی“..... ڈوشن نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔
 ”اوکے۔ ٹھیک ہے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ڈوشن جانتا تھا لیکن اس نے پہلے جان بوجھ کر رپورٹ نہیں دی“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں اور یہ اس کے لئے ضروری تھا۔ کیونکہ یہ اسرائیل اور اکیرمیا کا ایسا پراجیکٹ ہے۔ جسے انہوں نے اپنے سائے سے بھی خفیہ رکھا ہو گا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی اطلاع نہ مل

سکے..... عمران نے جواب دیا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دس منٹ بعد عمران نے ڈوشن کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔
 ”یس..... ڈوشن کی آواز سنائی دی۔“
 ”علی عمران بول رہا ہوں.....“ عمران نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب۔ اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ یہ اطلاع حکومت باچان کو واقعی میں نے دی تھی۔ لیکن باوجود کوشش کے مجھے اس جزیرے کے بارے میں علم نہ ہو سکا۔ البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس جزیرے پر پہلے گریٹ لینڈ کا قبضہ تھا لیکن پھر اکیرمیا نے یہ جزیرہ گریٹ لینڈ سے خرید لیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ جزیرہ نقشے پر موجود نہیں ہے۔ البتہ مشہور جزیرے گارشیا اور رگامیگا کے درمیان واقع ہے۔ بس اس سے زیادہ معلوم نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں نے اس بارے میں کوئی رپورٹ نہ دی تھی..... ڈوشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہ بتا دو کہ اکیرمیا کا کون سا ادارہ اس پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے.....“ عمران نے کہا۔
 ”مجھے صرف نام کا علم ہے۔ تفصیلات مجھے نہیں معلوم۔ اس پراجیکٹ پر کام کرنے والے اکیرمین ادارے کا نام فری ساکس ہے..... ڈوشن نے جواب دیا۔

”کیا یہ بات کنفرم ہے.....“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں..... دوسری طرف سے اعتماد بھرے لہجے میں جواب

دیا گیا۔

”اوکے اور کچھ اگر اس بارے میں تمہیں معلوم ہے تو بتا دو۔ کیونکہ اب یہ معاملہ پاکیشیا کی سلامتی اور تحفظ کا بن گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب میں واقعی جو کچھ جانتا تھا آپ کو بتا چکا ہوں اور مزید اس بارے میں مجھے قطعاً کچھ معلوم نہیں ہے..... ڈوشن نے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ.....“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے مین پریسی ہونی سرخ جلد والی ڈائری اٹھا کر کھول لی۔
 ”یہ فری ساکس کیسا نام ہے.....“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بلیک۔ بحسی کا ایک مخصوص سیکشن ہے۔ جسے فری ساکس کہا جاتا ہے.....“ عمران نے ڈائری کے ورق پلٹتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر بعد عمران نے ڈائری رکھی اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”فریش سٹائلو کلب.....“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ رابرٹ سے بات کراؤ.....“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو رابرٹ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ بولنے والا اس طرح تیز تیز لہجے میں بول رہا تھا جیسے اسے بے حد جلدی ہو۔

”علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ، اوہ آپ فرمائیے۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”لفظ تو خدمت کا استعمال کرتے ہو لیکن معاوضہ اتنا بھاری لے لیتے ہو کہ بیچاری خدمت اس کے بوجھ کے نیچے دب کر کراہتی رہ جاتی ہے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابرٹ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”جو خدمت میں کر سکتا ہوں عمران صاحب۔ وہ کوئی دوسرا کر بھی تو نہیں سکتا“..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”یہ تو واقعی ماننے والی بات ہے۔ بہر حال ایک چھوٹا سا کام ہے۔ بلیک ۶ بجنسی کا خصوصی سیکشن فری ساکس ان دنوں بحرہند کے کسی جزیرے پر ایک خفیہ پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے اس جزیرے کے بارے میں معلوم کرنا ہے اور یہ بھی کہ فری ساکس کا وہاں کیا سیٹ اپ ہے“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب یہ ٹاپ سیکرٹ مسئلہ ہے۔ اس میں اسرائیل بھی شامل ہے اس لئے معاوضہ ڈبل ہوگا۔ ایک لاکھ ڈالر“..... دوسری

طرف سے کہا گیا۔

”مل جائیں گے لیکن معلومات حتیٰ اور جلدی ملنی چاہئیں۔“ عمران نے کہا۔

”آپ جانتے تو ہیں عمران صاحب پھر کیوں ایسی بات کر رہے ہیں۔ آپ مجھے ایک گھنٹے بعد فون کر لیں۔ لیکن اس نمبر پر نہیں دوسرے نمبر پر“..... رابرٹ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ جو کام ملٹری انٹیلی جنس چھ ماہ میں نہیں کر سکی۔ وہ آپ یہاں فون پر بیٹھے بیٹھے کر لیں گے“..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سرکاری غلطی ہے اس لئے فائدہ اٹھالیتا ہوں“..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران پر چھائی ہوئی سنجیدگی اب دور ہو چکی تھی اور وہ دوبارہ اپنے مخصوص موڈ میں آتا جا رہا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ جزیرے کے بارے میں خاصی پیش رفت ہو گئی تھی۔

”عمران صاحب، اس جزیرے کے معلوم ہونے پر آپ کو وہاں فوراً ریڈ کرنا ہوگا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں، لیکن اس پراجیکٹ کی حفاظت اسرائیل اور ایگری میا دونوں نے خصوصی طور پر کر رکھی ہوگی کیونکہ جس طرح ہمیں خطرہ ہے کہ

کسی بھی لمحے وہ پاکیشیا پر حملہ نہ کر دیں اسی طرح انہیں بھی خطرہ ہوگا کہ کسی بھی لمحے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس پراجیکٹ کو تباہ نہ کر دے۔ لیکن جو صورتحال بھی ہو حالات بہر حال فوری اقدام کا تقاضا کرتے ہیں۔..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ رابرٹ کے دیئے ہوئے نمبر پر رابطہ کیا۔

”کیا رپورٹ ہے رابرٹ؟..... عمران نے رابطہ قائم ہوتے ہی پوچھا۔

”مجھے معلوم نہ تھا کہ تم اس طرح مجھے استعمال کرو گے۔ اس پوائنٹ کو حکومت اسرائیل اور حکومت ائیکریمیا نے اس قدر خفیہ رکھا ہوا تھا کہ اعلیٰ ترین حکام کو بھی اس کا علم نہ تھا۔ لیکن میری مجبوری تھی کہ میں تم سے وعدہ کر چکا تھا۔ اس لئے مجھے شدید جدوجہد کرنا پڑی۔ تب جا کر حتیٰ معلومات مل سکی ہیں۔ لیکن اب معاوضہ دو لاکھ ڈالر ہوگا“..... رابرٹ نے کہا۔

”اصل مطلب یہ ہوا کہ معاوضہ دو گنا کر دیا ہے تم نے“۔ عمران نے کہا۔

”یہ بات نہیں۔ واقعی اس کام پر مجھے بے پناہ اور فوری اخراجات کرنے پڑے ہیں“..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”اوکے، ٹھیک ہے۔ مل جائیں گے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر سن لو۔ اسرائیل اور ائیکریمیا کے سائنسدان بحرہند میں ایک چھوٹے سے جہیرے جس کا اصل نام وائٹ روز آئی لینڈ ہے میں کام کر رہے ہیں۔ لیکن اب اس جہیرے کا نام فونکس رکھ دیا گیا ہے۔ اس جہیرے کو خود رو پھولوں کی وجہ سے وائٹ روز آئی لینڈ بھی کہا جاتا ہے۔ گریٹ لینڈ سے اسے ائیکریمیا نے ایک معاہدے کے تحت خرید لیا اور یہاں اپنا میزائل اڈہ قائم کر لیا۔ اب پورا جہیرہ ائیکریمین فوج کے قبضے میں ہے اور چونکہ یہاں ائیکریمین میزائل اڈہ ہے اس لئے اس جہیرے کی حفاظت کا فول پروف نظام قائم کیا گیا ہے۔ اب اسرائیل اور ائیکریمیا نے مل کر ایک اور زیر زمین میزائل سسٹم وہاں نصب کیا ہے۔ جسے انہوں نے وائٹ روز میزائل کا نام دیا ہے۔ ویسے اس میزائل کا سائنسی نام کچھ اور ہے اور اس وائٹ روز میزائل اڈے کی حفاظت اس جہیرے سے بھی زیادہ کی جا رہی ہے اور فری ساکس کو اس کی حفاظت کا ٹاسک دیا گیا ہے۔ فری ساکس ایسے اڈوں کی حفاظت کے لئے نہ صرف خصوصی تربیت یافتہ ہے بلکہ وہ اس کے لئے انتہائی جدید ترین مشینری بھی استعمال کرتے ہیں۔ وہاں فری ساکس کا سب سے معروف ایجنٹ کرنل مارکس انچارج ہے۔“۔ رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کرنل مارکس سے رابطہ ہو سکتا ہے؟..... عمران نے پوچھا۔

”کرنل مارکس سے رابطہ صرف اسرائیل اور ائیکریمیا کے چیف سیکرٹری صاحبان کا ہے اور وہ بھی کسی مخصوص فریکوئنسی کے ذریعے

رابرٹ نے جواب دیا۔

”وہاں ایکریمین فوج کا جو اڈہ ہے اس کا انچارج کون ہے۔“

عمران نے کہا۔

”یہ تو میں نے معلوم نہیں کرایا اور نہ اس بارے میں تم نے کچھ

کہا تھا..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”رابرٹ تمہیں دو لاکھ ڈالر کے علاوہ دو لاکھ ڈالر مزید مل سکتے ہیں

اگر تم یہ معلوم کر کے بتاؤ کہ فری ساکس جس میزائل اڈے پر کام کر

رہا ہے کیا وہاں سے میزائل پاکیشیا پر فائر کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے یا

نہیں۔ اور اگر کیا گیا ہے تو کب تک..... عمران نے انتہائی سنجیدہ

لہجے میں کہا۔

”یہ فیصلہ یقیناً اسرائیلی اور ایکریمی حکام نے مل کر کرنا ہوگا۔“

رابرٹ نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اسرائیل اکیلا ہی یہ فیصلہ کرے گا۔ یہ میزائل

ان کی ہی لہجہ ہے..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے تم رقم تیار رکھو۔ یہ بات میں آسانی سے معلوم کر

لوں گا۔ اعلیٰ ترین اسرائیلی حکام میں میرے خاص آدمی موجود ہیں۔“

رابرٹ نے کہا۔

”رقم مل جائے گی۔ میں نے خود آفر کی ہے۔ لیکن ان معلومات پر

چونکہ پاکیشیا کی سلامتی کا انحصار ہے اس لئے معلومات سو فیصد

درست ہونی چاہئیں..... عمران نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی ہوگا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کب تک یہ کام ہو سکے گا۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے پاس

بالکل بھی وقت نہ ہو..... عمران نے کہا۔

”صرف دو گھنٹے دے دو..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ دو گھنٹوں کے بعد میں دوبارہ کال کروں گا۔“ عمران نے

کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”میں لائبریری میں جا کر اس وائٹ روز آئی لینڈ کے بارے میں

معلومات حاصل کر لوں..... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیز قدم

اٹھاتا ہوا ایک بار پھر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کی واپسی

تقریباً دو گھنٹے بعد ہی ہوئی۔

”کیا ہوا آئی لینڈ کے بارے میں..... بلیک زیرو نے کہا۔

”بڑی مشکل سے معلومات مل سکی ہیں..... عمران نے جواب

دیا اور کرسی پر بیٹھ کر فون کارسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر

دیئے۔

”رابرٹ بول رہا ہوں..... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز

سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے رابرٹ..... عمران نے کہا۔

”تم نے ابھی تک کوئی رقم نہیں بھجوائی..... دوسری طرف سے

کہا گیا۔

”تم جانتے ہو جب میں نے وعدہ کر لیا ہے تو رقم مل جائے گی اور

جلدی..... عمران نے کہا۔

”اوکے، تو پھر سن لو کہ اسرائیلی حکام نے وائٹ روز میزائل کو پاکیشیا پر فائر کرنے کی حتمی تاریخ آج سے دو روز بعد طے کر لی تھی اور تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی تھیں لیکن پھر اچانک وہاں کے ایک سائنسدان ڈاکٹر ریمینڈ نے چیک کر لیا کہ ٹارگٹ سو فیصد فوکس نہیں ہو رہا۔ صرف ففٹی پرسنٹ فوکس ہو رہا ہے۔ اس طرح ٹارگٹ ہٹ ہونے کے امکانات بھی ففٹی پرسنٹ رہ جاتے ہیں۔ جبکہ اسرائیل اسے سو فیصد چاہتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر ریمینڈ کو حکم دیا گیا کہ ہر صورت میں سو فیصد ٹارگٹ فوکس کیا جائے تو ڈاکٹر ریمینڈ نے مزید چیکنگ کے بعد بتایا کہ ٹارگٹ فوکس کرنے والی مشینری میں نقص پڑ گیا ہے اور اسے درست کرنے میں ایک ہفتہ لگ جائے گا۔ چنانچہ حتمی تاریخ ڈراپ کر دی گئی۔ اب ایک ہفتے بعد جب ٹارگٹ سو فیصد فوکس ہو جائے گا تب تاریخ مقرر کی جائے گی“..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”کیا یہ معلومات حتمی ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں، سو فیصد حتمی“..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب اپنا بینک اکاؤنٹ نمبر اور دیگر تفصیلات بتا دو“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی اور عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انکوائری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”یس انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”بحر ہند میں ایک جزیرہ ہے گارشیا۔ وہاں کا رابطہ نمبر دیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کچھ دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ہیلو سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس“..... عمران نے کہا تو انکوائری آپریٹر نے رابطہ نمبر بتا دیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ یورپی تھا۔

”سوئی کلب کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سوئی کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کننگ کراشو سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے پرنس عمران بول رہا ہوں“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو کنگ کراشو بول رہا ہوں“.....چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے پرنس عمران بول رہا ہوں کنگ کراشو“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ آپ، آج کیسے یاد کر لیا۔ آپ سے اکیڑیمیا میں ہونے والی ملاقات کو بھی شاید کئی سال گزر گئے ہیں“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”کئی بار سوچا کہ جا کر گارشیا کی سیر کروں لیکن فرصت ہی نہیں مل سکی۔ اب فرصت ملی ہے اگر اجازت دو تو تمہاری سلطنت کی سیر کرنے دوستوں سمیت آ جاؤں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میری سلطنت۔ کیا مطلب“..... کنگ کراشو نے چونک کر کہا۔

”بہر حال تم کنگ ہو“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کراشو بے اختیار ہنس پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ آجائیں سب اخراجات میرے ہوں گے“۔ کنگ کراشو نے کہا۔

”اوہ نہیں، کنگ کے خزانے میں کمی نہیں ہونی چاہئے۔ بلکہ اضافہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ جس کنگ کا جتنا بڑا خزانہ ہوتا ہے اس کنگ کا رعب رعایا پر اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ اب تم خود سوچو کنگ کی جیب

میں ہوں دس ڈالر اور کہلائے وہ کنگ“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کراشو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”ایسی کوئی بات نہیں پرنس عمران۔ آپ بے فکر ہو کر آئیں“..... کنگ کراشو نے کہا۔

”پہلے میرے اخراجات کی تفصیل سن لو پھر بات کرنا۔ گارشیا اور رگامیگا کے درمیان ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جس کا نام وائٹ روز آئی لینڈ ہے۔ اس پر اب اکیڑیمین فوج کا قبضہ ہے“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے“..... کنگ کراشو نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہم نے وہاں جانا ہے اور اس انداز میں کہ ہم دوست وہاں کی سیر و سیاحت کھل کر کر سکیں۔ اب بولو کنگ کے خزانے میں کتنا اضافہ ہونا چاہئے“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کنگ کراشو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”ایسا ناممکن ہے پرنس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”مجھے بھی معلوم ہے کہ ایسا ہونا ناممکن ہے اور اس لئے میں نے کنگ کراشو سے بات کی ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

پرنس عمران وائٹ روز آئی لینڈ جس کا اب نیا نام فونکس ہے اس کے گرد بیس بحری میلوں تک سمندر کی تہہ سے آسمان کی بلندیوں تک ایسے حفاظتی آلات کام کر رہے ہیں کہ آبدوز بھی اس ایریے میں

داخل ہوتے ہی خود بخود تباہ ہو جائے گی اور اس ایریے میں داخل ہوتے ہی ہیلی کاپٹر یا طیارہ بھی ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جائے گا۔ چاہے وہ کتنی ہی بلندی پر کیوں نہ ہو۔ گذشتہ دو ہفتوں سے وہاں جانا اور وہاں سے کسی کا آنا بھی سختی سے بند کر دیا گیا ہے۔ کنگ کراشونے کہا۔

”کیا وہاں موجود لوگ فاقے کرتے ہیں“ عمران نے کہا۔
”دو ماہ کی سپلائی انہوں نے اکٹھی ہی منگوالی تھی اور یہ سپلائی میں ہی کرتا تھا۔ لیکن اب سپلائی بھی بند کرادی گئی ہے“ کنگ کراشونے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا وہاں فون پر تو رابطہ ہوگا“ عمران نے کہا۔
”ہاں پہلے تھا۔ لیکن اب دو ماہ کے لئے فون بھی ڈیڈ کر دیئے گئے ہیں“ کنگ کراشونے جواب دیا۔

”کوئی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی“ عمران نے کہا۔
”ہاں فوج کے کمانڈر جنرل ہمزہ کی مخصوص فریکوئنسی میرے پاس ہے۔ کیونکہ جنرل ہمزہ انتہائی عیاش طبع آدمی ہے لیکن اب اس فریکوئنسی پر بھی کال رسیو نہیں کی جاتی“ کنگ کراشونے جواب دیا۔

”جبکہ میں نے ہر حال میں وہاں کی سیر کرنی ہے“ عمران نے کہا۔

”پھر ایک ہی صورت ہے کہ آپ کسی اڑن طشتری پر وہاں جائیں

ورنہ تو کوئی صورت نہیں“ کنگ کراشونے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اڑن طشتری تم مہیا کر سکو گے“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ساتھ بیٹھا ہوا بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔
”میں کر سکتا ہوں۔ لیکن“ کنگ کراشونے ادھوری بات کرتے ہوئے کہا۔

”رقم کی فکر مت کرو۔ کام ہونا چاہئے“ عمران نے کہا۔
”اوکے، ٹھیک ہے آجائیں“ دوسری طرف سے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا گیا تو عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔
”یہ اڑن طشتری کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔
”ایکریمین فوج میں اڑن طشتری اس ہیلی کاپٹر کو کہا جاتا ہے جس میں ایسی مشینری نصب ہوتی ہے جو ہر قسم کی سائنسی ریز کو زیرو کر دیتی ہے۔ یہ خصوصی ہیلی کاپٹر ہوتا ہے جو انتہائی خصوصی حالات میں فوج استعمال کرتی ہے“ عمران نے کہا۔

”کیا یہ خصوصی ہیلی کاپٹر اس گارشیا جزیرے پر ہوگا“ بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کہیں نہ کہیں سے مل سکتا ہوگا۔ اس لئے کنگ کراشونے حامی بھر لی ہے“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... جولیا کا لہجہ یقیناً اتہائی مودبانہ ہو گیا۔

”ایک اتہائی اہم اور تیز رفتار مشن پر ٹیم بھیجی جا رہی ہے۔ تم صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور صالحہ کو الرٹ کر دو کہ وہ ہر لمحے تیار رہیں اور تم بھی تیار رہنا۔ کسی بھی لمحے تمہیں کال کیا جاسکتا ہے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا۔ اور یہ سن لو کہ مشن ایسا ہے کہ اس میں معمولی سی غفلت پورے پاکیشیا کی سلامتی کو ختم کر سکتی ہے۔ اس لئے تم سب نے ہر طرح سے چاک و چوبند رہنا ہے“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”کہاں جانا ہے باس“..... جولیا نے کہا۔

”بحر ہند کے ایک جہیز پر“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ ہی بلیک زیرو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوکے بلیک زیرو اللہ حافظ“..... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی صوفے پر نیم دراز سامنے موجود ٹی وی پر چلنے والی ایک فلم دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ آدمی چونک کر سیدھا ہوا۔ اس نے ریموٹ اٹھا کر اس سے ٹی وی کی آواز بند کی اور ریموٹ کنٹرول میز پر رکھ کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

”ڈریک بول رہا ہوں“..... اس آدمی نے تیز لہجے میں کہا۔
”گر مور بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یس باس حکم“..... ڈریک نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
”ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ سوئیٹ کلب کے کنگ کراشو کو پاکیشیا سے فون کال آئی ہے۔ جس میں وائٹ روز آئی لینڈ کے ساتھ ساتھ اڑن طشتری کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور یہ کال پاکیشیا

سے پرنس عمران نے کی ہے۔ تم جا کر کنگ کراشو سے اس تمام گفتگو کی مکمل تفصیل معلوم کر کے مجھے وہیں سے فون کر دینا۔ پھر میں تمہیں مزید احکامات دوں گا۔..... گرمور نے کہا

”یس باس..... ڈریک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی آف کیا اور ریموٹ کو واپس میز پر رکھ کر وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے گار شیا کی فراخ سڑک پر دوڑتی ہوئی سوئی کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سوئی کلب دو منزلہ عمارت تھی۔ جس پر ایک بڑا نیون سائن جل بجھ رہا تھا۔ کلب میں آنے جانے والے سب سیاح تھے لیکن یہ سب اعلیٰ طبقے سے تعلق رکھنے والے تھے۔ ایک طرف پارکنگ تھی۔ ڈریک نے کار پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ تیزی سے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہال خاصا وسیع تھا اور اسے انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ ہال آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لیکن کلب کا ماحول انتہائی نفیس تھا۔ ایک طرف وسیع کاؤنٹر تھا۔ جس کے پیچھے دو لڑکیاں سروس دینے میں مصروف تھیں۔ جبکہ ایک لڑکی سٹول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کے سامنے کاؤنٹر پر سبز رنگ کا ایک جدید ٹائپ کا فون رکھا ہوا تھا۔

”کنگ کراشو سے کہو ڈریک ملنے آیا ہے۔..... ڈریک نے کاؤنٹر کے قریب جا کر فون اٹینڈ کرنے والی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر..... لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا اور رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے میگی بول رہی ہوں باس۔ مسٹر ڈریک آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔..... لڑکی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر..... لڑکی نے دوسری طرف سے بات سن کر کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”تشریف لے جائیں باس آپ کے منتظر ہیں۔..... لڑکی نے کہا تو ڈریک سر ہلاتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ بوائے نے اسے سلام کیا اور پھر لفٹ کا دروازہ کھول دیا۔ ڈریک اندر داخل ہوا تو لفٹ بوائے نے اندر آ کر لفٹ کا دروازہ بند کیا اور سائیڈ پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ لفٹ تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ دوسری منزل پر پہنچ کر لفٹ رک گئی تو لفٹ بوائے نے دروازہ کھولا اور ڈریک تیزی سے باہر آ گیا۔ باہر راہداری میں دو مسلح افراد موجود تھے۔ لیکن انہوں نے بھی ڈریک کو دیکھ کر مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

ڈریک سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے ایک بند دروازے پر پہنچ کر اسے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ڈریک اندر داخل ہوا۔ یہ کمرہ انتہائی شاندار انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ ایک جدید انداز کی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک بھاری جسم اور دراز قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے براؤن کمر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ خاصا بڑا اور

رعب دار تھا۔ اس نے اپنے بال بچھے کئے ہوئے تھے۔
 ”آؤ ڈریک خوش آمدید“..... کراشو نے فرینک کو دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔
 ”کیا پیو گے“..... کراشو نے دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں ڈیوٹی پر ہوں کنگ کراشو“..... ڈریک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تو کنگ کراشو بے اختیار چونک پڑا۔
 ”ڈیوٹی پر کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ کیسی ڈیوٹی“..... کنگ کراشو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف کو اطلاع ملی ہے کہ تمہیں پاکیشیا سے کسی پرنس عمران نے کال کیا ہے اور تمہاری اس سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔ اس بات چیت میں دو اہم باتیں سامنے آئی ہیں۔ ایک تو وائٹ روز آئی لینڈ اور دوسرا اٹن طشتری اور ان دونوں کے بارے میں چیف بہت کچھ جانتے ہیں۔ اس لئے تم پوری تفصیل بتا دو کہ یہ پرنس عمران کون ہے اور تم نے اٹن طشتری کہاں سے حاصل کرانی تھی“..... ڈریک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کنگ کراشو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ میری باقاعدہ نگرانی کی جاتی ہے“۔ کنگ کراشو نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے تمہارا تعلق براہ راست فونکس سے رہا ہے۔ تمام سپلائی

تم کرتے تھے۔ اس لئے تمہاری اہمیت کو سب سمجھتے ہیں“۔ ڈریک نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں۔ کیونکہ میں تم لوگوں سے نہ ہی مقابلہ کر سکتا ہوں اور نہ ہی کرنا چاہتا ہوں۔ پرنس عمران پاکیشیا کا ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس سے میری ملاقات اکیرمیا میں ہوئی تھی۔ وہ بے حد خوبصورت گفتگو کرتا ہے۔ اس لئے میری اس سے خاصی دوستی ہو گئی اور میں نے اسے اپنے بارے میں بتا دیا تھا۔ پھر اس کا طویل عرصے بعد اب اچانک فون آگیا۔ وہ وائٹ روز آئی لینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ وہاں کوئی نہیں جاسکتا۔ کیونکہ سمندر کی تہہ سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک وہاں ایسی حفاظتی ریز موجود ہیں کہ وہاں کوئی چیز چاہے وہ آبدوز ہو یا طیارہ داخل ہو ہی نہیں سکتا اور فوراً جل کر راکھ ہو جائے گا۔ سپلائی بھی دو ماہ کے لئے بند ہے اور فون لائنز بھی بند ہیں اور جنرل ہنری کی فریکوئنسی بھی آف ہے۔ اس پر اس نے اٹن طشتری کی بات کی تو میں نے حامی بھر لی۔ اس لئے کہ وہ یہاں آئیں تو ان سے بھاری رقم لے کر سائز والوں کا سائسی ہیلی کاپٹر آرائیکس انہیں دے دوں گا۔ وہ اسے اٹن طشتری ہی سمجھیں گے۔ اس طرح وہ بھی ختم ہو جائیں گے اور میں اتنی رقم بھی کمالوں گا کہ شاید دس سالوں تک نہ کما سکوں“..... کنگ کراشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”بس یا کوئی اور اہم بات بھی ہے۔ یہ سوچ لو کہ اس پوری گفتگو

کی ٹیپ چیف کے پاس پہنچ چکی ہے۔..... ڈریک نے کہا۔

”بے شک چیک کر لو۔ میں نے سب کچھ بتا دیا ہے۔“ کنگ کراشو نے کہا تو ڈریک نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ شاید وہ چیف سے ہونے والی بات چیت کنگ کراشو کو بھی سنانا چاہتا تھا۔

”یس۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی چیف گرمور کی آواز سنائی دی۔“ ڈریک بول رہا ہوں باس سوئی کلب سے۔“ ڈریک نے کہا۔

”ہاں کیا رپورٹ ہے۔“ چیف نے کہا تو ڈریک نے کنگ کراشو کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

”کنگ کراشو موجود ہے۔“ چیف نے کہا۔

”یس باس۔“ ڈریک نے کہا۔

”اسے رسیور دو۔“ چیف نے کہا تو ڈریک نے رسیور کنگ کراشو کی طرف بڑھا دیا۔

”کنگ کراشو کیا یہ پرنس عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتا ہے۔“ گرمور نے کہا۔

”مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ سیکرٹ لیجنٹ ہے۔ لیکن اس کا کہنا ہے کہ وہ فری لانس ہے۔“ کنگ کراشو نے کہا۔

”یہ لوگ بہر حال تم تک پہنچیں گے۔ کیا تم ہمارے ساتھ مکمل

تعاون کرنے کے لئے تیار ہو۔“ چیف نے کہا۔

”یس چیف، میں تو آپ کا ہی آدمی ہوں۔ میں کیوں نہ تعاون کروں گا۔ اس سے تو میں نے صرف دولت کمائی تھی۔“ کنگ نے کہا۔

”ہو نہر، ٹھیک ہے۔ تمہاری کارکردگی کو مسلسل چیک کیا جاتا رہے گا۔ جیسے ہی یہ لوگ گارشیا پہنچ کر تم سے رابطہ کریں۔ تم نے مجھے تفصیل سے اطلاع دینی ہے۔“ چیف نے کہا۔

”ٹھیک ہے چیف۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔“ کنگ کراشو نے کہا۔

”یہ سوچ لو کنگ کراشو اگر ہم سے تعاون کرو گے تو تم زندہ بھی رہو گے اور دولت بھی کما لو گے۔ ورنہ۔“ چیف نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں چیف آپ بے فکر رہیں۔ مجھے ان سے کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔“ کنگ کراشو نے کہا۔

”اوکے۔ رسیور ڈریک کو دو۔“ چیف نے کہا تو کنگ کراشو نے رسیور ڈریک کی طرف بڑھا دیا۔

”یس چیف۔“ ڈریک نے کہا۔

”تم ہیڈ کوارٹر آ جاؤ۔ تاکہ میں تمہیں تفصیلی ہدایات دے دوں۔ تم نے اپنے سیکشن کے ساتھ مل کر ان کا شکار کھیلنا ہے۔“ چیف نے کہا۔

”یس چیف۔“ ڈریک نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ

ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی کنگ کراشو بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”او کے“..... ڈریک نے مسکراتے ہوئے کہا اور کنگ کراشو سے مصافحہ کر کے وہ واپس مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت گارشیا جزیرے کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے ایک خصوصی چارٹرڈ فلائٹ سے یہاں پہنچے تھے اور پھر ایرپورٹ سے سیدھے اس ہوٹل میں آگئے تھے۔ وہ سب ایکریمین میک اپ میں تھے۔ ہوٹل میں ان کے کمرے پہلے سے ریزرو تھے۔ اس لئے انہیں ریزرو کرانے کی ضرورت نہ پڑی تھی۔ ورنہ شاید انہیں اتنی آسانی سے کمرے نہ ملتے کیونکہ گارشیا انتہائی خوبصورت جزیرہ تھا اور یہاں اس موسم میں پوری دنیا سے سیاحوں کی آمد و رفت جاری رہتی تھی۔

عمران صاحب مس جولیا کے مطابق چیف نے اس مشن کو انتہائی اہم اور تیز رفتار بتایا ہے۔ اس لئے آپ برائے کرم ہمیں تفصیل سے بتادیں..... صدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں یہ مشن واقعی ایسا ہے کہ ہم سب کو انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہوگا۔ کیونکہ ہمارے پاس صرف ایک ہفتے کا وقت ہے اور اگر ایک ہفتہ گزر گیا تو پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ کر دیئے جائیں گے اور ایسا ہوتے ہی کافرستان فوراً حملہ کر کے ملک پر قبضہ کر سکتا ہے۔“

عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ایک ہفتہ، کیا یہ بات حتمی ہے“..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں اور یہ ہفتہ بھی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت سے ملا ہے کہ ان کی ٹارگٹ فوکس کرنے والی مشینیں میں اچانک کوئی گڑبڑ ہوگی ورنہ شاید آج پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ، وچکے ہوتے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب کیا پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کی حفاظت کے لئے کوئی ایسا نظام نہیں ہے جو ایسے میزائلوں کو روک سکے“..... صالح نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسے نظام ہیں۔ اس لئے تو آج تک ایسا نہیں ہو سکا۔ لیکن اسرائیل اور ان سے ملے ہوئے اکیمریمین سائنسدان مسلسل ایسے میزائلوں کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ جن کی بدولت وہ تمام حفاظتی نظام کو زیر و کر کے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر سکیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس کی کسی نہ کسی طرح اطلاع پاکیشیا کو مل جاتی ہے اور پھر ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق دے دیتا ہے کہ ہم ان

میزائلوں کا خاتمہ کر دیں۔ پہلے بھی کئی بار ایسا ہوا ہے اور اب بھی ایسا ہی ہوگا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس میزائل سسٹم کی تباہی کے بعد کیا وہ دوسرا میزائل نصب نہیں کر لیں گے“..... اس بار جو یانے کہا۔

”اس کا ایٹمی نظام شوگران کی مدد سے تیار کیا جا رہا ہے لیکن اس میں دو ماہ لگیں گے۔ اگر آج اس اسرائیلی میزائل سسٹم کو تباہ کر دیا جائے تو انہیں دوبارہ اس کی تنصیب میں کئی ماہ لگ جائیں گے اور تب تک اس کا ایٹمی نظام کام کرنا شروع کر دے گا۔ پھر یہ میزائل بھی ہمارے ایٹمی مراکز کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پھر آپ یہاں ہوٹل میں بیٹھ کر کیوں وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس انتہائی کم وقت ہے۔ ہمیں بہر حال وہاں پہنچنا چاہئے“..... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس جہیزے کو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ کیونکہ انہیں بھی خطرہ ہے کہ جنوں اور بھوتوں پر مشتمل پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ جائے گی“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”تو کیا ہوا۔ آخر وہاں لوگ آتے جاتے رہتے ہوں گے۔“ جو یانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں دو ماہ کے لئے وہاں سے آنے اور جانے پر مکمل پابندی ہے

دوماہ کے لئے وہاں سپلائی بھی سٹور کر لی گئی ہے۔ اس جزیرے پر ویسے تو ایکریمین میزائل اڈہ ہے۔ لیکن وہاں خفیہ طور پر سی ایس ٹی میزائل سسٹم بھی زیر زمین تیار کیا گیا ہے۔ اس جزیرے کے گرد بیس میل کے دائرے میں ایسی ریز موجود ہیں کہ سمندر کی تہہ سے لے کر آسمان کی بلندیوں تک کوئی چیز بھی اس میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اگر ہو جائے تو خود بخود جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا؟“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں ایک کلب ہے جس کا نام سوئی کلب ہے۔ اس کا مینجر اور مالک کنگ کراشو ہے۔ کنگ کراشو کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ میں نے اسے فون کر کے اس سے یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں۔ کنگ کراشو ہی اس جزیرے پر سپلائی کرتا تھا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”پھر کیا سوچا ہے آپ نے۔ کیسے پہنچیں گے اس جزیرے تک؟“..... صفدر نے کہا۔

”اس کنگ کراشو نے ایک اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جس نے مجھے چونکا دیا ہے۔ ایکریمین کی فوج میں ایک ہیلی کاپٹر ایسا موجود ہوتا ہے جسے کوڈ میں اٹن طشتری کہا جاتا ہے۔ اس ہیلی کاپٹر میں خصوصی طور پر ایسی مشینیں نصب ہوتی ہیں کہ اس پر کسی قسم کی سائنسی ریز وغیرہ اثر نہیں کر سکتیں اور ایکریمین فوج کسی بھی

مشن کے دوران ایسے ہی معاملات میں اسے استعمال کرتی ہے اور کنگ کراشو نے کہا ہے کہ وہ بھاری رقم کے عوض یہ اٹن طشتری مہیا کر سکتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم اٹن طشتری کے ذریعے ایک بار فونکس جزیرے پر پہنچ جائیں پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب تک کیوں خاموش بیٹھے رہے ہو؟“..... جولیانے کہا۔

”اس لئے کہ میرے نقطہ نظر سے کنگ کراشو کے ہاتھ اس قدر لمبے تو نہیں ہو سکتے کہ وہ ایکریمین فوج سے اٹن طشتری بھی اپنے طور پر حاصل کر سکے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ پہلے اس کنگ کراشو کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر لی جائیں۔ پھر آگے بات کی جائے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ ہم اس ریز سرکل میں اس ہیلی کاپٹر کو اٹن طشتری سمجھ کر داخل ہو جائیں اور دوسرے لمحے وہاں ہماری راکھ وجود میں آجائے۔ اس طرح کہ نہ کہیں مزار بن سکے اور نہ ہی قوا بیاں کرائی جاسکیں۔“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”لیکن عمران صاحب اس طرح تو صرف وقت ہی ضائع ہوگا اور زیادہ وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔“..... صفدر نے کہا۔

”تمہارے پاس نہ ہو تو دوسری بات ہے۔ لیکن میرے پاس صرف یہی وقت ہی ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ تم ایسا کرو کہ اپنا بینک بیلنس میرے نام ٹرانسفر کر دو اور مجھ سے جتنا جی چاہے وقت لے لو۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات

ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس مائیکل بول رہا ہوں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”انتھونی بول رہا ہوں مسٹر مائیکل“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے کہا۔

”مسٹر مائیکل آپ کا تعلق پاکیشیا سے تو نہیں ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پاکیشیا۔ کیا کسی نئی تنظیم کا نام ہے“..... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”برا عظم ایشیا کا ایک ملک ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ارے میں تو نام ہی تم سے سن رہا ہوں۔ لیکن ہوا کیا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں اکیمریمیا کی کسی سرکاری تنظیم فری ساکس کا ایک سیٹ اپ موجود ہے۔ جس کا چیف گرمور ہے اور اس کے ساتھ بارہ کے

قریب انتہائی تربیت یافتہ افراد موجود ہیں۔ گروپ کے چیف لیجنٹ کا نام ڈریک ہے۔ یہ ڈریک کنگ کراشو سے اس کے آفس میں ملا اور

اس نے اسے بتایا کہ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سے کسی پرنس عمران نے اس سے فون پر بات کی ہے اور اس نے انہیں اٹن طشتری

فراہم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ جس پر اس کنگ کراشو نے کہا کہ وہ انہیں چکر دے رہا ہے۔ کیونکہ اٹن طشتری تو وہ حاصل ہی نہیں کر سکتا۔ النبتہ آرایکس ہیلی کا پڑاٹن طشتری بتا کر وہ انہیں دے دے گا اور اس سے انتہائی بھاری معاوضہ وصول کرے گا۔ آپ نے بھی چونکہ میرے ذمے یہ کام لگایا تھا کہ کیا کنگ کراشو اس قابل ہے کہ اکیمریمین فوج سے اٹن طشتری حاصل کر سکے۔ اس لئے میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ کہیں آپ کا تعلق تو پاکیشیا سے نہیں ہے۔“ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے۔ النبتہ ہمارا تعلق بھی اکیمریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی سے ہے اور ہمیں بھی اطلاع ملی تھی۔ جس پر ہم معلوم کرنا چاہتے تھے کہ کیا واقعی کنگ کراشو اس قابل ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”نہیں مسٹر مائیکل وہ اس قابل نہیں ہے وہ صرف چکر دے کر دولت کمانا چاہتا ہے۔ یہ بات طے سمجھو“..... انتھونی نے جواب دیا۔

”اور اس گروپ نے کنگ کراشو کو کیا ہدایت کی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”یہ کہ جب وہ پرنس عمران اس سے رابطہ کرے وہ فوراً انہیں اطلاع دے دے اور اس نے اس کی حامی بھر لی ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او کے شکریہ“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے واقعی عقلمندی سے کام لیا ہے عمران صاحب کہ براہ راست اس کنگ کراشو سے رابطہ نہیں کیا ورنہ ہم یہاں خواہ مخواہ لٹھ کر رہ جاتے“..... صفدر نے کہا۔

”یہی عقلمندی کے کام تو اب تک مجھے کنوارہ رکھے ہوئے ہیں ورنہ اب تک رقیب روسیاء اوہ سوری میرا مطلب ہے رقیب روسفید غائب ہو چکا ہوتا۔ لیکن یہ عقل ہر بار اڑے آجاتی ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہاری یہ عقلمندی تو تمہیں اب تک زندہ رکھے ہوئے ہے۔“
تتویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب، اب آپ کیا پلان بنائیں گے اس جزیرے تک پہنچنے کے لئے“..... صالحہ نے کہا۔

”مجھے تو لگتا ہے کہ ایک ہفتہ اسی سوچ بچار میں ہی گزر جائے گا“..... عمران کے بولنے سے پہلے تتویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے تتویر۔ اور اس طرح منہ اٹھا کر ہم وہاں نہیں پہنچ سکتے“..... جولیا نے کہا۔

”تو پھر بیٹھے سوچتے رہو“..... تتویر نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں ڈبل زیڈ ٹائپ غوطہ خوری کے لباس پہن کر وہاں جانا چاہئے۔ کیونکہ اس لباس میں بھی

ایسے آلات موجود ہوتے ہیں جو پانی کے اندر ہر قسم کی ریز کے اثرات کو زیر و کر دیتے ہیں“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”یہ لباس صرف ایکریمین نیوی کے پاس ہوتے ہیں۔ عام بازاروں میں نہیں ملتے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے اب ایسا ہی ہو گا اور کوئی راستہ نہیں ہے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا سوچا ہے“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”اب ایک ہی حل ہے کہ ہم ایکریمیا سے کوٹرام بوٹ منگوا لیں اس سے کم از کم اسما تو ہو جائے گا کہ ہم فوری طور پر ہلاک نہیں ہوں گے۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ایکریمیا سے تو اسے یہاں پہنچتے پہنچتے ہفتہ لگ جائے گا“..... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے فون کارسیور اٹھا کر سیٹ کے نیچے موجود بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس، سی مور کلب“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”مائیکل بول رہا ہوں انتھونی سے بات کراؤ“..... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو انتھونی بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد انتھونی کی آواز سنائی دی۔

مائیکل بول رہا ہوں انتھونی..... عمران نے کہا۔

”اوہ، آپ فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں..... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ شاید پہلی بار عمران نے اسے بھاری معاوضہ دے دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ خوش ہو رہا تھا کہ اسے مزید بھاری معاوضہ حاصل کرنے کا سکوپ بن رہا ہے۔

”مسٹر انتھونی میں نے معلوم کر لیا ہے کہ آپ کا کوئی تعلق اکیمریمیا یا اسرائیل سے نہیں ہے۔ اس لئے آپ کو بتایا جا رہا ہے کہ ہمارا تعلق واقعی پاکیشیا سے ہے اور ہم نے فونکس جزیرے پر پہنچنا ہے جب کہ کنگ کراشو نے مجھے بتایا تھا کہ فونکس کے گرد بیس میل کے اندر سمندر کی تہہ سے آسمان کی بلندیوں تک خصوصی ریز پھیلا دی گئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں کوئی داخل نہیں ہو سکتا اور اسی لئے اڑن طشتری کی بات ہوئی تھی۔ لیکن اب جبکہ آپ نے حتمی طور پر بتا دیا ہے کہ کنگ کراشو اڑن طشتری مہیا نہیں کر سکتا۔ تو کیا آپ ہمارے وہاں پہنچنے کا کوئی قابل عمل حل بتا سکتے ہیں۔ آپ کو منہ مانگا معاوضہ دیا جائے گا..... عمران نے کہا۔

”آپ ایک گھنٹے بعد دوبارہ مجھے فون کریں۔ پھر اس معاملے پر بات ہو سکے گی..... انتھونی نے کہا۔

”کیوں۔ وجہ..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے مسٹر مائیکل کہ کنگ کراشو نے آپ کو درست بتایا ہے کہ فونکس کو ہر لحاظ سے سیف کر دیا گیا ہے۔ لیکن میرے ذہن میں

ایک بات آئی ہے۔ میں اسے چیک کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد بات کر سکوں گا کہ میں آپ سے معاوضہ وصول کر سکتا ہوں یا نہیں..... انتھونی نے کہا۔

”اوکے، ٹھیک ہے۔ لیکن ہمیں قابل عمل حل چاہئے۔ یہ بات ذہن میں رکھنا..... عمران نے کہا۔

”میں سمجھتا ہوں جناب، آپ بے فکر رہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیا کرے گا..... جو لیا نے کہا۔

”یہ یہاں کارہائشی ہے اور خاصا بااثر آدمی ہے۔ اس کا تعلق بحری سمگلنگ سے ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کوئی ایسی بات اس کے نوٹس میں ہو۔ جس سے ہمیں فائدہ پہنچ سکے اور آزمانے میں کوئی حرج نہیں ہے..... عمران نے کہا۔

”لیکن یہ اس فری ساکس گروپ کو بھی اطلاع دے کر وہاں سے بھی معاوضہ لے سکتا ہے اور اس صورت میں ہم چوہوں کی طرح مارے جائیں گے..... جو لیا نے کہا۔

”نہیں، اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو وہ ہم سے پہلے ہی اس بارے میں بات نہ کرتا اور ویسے بھی ایسے سرکاری گروپ وہ معاوضہ نہیں دے سکتے جو ہم دے سکتے ہیں..... عمران نے کہا تو اس بار جو لیا نے بھی مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے ایک بار پھر انتھونی سے فون پر رابطہ کیا۔

”کیا رپورٹ ہے مسٹر انتھونی“..... عمران نے کہا۔
 ”مسٹر مائیکل اگر آپ بیس لاکھ ڈالر دینے کی حامی بھریں تو آپ کو اس جزیرے تک پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہوگی“..... دوسری طرف سے انتھونی نے کہا۔
 ”ٹھیک ہے مل جائیں گے بیس لاکھ ڈالر۔ لیکن کیا پلان ہے مجھے تفصیل بتاؤ“..... عمران نے کہا۔

”فونکس جزیرے سے پچیس میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا ٹاپو ہے۔ جسے بلیک ٹاپو کہا جاتا ہے۔ آپ کو اس ٹاپو پر ایک ہیلی کاپٹر سے پہنچایا جائے گا۔ اس سے پہلے اس ٹاپو پر ایک خصوصی ساخت کی بند لانچ پہنچادی جائے گی۔ یہ بند لانچ میٹرو گن کہلاتی ہے۔ اگر آپ میٹرو گن کے بارے میں نہ جانتے ہوں تو میں بتا دوں کہ اس کی سپیڈ گن سے نکلنے والی گولی سے بھی تیز ہوتی ہے اور اس کے اندر ایسے آلات نصب ہوتے ہیں کہ اس پر کسی قسم کی کوئی سائنسی ریزا اثر نہیں کر سکتی اور یہ لانچ اس ٹاپو سے زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ میں فونکس جزیرے پر پہنچ جائے گی اور آپ کو وہاں ڈراپ کر کے واپس آجائے گی۔ یہ چونکہ پانی کے اندر چلتی ہے اس لئے باہر سے نظر نہیں آ سکتی“..... انتھونی نے کہا۔

”کیا میٹرو گن واقعی یہاں مل جائے گی۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ یہ بھی اٹن طشتری کے انداز کی لانچ ہوتی ہے جو ایکریمین نیوی کے خصوصی استعمال میں رہتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں یہاں گارشیا میں ایکریمین نیوی کا ایک اڈہ ہے اور یہاں میٹرو گن بھی موجود ہے۔ میں نے بھاری معاوضے پر اسے ہائر کر لیا ہے“..... انتھونی نے جواب دیا۔
 ”لیکن فونکس جزیرے پر ایکریمین میزائل اڈہ ہے۔ کہیں تمہارا میٹرو گن پائلٹ وہاں جانے سے ہی انکار نہ کر دے“..... عمران نے کہا۔

”اس سے بات طے ہو چکی ہے۔ وہ بھاری معاوضے کی خاطر اس کے لئے تیار ہے۔ البتہ وہ آپ کو فونکس جزیرے کے اس حصے میں ڈراپ کرے گا جو ویران ہے اور ایکریمین اڈے کی مخالف سمت میں ہے“..... انتھونی نے جواب دیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ پھر کیسے اس پروگرام پر عمل ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”آپ میرے کلب پہنچ جائیں۔ آپ رقم مجھے دیں گے تو میں آپ کو ایک خصوصی پورٹ پر پہنچا دوں گا۔ وہاں سے ہیلی کاپٹر آپ کو ٹاپو پر لے جائے گا اور اس کے بعد آپ میٹرو گن کی مدد سے فونکس جزیرے پر پہنچ جائیں گے“..... انتھونی نے جواب دیا۔

”اوکے ہم آرہے ہیں“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 ”آؤ چلیں۔ اگر میٹرو گن لانچ ہائر ہو سکتی ہے تو پھر ہم آسانی سے فونکس پہنچ سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔
 ”لیکن عمران صاحب وہاں ہمیں اسلحہ بھی چاہئے ہوگا۔ خصوصی

ساخت کا اسلحہ اس کا کیا ہوگا..... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔
 ”انتھونی کے ذریعے وہیں مل جائے گا۔ وہ خصوصی اسلحے کا سمگر
 ہے اور اس سے بات ہو چکی ہے“..... عمران نے کہا تو سب نے
 اثبات میں سر ہلا دیئے۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرہ میں آفس ٹیبل کے پیچھے کرسی پر
 ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک کمپیوٹر بنا مشین
 موجود تھی۔ جس کی سکرین روشن تھی اور یہ سکرین چار حصوں میں
 بٹی ہوئی تھی اور چاروں حصوں میں سمندر نظر آ رہا تھا۔ اس آدمی کے
 ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی اور وہ شراب پینے میں مصروف تھا کہ
 پاس پڑے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے
 چونک کر بوتل کو میز پر رکھا اور رسیور اٹھا لیا۔

”یس کرنل مارکس بول رہا ہوں“..... اس آدمی نے بھاری لہجے
 میں کہا۔

”رالف بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز
 سنائی دی تو کرنل مارکس چونک پڑا۔
 ”اوہ آپ باس فرمائیے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”مجھے ایک انتہائی اہم اطلاع ملی ہے کرنل مارکس“..... رالف نے کہا۔

”کیسی اطلاع باس“..... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کو وائٹ روز میزائل کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور اس کی ٹیم کسی بھی وقت فونکس پہنچ سکتی ہے“۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارکس بے اختیار چونک پڑا۔

”فونکس پہنچ سکتی ہے وہ کیسے باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ یہاں کس قسم کے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”ہاں، مجھے معلوم ہے لیکن مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایسے انتظامات نہیں روک سکتے۔ وہ بہر حال کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں گے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ تم اپنے طور پر ہائی الرٹ رہو۔ وائٹ روز میزائل کو ہر صورت میں محفوظ رہنا چاہئے“..... رالف نے کہا۔

”لیکن باس آپ کو اس قدر حتمی اطلاع کیسے ملی“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”گارشیا میں فری ساکس کا ایک سیٹ اپ موجود ہے۔ کیونکہ میرے ذہن میں پہلے سے ہی یہ سچو نیشن تھی۔ گو یہ منصوبہ انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے لیکن اس کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس تک اس

کی اطلاع پہنچ سکتی تھی اور یقیناً وہ لوگ گارشیا سے ہی فونکس پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے گارشیا میں ہمارا نیٹ ورک موجود ہے۔ اس طرح رگامیگا میں بھی نیٹ ورک قائم کیا گیا تھا کہ اگر یہ لوگ وہاں پہنچیں تو ان کو وہیں لٹھا دیا جائے اور اب تک یہ منصوبہ خفیہ رہا اور پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو نشانہ بنا دیا جاتا لیکن ٹارگٹ فونکس نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً ایک ہفتہ مزید انتظار کرنا پڑ رہا ہے۔ مجھے گارشیا میں موجود نیٹ ورک کے چیف نے اطلاع دی ہے کہ وہاں کے ایک کلب کے مالک کنگ کراشو کو پاکیشیا سے پرنس عمران نے فون کر کے فونکس کے بارے میں تفصیلات معلوم کی ہیں تو میں سمجھ گیا کہ یہ پرنس عمران پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران ہے اور فونکس اور وائٹ روز آئی لینڈ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا مطلب ہے کہ انہیں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے۔ گو نیٹ ورک چیف نے اس کنگ کراشو کو کہہ دیا ہے کہ عمران جیسے ہی اس سے رابطہ کرے وہ اسے اطلاع دے اور وہ خود بھی کنگ کراشو کی نگرانی کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک کنگ کراشو سے کسی نے رابطہ ہی نہیں کیا۔ جبکہ یہ بات پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ کسی بھی مشن پر اتنی دیر کریں۔ وہ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی طرح اس بات کی اطلاع مل گئی ہو کہ کنگ کراشو کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس لئے انہوں نے کنگ کراشو سے رابطہ ہی نہ کیا ہو اور دوسری

بات یہ کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس صرف اپنے ٹارگٹ کی طرف توجہ دیتی ہے۔ ادھر ادھر نہیں بھاگتی اور ان کا ٹارگٹ فونکس ہی ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ تم پوری طرح الرٹ ہو جاؤ۔ ہم نے ہر صورت میں وائٹ روز میزائل سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز تباہ کرنے ہیں۔“ رالف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”لیکن باس فونکس کے گرد تو ایسی ریز کا گھیرا ہے کہ وہ یہاں کسی صورت بھی زندہ یا مردہ نہیں پہنچ سکتے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”مجھے سب معلوم ہے۔ لیکن اس کے باوجود بھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ یہ عمران بذات خود بہت بڑا سائنسدان ہے۔ وہ ان ریز کا بھی کوئی توڑ نکال سکتا ہے“..... رالف نے کہا۔

”اوکے باس، آپ بے فکر رہیں۔ اول تو وہ لوگ یہاں پہنچ ہی نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی گئے تو یہاں قدم قدم پر ان پر موت جھپٹ پڑے گی“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”اوکے، ہر طرح سے ہوشیار رہنا“..... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا۔

”باس بھی کمال کرتا ہے۔ یہ لوگ کیسے یہاں پہنچ سکتے ہیں اور اگر پہنچ بھی جائیں تو ایک لمحے میں ختم کر دیئے جائیں گے“..... کرنل مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”مارٹی بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز

سنائی دی۔

”مارٹی، وائٹ روز لیبارٹری کو سیلڈ کر دو اور تمام مشینری آن کر دو“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”اوہ، کیوں باس۔ کیا کوئی خطرہ ہے“..... مارٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے مختصر طور پر اسے چیف رالف کی کال کے بارے میں بتا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی باس۔ لیکن اس صورت میں ہم انہیں باہر ہلاک نہیں کر سکیں گے“..... مارٹی نے کہا۔

”کیوں“..... کرنل مارکس نے چونک کر پوچھا۔

”کیونکہ لیبارٹری سیلڈ ہو جائے گی۔ البتہ باہر صرف ایک بسسم ایسا ہے کہ ہم اندر سے ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر سکتے ہیں۔ لیکن انہیں ہلاک کرنے کے لئے بہر حال لیبارٹری کے سپیشل وے کو کھولنا پڑے گا“..... مارٹی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی کر لیں گے۔ بہر حال جیسا میں نے کہا ہے ویسے کرو اور پھر مجھے اطلاع بھی دو“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر شراب کی بوتل اٹھا کر اس گے منہ سے لگالی۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انٹرکام کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس کرنل مارکس بول رہا ہوں“..... کرنل مارکس نے کہا۔
 ”مارٹی بول رہا ہوں باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے“..... دوسری طرف سے مارٹی نے کہا۔

”اوکے، تم بھی ہر طرح سے الرٹ رہنا“..... مارکس نے کہا اور
 رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد جب اس کی نظریں اچانک
 سامنے موجود روشن سکرین پر پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی
 نظریں حیرت کی شدت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ سکرین کے ایک
 حصے میں اس نے سمندر کے اندر ایک سیاہ رنگ کی چیز کو اتہائی
 تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔

”یہ، یہ کیا ہے۔ کیا مطلب“..... کرنل مارکس نے کہا۔ اسی
 لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یس“..... کرنل مارکس نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”باس ٹاپو کی طرف سے میٹروگن جزیرے کی طرف آ رہی
 ہے“..... مارٹی کی حیرت سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میٹروگن وہ کیا ہوتی ہے اور یہ ریز کی حدود میں کیسے چل رہی
 ہے“..... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ایک بند خصوصی لانچ ہوتی ہے جو پانی کے اندر تیرنے کے
 انداز میں چلتی ہے لیکن ہوتی یہ لانچ ہے۔ یہ ایکریمین نیوی کے
 خصوصی استعمال میں رہتی ہے اور اس کے اندر ایسے آلات نصب
 ہوتے ہیں کہ کسی قسم کی ریز اس پر اثر انداز نہیں ہو سکتی“۔ مارٹی

نے کہا۔

”ہو نہہ، اس کا مطلب ہے کہ چیف رالف کا خدشہ درست ثابت
 ہوا ہے۔ بہر حال اب انہیں ہلاک ہونا پڑے گا۔ تم نے الرٹ رہنا
 ہے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”یس باس۔ جیسے ہی یہ لوگ جزیرے پر پہنچیں گے۔ انہیں بے
 ہوش کر دیا جائے گا“..... مارٹی نے کہا اور کرنل مارکس نے اوکے
 کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی نظریں سکرین پر جیسے چپک سی گئی
 تھیں۔ وہ سیاہ رنگ کی چیز اتہائی تیز رفتاری سے جزیرے کی طرف
 بڑھ رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے کے کنارے پر پہنچ کر
 رک گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہ اوپر کو اٹھی اور سطح سمندر پر تیرنے لگی۔
 چند لمحوں بعد اس کا ایک حصہ کھلا اور اس میں سے ایک آدمی باہر نکلا
 اور اس نے جزیرے پر چھلانگ لگادی۔

”اس کے بعد یکے بعد دیگرے اس کھلے حصے میں سے دو عورتیں
 اور تین مرد بھی جزیرے پر اتر گئے۔ ان تینوں کی پشت پر سیاہ رنگ
 کے بیگ بندھے ہوئے تھے۔ اور یہ سب کے سب ایکریمین تھے۔ ان
 سب کے باہر آتے ہی میٹروگن کا کھلا حصہ بند ہو گیا اور وہ سمندر کے
 اندر اترتی چلی گئی۔ پھر وہ کافی نیچے جا کر تیزی سے مڑ کر واپس جانے
 لگی۔ لیکن اب کرنل مارکس کی نظریں ان لوگوں پر جمی ہوئی تھیں۔
 وہ لوگ ادھر ادھر کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ ابھی آپس میں باتیں ہی کر
 رہے تھے کہ اچانک وہ سب یکٹ لڑکھڑائے اور پھر اس طرح نیچے

گرنے لگے جیسے حشرات الارض زہریلی دوا چھونکنے سے گرتے ہیں۔
اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر
رسیور اٹھا لیا۔

”یس..... کرنل مارکس نے کہا۔

”مارٹی بول رہا ہوں باس۔ میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔
اب اگر آپ اجازت دیں تو میں باہر جا کر انہیں ہلاک کر دوں۔“ مارٹی
نے کہا۔

”نہیں لیبارٹری کو اوپن نہیں کرنا۔ میں جنرل ہنری کے کمانڈر
کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ انہیں ہلاک کر دے گا۔“ کرنل
مارکس نے اچانک ایک خیال کے تحت کہا۔

”اس کی کیا ضرورت ہے باس۔ جبکہ یہ لوگ بے ہوش پڑے
ہوئے ہیں اور میں آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتا ہوں۔ اس طرح ان
کی موت کا کریڈٹ ہمیں ملے گا۔“ مارٹی نے کہا۔

”میں کسی صورت بھی لیبارٹری اوپن نہیں کرنا چاہتا۔ چاہے کچھ
بھی کیوں نہ ہو جائے۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ آپ بہر حال بہتر سمجھتے ہیں۔“ مارٹی نے
دوسری طرف سے قدرے مایوسانہ لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے
انٹرکام کار سیور رکھا اور فون کار سیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر
پریس کرنے شروع کر دیے۔

”یس جنرل کمانڈر آفس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ چیف سیکورٹی آفسیر وائٹ روز
سسٹم..... کرنل مارکس نے کہا۔

”یس سر فرمائیے۔“ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا
گیا۔

”کمانڈر سمٹھ سے بات کراؤ۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو کمانڈر سمٹھ بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک بھاری

سی آواز سنائی دی۔

”کمانڈر سمٹھ وائٹ روز سسٹم ایریے میں شمال مشرق کی طرف
ساحل پر دو عورتیں اور چار مرد جن کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے
ہے پہنچ چکے ہیں اور یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ہم
نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ آپ اپنے آدمی بھیج کر انہیں ہلاک کرا
دیں اور ان کی لاشیں اٹھا کر لے جائیں۔“ کرنل مارکس نے
کہا۔

”اوہ، اوہ مگر یہ لوگ یہاں کیسے پہنچ گئے۔“ کمانڈر سمٹھ نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے بتایا تو ہے کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ
ہیں۔ انہوں نے کہیں سے میٹر وگن لالچ حاصل کر لی اور اس میٹر وگن
لالچ کی مدد سے وہ تمام حفاظتی ریز کو زیر کرتے ہوئے یہاں پہنچ گئے۔

لیکن چونکہ ہمیں ان کی آمد کی پہلے سے اطلاع تھی۔ اس لئے ہم چوکنا تھے۔ ہم نے سیکورٹی ایریے کو مستقل طور پر سیلڈ کر دیا ہے اور پھر خصوصی ریز کی وجہ سے انہیں بے ہوش کیا گیا ہے۔ لیکن اب چونکہ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔ ورنہ تو ہمارے آدمی سپیشل وے کھول کر انہیں ہلاک کر دیتے۔ اس لئے اب یہ کام آپ نے کرنا ہے۔ لیکن جنہیں بھیجیں انہیں کہیں کہ وہ پوری طرح محتاط اور چوکنا رہیں..... کرنل مارکس نے کہا۔

”جب وہ بے ہوش پڑے ہیں کرنل مارکس تو پھر خطرے کی کیا بات ہو سکتی ہے“..... کمانڈر سمتھ نے کہا۔

”کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے بار بار کہہ رہا ہوں کہ آپ محتاط رہیں“..... کرنل مارکس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے کرنل مارکس آپ بے فکر رہیں۔ میں انہیں اٹھوا کر یہاں منگوالیتا ہوں پھر میں خود ہی انہیں ہلاک کر دوں گا۔ اس طرح تسلی رہے گی“..... کمانڈر سمتھ نے کہا۔

”ان کو ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے۔ ہوش میں آنے سے پہلے اس بات کا خیال رکھیں“..... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں کرنل مارکس ویسے ہی ہو گا جیسے آپ نے کہا ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا تھا کہ وہ سپیشل وے کھول کر خود باہر جا کر انہیں ہلاک کر دے لیکن پھر وہ اس لئے رک گیا کہ وہ کسی

صورت بھی لیبارٹری اوپن کرنا نہ چاہتا تھا۔ ویسے چونکہ وہ کافی طویل عرصے سے یہاں تھا اور ایک ماہ پہلے جو سخت پابندیاں لگائی گئی تھیں۔ اس سے پہلے وہ ایکریمین میزائل اڈے میں بھی آتا جاتا رہتا تھا۔ اس لئے وہ کمانڈر سمتھ کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کمانڈر سمتھ نے انہیں زندہ اٹھوانے کا فیصلہ کیوں کیا ہے۔ کیونکہ اس گروپ میں دو عورتیں بھی شامل ہیں اور پابندی لگنے کے بعد چونکہ کوئی عورت بھی یہاں نہ آ سکتی تھی۔ جبکہ کمانڈر سمتھ عیاش طبع آدمی تھا۔ اس لئے اس نے یہ سارا کھیل صرف ان دو عورتوں کو بچانے کے لئے کھیلا تھا۔ لیکن وہ اس لئے خاموش ہو گیا تھا کیونکہ اس کے نزدیک یہ عورتیں تو ان بجنٹوں کی گرل فرینڈز کے طور پر ساتھ آئی ہوں گی اور اصل خطرہ مردوں سے ہے اور اسے معلوم تھا کہ کرنل کمانڈر سمتھ بہر حال ان مردوں کو ہلاک کرادے گا۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اس کے ذہن میں فوراً ہی سابق مناظر گھوم گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت انتھونی کی طرف سے مہیا کردہ میٹر وگن لائچ میں سوار ہو کر فونکس جزیرے پر پہنچ گئے تھے۔ میٹر وگن میں واقعی ایسے آلات نصب تھے کہ اس پر کسی قسم کی ریز اثر انداز نہیں ہو سکتی تھی اور پھر میٹر وگن کسی آبدوز کی طرح پانی کی سطح سے نیچے ہو کر چلتی تھی اور اس کی رفتار بھی بے حد تیز تھی۔ اس لئے وہ دس منٹ کے اندر ٹاپو سے جزیرے پر صحیح سلامت پہنچ گئے تھے اور میٹر وگن لائچ انہیں جزیرے پر ڈراپ کر کے واپس چلی گئی تھی اور وہ ابھی ادھر ادھر کا جائزہ ہی لے رہے تھے کہ اچانک ایک درخت کی اوپر والی شاخوں میں یکھٹ تیز روشنی انہیں ایک لمحے کے لئے نظر آئی اور پھر غائب ہو گئی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کے ذہنوں پر بھی سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی اور اب اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس نے

بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی اور پھر تھوڑی دیر کی جدوجہد کے بعد وہ اٹھ کر بیٹھ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ اس کے دونوں پیر بھی رسی سے باندھ دیئے گئے تھے۔ وہ ایک تہہ خانے نما کمرے میں تھے۔ اس کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی تھے جبکہ جویا اور صالحہ دونوں وہاں موجود نہ تھیں۔ عمران نے انگلیاں موڑ کر رسی کی گانٹھ چیک کرنا شروع کر دی۔ چونکہ رسی کلائیوں پر ہاتھوں سے کافی دور بندھی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ اسے ناخنوں میں موجود بلیڈوں کی مدد سے کاٹ نہ سکتا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس کی انگلیاں گانٹھ کی مخصوص رسی تک پہنچ گئیں اور یہ محسوس کر کے اسے حیرت ہوئی کہ یہ گانٹھ جس انداز میں باندھی گئی تھی۔ یہ انداز فوجی کمانڈوز میں بے حد مقبول تھا۔ اس نے رسی کے سرے کو کھینچ کر گانٹھ کو کھولا اور دونوں ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس نے تیزی سے اپنے پیروں پر بندھی ہوئی رسی کو بھی کھول لیا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے تہہ خانے نما کمرے کے بند دروازے کو اندر سے لاک کر دیا۔ پھر وہ واپس مڑا اور اس نے جھک کر صفدر کو چیک کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ صفدر کی حالت بتا رہی تھی کہ اس پر گیس کے اثرات کافی کم ہو گئے ہیں۔ اس نے جلدی سے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کیا اور چند لمحوں بعد جب صفدر کے جسم میں حرکت

فوجی یونیفارمز تھیں۔ میز پر دو مختلف رنگوں کے فون بھی موجود تھے۔ عمران نے سیدھے ہوتے ہی اس اٹھنے کے لئے ٹانگیں سمیٹتے ہوئے فوجی کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑ دیا تو اس کی ٹانگیں ایک جھٹکے سے سیدھی ہو گئیں۔ اس کے منہ سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اور اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگ گیا۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے کہا۔

”ٹونی۔ ٹونی۔ کیپٹن ٹونی“..... اس آدمی نے رک رک کر کہا۔
 ”یہ کون سی جگہ ہے“..... عمران نے پوچھا۔
 ”یہ سیکورٹی آفس ہے“..... ٹونی نے جواب دیا۔ عمران ساتھ ساتھ پیر کو آگے پیچھے موڑتا جا رہا تھا۔

”کمانڈر کون ہے اور ہمیں یہاں کون لایا ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”آپ کو کمانڈر سمجھ لایا ہے یہاں۔ وائٹ روز میزائل اڈے کے ایریے میں تم سب بے ہوش پڑے تھے۔ وہاں کے سیکورٹی انچارج کرنل مارکس کا فون آیا کہ تم انتہائی خطرناک پاکیشیائی بمبجنت ہو۔ اس لئے کمانڈر سمجھ تم سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا“..... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اس سے مزید سوالات کر کے ساری صورتحال معلوم کر لی تو اس نے پیر کو ایک جھٹکے سے اوپر کر دیا اور ٹونی کی آنکھیں یکفخت بے نور ہوتی چلی گئیں۔ عمران تیزی سے

مڑا اور اس نے دوسرے فوجی کی گردن پر بھی پیر رکھ کر اسے مخصوص انداز میں دبا کر موڑا تو دوسرا آدمی بھی ہلاک ہو گیا۔ عمران نے ان دونوں کو گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دیا اور تیزی سے مڑ کر وہ واپس سیدھیاں اترتا چلا گیا۔

”میں عمران ہوں“..... عمران نے کمرے کے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا تو اس کے ساتھی وہاں موجود تھے۔

”چلو جلدی کرو ہم انتہائی خطرے میں ہیں اور ابھی صالحہ اور جولیا کو بھی ٹریس کرنا ہے۔ آؤ“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے۔ جہاں ان دونوں فوجیوں کی لاشیں موجود تھیں۔ وہاں الماری سے انہیں اپنے مطلب کا اسلحہ بھی مل گیا۔ ٹونی سے عمران نے معلوم کر لیا تھا کہ صالحہ اور جولیا دونوں دوسری طرف کے ایک کمرے میں موجود ہیں۔ اس لئے عمران تنویر کو ساتھ لے کر اس کمرے میں پہنچ گیا۔ وہاں صالحہ اور جولیا دونوں فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھیں۔ ان کے ہاتھ اور پیر رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ عمران نے انہیں بھی ناک اور منہ ہاتھوں سے دبا کر ہوش دلایا اور پھر ان کی رسیاں کھول دیں۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ دونوں پوری طرح ہوش میں آ گئیں تو عمران انہیں ساتھ لے کر واپس اسی کمرے میں آیا ہی تھا کہ میز پر موجود سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر

رسیور اٹھالیا۔

”یس کیپٹن ٹونی بول رہا ہوں“..... عمران نے ٹونی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”کمانڈر سمٹھ بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس کمانڈر“..... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیپٹن ٹونی ابھی میٹنگ میں خاصی دیر ہے تو ان دونوں لڑکیوں کو مزید بے ہوشی کے انجکشن لگا دو اور ان مردوں کو گولی مار کر ہلاک کر دو“..... دوسری طرف سے کمانڈر سمٹھ نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”یہاں اسلحہ موجود ہے اور ہم نے اس عمارت پر قبضہ کرنا ہے۔ یہاں جتنے بھی افراد موجود ہوں ان سب کو بغیر فائرنگ کے ہلاک کر دو۔ میں باہر جا کر اس عمارت کی پوزیشن خود چیک کرنا چاہتا ہوں“..... عمران نے رسیور رکھ کر اپنے ساتھیوں سے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلادیں اور عمران تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ گو اس نے کیپٹن ٹونی سے معلوم کر لیا تھا کہ یہ عمارت میزائل اڈے سے ہٹ کر بنی ہوئی ہے اور وائٹ روز میزائل ایریا ایکریمین میزائل اڈے سے مشرق کی طرف ہے اور میزائل اڈے میں ایسی کوئی مشینری موجود نہیں ہے جس کے ذریعے وہ اندر بیٹھ کر باہر کی نگرانی

کر سکیں۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہاں کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ اس لئے یہاں کسی قسم کی نگرانی کا کوئی سسٹم ہی نہ رکھا گیا تھا۔ البتہ کیپٹن ٹونی نے عمران کو بتایا تھا کہ وائٹ روز میزائل اڈے کے اندر سیکورٹی آفس لیبارٹری اور میزائل اڈے سے ملحقہ ہے اور یہ پورا میزائل اڈہ اور لیبارٹری زیر زمین ہے اور وہاں ایسی مشینری نصب ہے جو نہ صرف اڈے کے چاروں طرف کے علاقے کو بلکہ جزیرے کے چاروں طرف موجود سمندر کی بھی چیکنگ کرتی رہتی ہے اور وہاں سیکورٹی کا انچارج کرنل مارکس ہے جبکہ مشینری انچارج مارٹی ہے اور کوئی نہیں ہے۔ لیکن عمران صرف کیپٹن ٹونی کی بات کا اعتماد نہ کرنا چاہتا تھا بلکہ خود بھی حالات کو چیک کرنا چاہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے باہر پہنچ گیا۔ اس نے دیوار کی اوٹ سے جزیرے کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ جنوب کی طرف اس عمارت سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر ایک وسیع عمارت تھی جو دائرے کی صورت میں بنی ہوئی تھی۔ درمیان میں ایک اونچا مینار سا بنا ہوا تھا۔ یہ مینار کسی دھات کا بنایا گیا تھا۔ عمران اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ بین الاقوامی میزائلوں کو فائر کرنے کا سپورٹنگ مینار ہے جو ایسے میزائلوں کو ایڈجسٹ کرنے کے لئے لازمی بنایا جاتا ہے۔ لیکن اس عمارت کے گرد چاروں طرف خاصی اونچی دیواریں تھیں۔ نجانے اس کا گیٹ اور داخلی راستہ کس طرف تھا۔ بہر حال گیٹ اور راستہ عمارت کے اس کونے سے نظر نہ آ رہا تھا۔ جبکہ جزیرے پر درخت بھی خاصی تعداد میں موجود تھے۔

لیکن یہ درخت چھوٹے چھوٹے جھنڈوں کی صورت میں بکھرے ہوئے تھے۔ البتہ پورے جزیرے پر سفید رنگ کے پھول ہر طرف پھیلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ لیکن ان پھولوں میں کوئی خوشبو نہ تھی۔ عمران کی نظریں اس جانب جمی ہوئی تھیں جہاں کیپٹن ٹونی کے مطابق وائٹ روز میزائل اڈہ زیر زمین واقع تھا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ آخر کس طرح کرنل مارکس کی نظروں سے بچ کر وہاں پہنچا جاسکتا ہے اور کس طرح اس اڈے کا راستہ کھلوا یا جاسکتا ہے۔ لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

”عمران۔ عمران“..... اچانک اسے اپنے نقب میں جولیا کی آواز سنائی دی تو وہ چونک کر مڑا اور تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

”کیا ہوا“..... عمران نے کہا۔

”فون کال ہے۔ یہ لو کارڈلیس فون پیس“..... جولیا نے ہاتھ میں موجود فون پیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ عمران نے فون پیس لے کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو کیپٹن ٹونی بول رہا ہوں“..... عمران نے کیپٹن ٹونی کی آواز میں کہا۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ بڑی دیر بعد کال اٹنڈ کی ہے تم نے“..... دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں کمانڈر سمیتھ صاحب کے حکم کی تعمیل میں مصروف تھا جناب“..... عمران نے جواب دیا۔

”ان عورتوں اور مردوں کا کیا ہوا۔ جنہیں کمانڈر سمیتھ میرے ایریے سے لے گیا تھا“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”ان چاروں مردوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ان دونوں عورتوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں۔ کیونکہ کمانڈر صاحب سپیشل میٹنگ میں مصروف ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ان مردوں کو ہوش میں لایا گیا تھا“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”نہیں جناب بے ہوشی کے دوران گولیاں ماری گئی ہیں۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اگر یہ کام کرنا تھا تو وہ یہاں بھی تو ہو سکتا تھا“۔ کرنل مارکس نے کہا۔

”کمانڈر صاحب ان سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن جنرل صاحب نے سپیشل میٹنگ کال کر لی اور کمانڈر صاحب کو فوری وہاں جانا پڑا اور ابھی آپ کے فون آنے سے تھوڑی دیر بعد پہلے انہوں نے مجھے فون کر کے حکم دیا کہ چونکہ میٹنگ میں ابھی کافی دیر ہے اس لئے میں ان مردوں کو گولی مار کر ہلاک کر دوں اور ان عورتوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دوں۔ میں اس کام میں مصروف تھا کہ آپ کی کال آگئی اور اسی لئے کال اٹنڈ کرنے میں دیر لگی“..... عمران نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ہو نہ، ٹھیک ہے۔ بہر حال انہیں فوری ہلاک ہونا چاہئے تھا۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ البتہ یہ بتاؤ کہ یہ دونوں عورتیں کیسی ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ تمہارے کمانڈر کو پسند بھی آئی ہیں یا نہیں“..... دوسری طرف سے کرنل مارکس نے قدرے اوباشانہ لہجے میں کہا۔

”آپ تو جانتے ہیں جناب پھر بھی پوچھ رہے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو کرنل مارکس بے اختیار ہنس پڑا۔

”کمانڈر آئے تو اسے میرا پیغام دے دینا کہ بانٹ کر کھانا اچھا ہوتا ہے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”آپ حکم دیں جناب تو ان میں سے ایک کو آپ کے پاس پہنچا دوں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں، ابھی ایک ہفتے تک تو لیبارٹری کو کسی صورت اوپن نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ ایک ہفتے بعد جب مشن مکمل ہو جائے گا تو پھر لیبارٹری بھی اوپن کر دی جائے گی۔ اس کے بعد میں خود وہاں آجاؤں گا۔ اوکے گڈ بائی“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون پیس آف کیا اور واپس عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھی وہاں موجود تھے۔ عمران نے فون پیس جو لیا کو واپس کر دیا۔

”کس کا فون تھا“..... جو لیا نے پوچھا۔

”کرنل مارکس کا۔ اسے بے چینی تھی کہ مردوں کو ہلاک کیا گیا

ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا۔

”کون سے مردوں کو“..... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”ظاہر ہے اس گروپ میں ہم ہی مرد ہیں۔ اب جو لیا اور صالحہ کو تو مردوں میں شامل نہیں کیا جاسکتا“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جبکہ صفدر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”عمران صاحب یہاں چھ افراد موجود تھے۔ انہیں گردنیں توڑ کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ لیکن اب ہم نے کیا کرنا ہے۔ کسی بھی لمحے کوئی یہاں آسکتا ہے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”مشن مکمل کرنا ہے۔ ہمارا ٹارگٹ زیر زمین لیبارٹری ہے۔ جہاں اندر بھی ایسی مشینری موجود ہے جس کی مدد سے باہر چیکنگ کی جا رہی ہے اور نہ صرف چیکنگ کی جا رہی ہے بلکہ اندر سے بے ہوش کر دینے والی ریز فائر کر کے ہمیں بے ہوش بھی کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ لیبارٹری کو ایک ہفتے کے لئے مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے اور یہاں ہم واقعی آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ جیسے ہی یہاں فوجی آئے اور انہیں یہاں لاشیں ملیں تو پورے جزیرے پر ہماری تلاش شروع ہو جائے گی اور اس جزیرے کے گرد ایسی ریز موجود ہیں کہ جیسے ہی ہم سمندر میں اترے ہمارے جسم جل کر راکھ ہو جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”تو پھر ہمیں رات تک یہیں رہنا ہوگا۔ جو آئے اسے بھی ہلاک کر

دیں پھر رات کو آگے بڑھیں..... اس بار صالحہ نے کہا۔
 ”جو مشینری نصب ہے وہ دن رات میں فرق نہیں کرتی۔ اس لئے ہمیں کچھ اور سوچنا ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمیں پہلے اس جزیرے پر مکمل قبضہ کر لینا چاہئے۔ یہاں باہر سے تو کوئی آدمی آ نہیں سکتا اور لیبارٹری اوپن نہیں کی جاسکتی۔ اس لئے اگر ہم یہاں موجود تمام ایکریمیں فوجیوں کو ہلاک کر دیں یا بم مار کر عمارتوں کو اڑا دیں تو یہ ہمارے حق میں بہتر رہے گا“..... صفدر نے کہا۔

”یہاں بہت بڑا بین الاقوامی میزائل اڈہ ہے صفدر۔ یہاں اس عمارت میں تو سیکورٹی کے انتظامات نہیں ہیں۔ کیونکہ ان کے نقطہ نظر سے یہاں کوئی نہیں آ سکتا۔ لیکن بہر حال حکومت ایکریمیا نے اس عمارت کے اندر لازماً حفاظتی سرکٹ قائم کئے ہوئے ہوں گے اور ابھی چونکہ معاملہ صرف اس کمانڈر سمیت ہی محدود ہے اور وہ بھی اس لئے کہ جو لیا اور صالحہ ہماری ساتھی تھیں اور کمانڈر صاحب عیاش طبع واقع ہوئے ہیں۔ لیکن اگر بات جنرل ہرنی کے نوٹس میں آگئی تو پھر معاملات خاصے خراب ہو جائیں گے اور ہمیں یہاں چھپنے کی جگہ بھی نہیں ملے گی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب تم نے کیا سوچا ہے۔ بہر حال مشن تو مکمل کرنا ہی ہے“..... جو لیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔
 ”یہاں اسلحے کی کیا پوزیشن ہے کیپٹن شکیل“..... عمران نے

پوچھا۔

”عام سا اسلحہ ہے۔ البتہ ہمارے بیگ یہاں موجود ہیں جن میں خصوصی اسلحہ موجود ہے“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”اس خصوصی اسلحے سے اس جزیرے پر قبضہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے بعد اطمینان سے آگے بڑھا جاسکتا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں یہاں کا رابطہ لازماً ایکریمیا کے کسی مین آفس کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے جیسے ہی یہاں میزائل اڈہ تباہ ہوگا اس کی اطلاع بہر حال مین آفس پہنچ جائے گی اور پھر ہو سکتا ہے کہ ایکریمیا کی پوری فوج یہاں پہنچ جائے“..... عمران نے کہا۔

”میری ایک تجویز ہے عمران صاحب“..... اچانک صالحہ نے کہا۔

”کیا“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔
 ”ہم اس جزیرے پر اس انداز میں قبضہ کریں کہ صرف یہاں موجود فوجیوں کو ہلاک کر دیں۔ اڈہ ویسے ہی رہے تو میرا خیال ہے کہ پھر کوئی اطلاع مین آفس نہیں جاسکے گی“..... صالحہ نے کہا۔
 ”صالحہ کی تجویز قابل عمل ہے عمران صاحب“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہمارے بیگوں میں بے ہوش کر دینے والی گیس کی کیا پوزیشن ہے“..... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔ تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ ہاں، واقعی یہ بہترین تجویز ہے۔ ہمارے پاس سولر گیس کیسپول وافر تعداد میں موجود ہیں۔ اگر اس گیس کو یہاں فائر کر دیا جائے تو پورے جزیرے پر موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر آسانی سے انہیں ہلاک کیا جاسکتا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے واقعی اب اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ لیکن ہمیں بھی تو بے ہوش ہونے سے بچنا ہے اور ہمارے پاس سولر گیس سے محفوظ رہنے کے لئے جدید گیس ماسک موجود ہیں۔ ٹھیک ہے نکالو گیس ماسک۔ جلدی کرو“..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آگئے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب گیس ماسک پہنے اس عمارت سے باہر آگئے اور پھر عمران نے باہر آکر تقریباً جزیرے کے وسط میں سولر گیس کے آٹھ کیسپول فائر کر دیئے۔ اس نے نشانہ زمین کا نہ لیا تھا کیونکہ زمین پر ہر طرف وائٹ روز پھول کھلے ہوئے تھے۔ اس لئے اس نے نشانہ درختوں کے تنوں کا لیا تھا اور کیسپول درختوں کے تنوں سے ٹکرا کر ٹوٹتے چلے گئے اور ہر طرف ہلکے نیلے رنگ کی گیس پھیلتی چلی گئی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت سیکورٹی عمارت کی سائیڈ میں موجود تھا۔ وہ اس وقت آگے بڑھنا چاہتا تھا جب گیس پورے جزیرے پر پھیل جائے اور اس کے خیال کے مطابق ایسا دس منٹ میں ہو سکتا تھا اور وہی ہوا دس منٹ کے اندر پورے جزیرے کی فضا ہلکے نیلے رنگ میں ڈوب گئی۔

”عمران صاحب لیبارٹری کے اندر موجود کرنل مارکس جزیرے پر

اس نیلے رنگ کی گیس کو دیکھ کر چونک نہ پڑے گا“..... گیس ماسک میں موجود خصوصی ٹرانسمیٹر سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”دیکھو بہر حال کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر دس منٹ بعد وہ سب عمارت کی سائیڈ سے نکلے اور تیزی سے دوڑتے ہوئے اس دائرے میں بنی ہوئی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس عمارت کا گیٹ جنوب کی طرف تھا اور گیٹ کے باہر دو مسلح فوجی زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں گرے پڑے تھے۔ عمران بڑے محتاط انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ لیتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ اندر بھی جگہ جگہ فوجی بے ہوش پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ یہ سب کچھ دیکھ کر عمران کے چہرے پر گیس ماسک کے اندر ہی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”آپ آئیں فوراً“..... مارٹی نے تیز لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے رسیور کریدل پر پٹھا اور ٹی وی بند کئے بغیر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مارٹی کے مشین روم میں داخل ہو رہا تھا۔ یہاں مارٹی اکیلا ایک بڑی سی مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

”کیا ہوا ہے مارٹی“..... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔
 ”کرنل صاحب، یہ ایجنٹ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ وہ جزیرے پر سولر گیس فائر کر رہے ہیں۔ ایکس مشین نہ صرف سولر گیس کا کاشن دے رہی ہے بلکہ سکریں پر نیلے رنگ کا دھواں بھی پھیلا ہوا نظر آ رہا ہے“..... مارٹی نے کہا۔
 ”سولر گیس۔ کیا مطلب کیسی گیس“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”یہ انتہائی تیزی سے بے ہوش کر دینے والی گیس ہے اور اسے اوپن ایریے میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ ہوا میں شامل ہو کر پھیل جاتی ہے“..... مارٹی نے جواب دیا۔

”لیکن کون ایسا کر رہے ہیں۔ وہ ایجنٹ تو ہلاک ہو چکے ہیں“..... کرنل مارکس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ سیکورٹی آفس کی سائیڈ سے فائر ہو رہے ہیں۔ وہ دیکھیں۔“
 مارٹی نے سکریں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل مارکس کو سیکورٹی آفس کی عمارت تو سکریں پر نظر آ رہی تھی۔ لیکن کوئی آدمی

کرنل مارکس اپنے آفس کے عقب میں موجود ریٹائرنگ روم میں کرسی پر نیم دراز شراب پینے اور ٹی وی پر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا کیونکہ کمانڈر سمٹھ کے اسسٹنٹ کیپٹن ٹونی نے اسے بتا دیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس لئے اب اسے کسی قسم کی کوئی فکر نہ تھی۔ وہ شراب کی چسکیاں لینے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... کرنل مارکس نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے فلم دیکھتے ہوئے کسی قسم کی ڈسٹر بنس پسند نہ تھی۔

”مارٹی بول رہا ہوں کرنل۔ جلدی میرے پاس آئیں۔ جلدی پلیز“..... دوسری طرف سے مارٹی کی متوحش سی آواز سنائی دی۔
 ”کیا ہوا ہے“..... کرنل مارکس نے چونک کر پوچھا۔

نظر نہ آ رہا تھا۔

”کہاں ہیں یہ لوگ مجھے تو کوئی نظر نہیں آ رہا“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”سیکورٹی کی عمارت کی سائیڈ سے گیس کے کیسپول فائر کئے جا رہے ہیں۔ جو درختوں کے تنوں کے ساتھ ٹکرا کر پھٹ رہے ہیں“..... مارٹی نے جواب دیا۔

”اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ پھر یہ یقیناً ان دونوں عورتوں کا کام ہوگا۔ ویری بیڈ“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”ہاں ہو سکتا ہے کہ وہ بھی بمبجٹ ہوں اور انہوں نے کیپٹن ٹونی اور اس کے ساتھیوں پر قابو پالیا ہو“..... مارٹی نے کہا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ہی اچھل پڑے کیونکہ سیکورٹی آفس کی سائیڈ سے ایک آدمی جس نے منہ پر انتہائی جدید گیس ماسک لگایا ہوا تھا نکل کر سامنے آگیا اور اس کے بعد دو عورتیں اور پھر تین مرد سامنے آگئے۔ ان سب نے گیس ماسک پہنے ہوئے تھے۔

”اوہ، اوہ یہ تو سب زندہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کیپٹن ٹونی نے جھوٹ بولا تھا“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”باس ان کا رخ ایکریمین میزائل اڈے کی طرف ہے“۔ مارٹی نے کہا۔

”اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ اوہ ویری بیڈ انہوں نے سیکورٹی آفس پر قبضہ کر لیا ہے اور اب یہ پورے جزیرے پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔ اوہ،

ویری بیڈ۔ میری بات کر او جنرل ہنری سے فوراً“..... کرنل مارکس نے چونکتے ہوئے کہا۔

”وہ سب بے ہوش ہو چکے ہیں کرنل صاحب۔ بہر حال میں ٹرائی کرتا ہوں“..... مارٹی نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے مشین کی ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور پھر اسے گھما کر مخصوص انداز میں ایڈجسٹ کیا اور ایک بٹن پریس کر دیا۔

”بات کریں کرنل صاحب“..... مارٹی نے کہا اور ساتھ ہی ایک مائیک مشین سے علیحدہ کر کے اس نے کرنل مارکس کے ہاتھ میں دے دیا۔ جس کے ساتھ آن آف کرنے کا بٹن موجود تھا۔

”ہیلو، ہیلو کرنل مارکس کالنگ۔ اوور“..... کرنل مارکس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسری طرف سے جب کافی دیر تک کال انڈنہ کی گئی تو کرنل مارکس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور مائیک واپس مارٹی کو دے دیا اور مارٹی نے مائیک کو واپس مشین کے ساتھ ہک کیا اور بٹن آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک اور ناب کو گھمایا تو سکریں پر جھماکا سا ہوا اور پھر میزائل اڈے کا داخلی گیٹ سکریں پر ابھر آیا۔ جہاں یہ لوگ گیس ماسک پہنے پہنچ چکے تھے۔ گیٹ کے ساتھ دو فوجی ٹیڑھے میڑھے انداز میں زمین پر پڑے ہوئے تھے اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ایک ایک کر کے اندر داخل ہو گئے۔

”اب کیا کیا جائے۔ یہ تو وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیں

گے..... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

”سر ہمیں فوراً ایکریمین ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دینی چاہئے تاکہ وہ اپنی فوج بھیج کر انہیں ختم کر ادیں۔ ورنہ یہ پورا میزائل اڈہ بھی تباہ کر سکتے ہیں“..... مارٹی نے بے چین لہجے میں کہا۔

”لیکن پھر ہمیں جزیرے کے گرد موجود ریز سرکل ختم کرنا ہوگا۔ کیا تم انہیں پہلے کی طرح دوبارہ بے ہوش نہیں کر سکتے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”نہیں جناب، جب تک یہ ہمارے ایریے کی رینج میں نہ آئیں ان پر ریز فائر نہیں ہو سکتی۔ ایکریمین میزائل اڈہ ہماری رینج سے باہر ہے“..... مارٹی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا کیا جائے۔ یہ مسئلہ تو انتہائی سیرینس ہو گیا ہے۔ یہ لوگ سب کو ہلاک کر کے پورے جزیرے پر قابض ہو جائیں گے اور پھر ہماری لیبارٹری بھی ان کے رحم و کرم پر رہ جائے گی“..... کرنل مارکس نے انتہائی پریشانی لہجے میں کہا۔

”میں نے تو اس وقت بھی آپ سے کہا تھا کہ مجھے باہر جا کر انہیں ہلاک کرنے کی اجازت دی جائے۔ اگر یہ لوگ اس وقت ہلاک کر دیئے جاتے تو اب یہ صورتحال پیدا نہ ہوتی“..... مارٹی نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن مجھے چیف رالف نے انتہائی سختی سے حکم دیا ہوا ہے کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے میں نے لیبارٹری اوپن نہیں کرنی۔ جب تک یہ لوگ نہ پہنچے تھے تب تک تو

معاملہ اور تھا لیکن ان لوگوں کے یہاں پہنچنے کے بعد میں لیبارٹری کو کسی صورت بھی اوپن نہیں کر سکتا تھا“..... کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میرے خیال میں اس ریز سرکل کا کوئی فائدہ بھی نہیں رہا۔ کیونکہ جنہیں روکنے کے لئے یہ سرکل قائم کیا گیا تھا وہ تو پھر بھی یہاں پہنچ گئے ہیں“..... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس بے اختیار اچھل پڑا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ لیکن مجھے پہلے چیف رالف سے بات کرنا ہوگی اور اس کے ساتھ ہی اس نے پاس پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”فری ساکس ہیڈ کوارٹر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں فونکس جزیرے سے۔ چیف سے بات کراؤ۔ اٹ از ایمر جنسی“..... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوکے، ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو رالف بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد رالف کی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں سر فونکس سے“..... کرنل مارکس نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ، یہ لوگ میزائل عمارت سے باہر آرہے ہیں..... کرنل مارکس نے سکرین کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔ عمارت کی سائیڈ سے دو عورتیں اور چار مرد باہر آرہے تھے۔ ان میں سے تین کی پشت پر سیاہ رنگ کے بیگ بندھے ہوئے تھے۔ جبکہ دو عورتیں اور ایک مرد خالی ہاتھ تھے۔ اب ان کا رخ وائٹ روز میزائل ایریے کی طرف تھا۔“

”کاش یہ لوگ ریج میں آجائیں۔ تو ہم انہیں بے ہوش کر سکتے ہیں.....“ مارٹی نے کہا اور کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلادیا۔ لیکن آنے والے کچھ فاصلے پر رک گئے۔ وہ سب بڑے غور سے اس ایریے کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں وائٹ روز میزائل ایریا تھا۔ اچانک خالی ہاتھ آدمی نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مشین پسٹل موجود تھا اور پھر اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کچھ کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کا رخ کافی آگے درختوں کے جھنڈ کی طرف تھا۔

”یہ تو تازہ ہوا سپلائی کرنے والی لائن کو ٹریس کر کے تباہ کرنا چاہتا ہے.....“ کرنل مارکس نے کہا۔

”ہاں، لیکن انہیں سپاٹ مل ہی نہیں سکے گا۔ کیونکہ لائن درختوں کے چھوٹے چھوٹے جھنڈوں کے درمیان اسی رنگ اور ساخت کی ہے.....“ مارٹی نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اسے اب بے ہوش تو کیا جاسکتا ہے.....“ کرنل مارکس نے

”تم نے ایمرجنسی کی بات کی ہے۔ کیا ہوا ہے۔ لیبارٹری تو محفوظ ہے.....“ رالف نے پریشان لہجے میں کہا۔

”یس سر لیبارٹری مکمل طور پر محفوظ ہے لیکن پاکیشیائی لیبجنت جزیرے پر پہنچ چکے ہیں.....“ کرنل مارکس نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیسے.....“ رالف نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو کرنل مارکس نے اسے شروع سے لے کر اب تک کی ساری رپورٹ تفصیل سے بتادی۔

”ویری بیڈ۔ اوہ، یہ تو بہت برا ہوا۔ تمہیں انہیں خود ہلاک کرنا چاہئے تھا.....“ رالف نے کہا۔

”میں لیبارٹری اوپن نہیں کرنا چاہتا تھا اور مجھے یقین تھا کہ کمانڈر سمجھ یہ کام آسانی سے کر سکتا ہے.....“ کرنل مارکس نے جواب دیا۔

”تم ریز سرکل ختم کراؤ۔ میں ملٹری ہیڈ کوارٹر کو کال کر کے وہاں سے کمانڈوز بھجواتا ہوں.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھ دیا۔

”ریز سرکل آف کر دو مارٹی.....“ کرنل مارکس نے کہا۔

”یس سر.....“ مارٹی نے کہا اور اٹھ کر اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی واپسی تھوڑی دیر بعد ہوئی۔

”کیا ہوا مارٹی.....“ کرنل مارکس نے پوچھا۔

”سرکل آف کر دیا ہے سر۔ اب یہ جزیرہ اوپن ہو چکا ہے۔“ مارٹی

کہا۔

”اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ باقی افراد ریج سے باہر ہیں..... مارٹی نے جواب دیا۔

وہ آدمی اب درختوں کے جھنڈ کے قریب پہنچ کر سر اٹھائے انتہائی غور سے درختوں کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن پھر وہ واپس مڑ گیا اور جا کر اپنے ساتھیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے بیگوں میں سے جدید کیس ماسک نکالے اور ایک بار پھر سب نے کیس ماسک پہن لئے۔

”یہ سمجھ رہے ہیں کہ انہیں کیس سے بے ہوش کیا جائے گا۔ جبکہ ریز سے یہ کیس ماسک انہیں تحفظ نہیں دے سکیں گے..... مارٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب وہ سب تیزی سے اور قدرے اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔

”یہ ریج میں آرہے ہیں باس..... مارٹی نے یقیناً انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جیسے ہی یہ ریج میں آئیں۔ ان پر ریز فائر کر دینا..... کرنل مارکس نے پر جوش لہجے میں کہا اور مارٹی نے منہ سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ان دونوں کی نظریں مشین کی سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں کیس ماسک لگائے ہوئے چھ افراد تیزی سے آگے بڑھے چلے آرہے تھے کہ اچانک مارٹی نے بجلی کی سی تیزی سے

ایک بٹن دبایا تو قریبی درخت پر ایک لمحے کے لئے تیز روشنی ہوئی اور پھر غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ وہ سب لڑکھڑاتے ہوئے نیچے گرے اور پھر بے حس و حرکت ہوتے چلے گئے۔ اب وہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں پھولوں پر پڑے ہوئے تھے۔

”ویری گڈ۔ ریلی ویری گڈ..... کرنل مارکس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سر اب میں جا کر انہیں ہلاک کر دوں..... مارٹی نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس، کرنل مارکس بول رہا ہوں..... کرنل مارکس نے کہا۔

”رالف بول رہا ہوں کرنل۔ کیا پوزیشن ہے..... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو کرنل مارکس نے تفصیل بتا دی۔

”گڈ ویری گڈ۔ لیکن سنو تم نے کسی صورت لیبارٹری اوپن نہیں کرنی۔ میں نے ملٹری ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے دی ہے وہ کمانڈوز کا دستہ بھیجا رہے ہیں۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ تم جزیرے کے گرد موجود ریز سرکل فور آف کر دو۔ کیونکہ جب اس کی اطلاع ملٹری ہیڈ کوارٹر کو دوں گا تو کمانڈوز کا دستہ گن شپ ہیلی کاپٹروں پر یہاں پہنچ جائے گا۔ ان کا انچارج کمانڈر نیلسن ہے۔ وہ تم سے خصوصی ٹرانسمیٹر پر رابطہ کر کے معلومات حاصل کرے گا۔ تم اسے ان لوگوں

کی نشاندہی کر دینا۔ وہ انہیں فضا سے ہی فائرنگ کر کے ہلاک کر دیں گے اور پھر نیچے اتریں گے۔..... رالف نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو لیبارٹری اوپن کر کے باہر جا کر انہیں ہلاک کر دوں۔ اب ان کی طرف سے کسی قسم کا خطرہ تو موجود نہیں ہے۔..... کرنل مارکس نے کہا۔

”نہیں۔ اٹ از مانی آرڈر کہ لیبارٹری کو کسی صورت بھی اوپن نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کام کمانڈوز کریں گے۔..... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔

”یس سر۔ ریز سرکل ہم نے پہلے ہی ختم کر دیا ہے۔ آپ کمانڈوز کو یہاں بھجوا سکتے ہیں۔..... کرنل مارکس نے کہا۔

”اوکے، جیسا میں نے کہا ہے ویسا ہی ہونا چاہئے۔..... رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تو کرنل مارکس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”سر بے ہوش افراد سے اس قدر خوفزدہ ہونے کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔..... مارٹی نے کہا۔

”انہیں دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے۔ بہر حال ہمارا کام حکم کی تعمیل کرنا ہے۔..... کرنل مارکس نے کہا اور پھر تقریباً بیس پچیس منٹ بعد وہ ایک بار پھر بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ اچانک بے ہوش پڑے ہوئے افراد یکے بعد دیگرے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے جیسے وہ سرے سے بے ہوش ہی نہ ہوئے

ہوں۔

”کیا، کیا مطلب۔ ان ریز کا شکار تو دس بارہ گھنٹوں سے پہلے تو کسی طرح ہوش میں نہیں آسکتا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔..... مارٹی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ، اب معلوم ہوا کہ چیف واقعی بے حد سمجھدار ہے ورنہ ہم دھوکہ کھا چکے تھے۔..... کرنل مارکس نے کہا۔

”کیا مطلب سر۔..... مارٹی نے چونک کر پوچھا۔

”یہ لوگ سرے سے بے ہوش ہی نہیں ہوئے تھے۔ صرف اداکاری کر رہے تھے تاکہ ہم انہیں بے ہوش سمجھ کر لیبارٹری اوپن کر کے انہیں ہلاک کرنے باہر جائیں۔ اس طرح یہ آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہو جائیں۔..... کرنل مارکس نے کہا تو مارٹی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”اوہ، اوہ واقعی سر۔ لیکن ریز سے انہیں بے ہوش تو ہونا ہی چاہئے تھا۔..... مارٹی نے کہا۔

”بہر حال اب موجودہ صورتحال میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جو کچھ کرنا ہے کمانڈوز نے ہی کرنا ہے۔..... کرنل مارکس نے کہا۔

”سریہ واپس ایکریمین میزائل اڈے کی طرف جارہے ہیں۔ مارٹی نے کہا۔

”ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔..... کرنل مارکس نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چھ افراد ان کی نظروں سے غائب ہو گئے۔ اسی لمحے

ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو مارٹی نے جلدی سے مشین کے چند بٹن پریس کئے اور مائیک اتار کر کرنل مارکس کی طرف بڑھایا۔

”ہیلو، ہیلو کمانڈر نیلسن کالنگ۔ اوور“..... کرنل مارکس کے بٹن آن کرتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل مارکس اسٹینڈنگ یو۔ اوور“..... کرنل مارکس نے کہا۔
”کیا پوزیشن ہے آئی لینڈ کی اور وہ دشمن لیجنٹ کہاں ہیں۔ ان کی پوزیشن بتاؤ۔ اوور“..... کمانڈر نیلسن نے کہا تو کرنل مارکس نے اسے تفصیل بتادی۔

”اوہ، پھر تو ہمیں انتہائی محتاط رہنا ہوگا۔ ورنہ وہ میزائل اسٹیشن اور اس کی مشینری کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اوور“..... کمانڈر نیلسن کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

”ان کے پاس جدید گیس ماسک ہیں۔ ورنہ میں آپ سے کہتا کہ آپ جزیرے پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں۔ اوور“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”اوہ۔ آپ نے بہت اچھی تجویز دی ہے۔ ہمارے پاس انتہائی جدید ترین سی ون گیس موجود ہے۔ جس سے انہیں گیس ماسک بھی نہ بچا سکیں گے۔ ویری گڈ، ٹھیک ہے۔ ہم پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل۔“
دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل مارکس نے مائیک آف کر کے واپس مارٹی کو دے دیا۔

”ان پر ریز اثر نہیں کر سکیں سی ون گیس کیا کرے گی۔ نجانے یہ لوگ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں“..... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں سکریں پر چھ گن شپ ہیلی کاپٹر جزیرے کی طرف مڑتے دکھائی دینے لگے۔ انہوں نے جزیرے پر پہنچ کر ایک چکر کاٹا اور پھر انہوں نے بلندی خاصی کم کر دی۔ چند لمحوں بعد ایک ہیلی کاپٹر سے کوئی بم مینا چیز جزیرے پر گری اور اس کے ساتھ ہی ہر طرف سرخ رنگ کا دھواں سا چھا گیا۔ اب سکریں دھندلی سی ہو گئی تھیں۔

”اس گیس کا اثر کہیں ہم تک تو نہیں پہنچ جائے گا“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”نہیں جناب“..... مارٹی نے جواب دیا۔ چند لمحوں بعد سرخ رنگ کا دھواں غائب ہو گیا۔ لیکن ہیلی کاپٹر ابھی تک فضا میں ہی گھوم رہے تھے اور پھر تقریباً دس منٹ بعد ہیلی کاپٹر جزیرے پر اتر آئے اور ان میں سے کمانڈوز نکل نکل کر ادھر ادھر پھیلتے چلے گئے۔ البتہ ایک ہیلی کاپٹر فضا میں ہی موجود تھا۔ پھر بیس کے قریب کمانڈوز دوڑتے ہوئے میزائل اڈے کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب سکریں سے غائب ہو گئے۔ کرنل مارکس ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر کال آنا شروع ہو گئی۔ تو مارٹی نے بٹن آن کر کے مائیک اتار کر کرنل مارکس کی طرف بڑھا دیا۔ کرنل مارکس نے مائیک لے کر اس کا بٹن

آن کر دیا۔

”ہیلو، ہیلو کمانڈر نیلسن سپیکنگ۔ اور“..... کمانڈر نیلسن کی تیز آواز سنائی دی۔

”یس کرنل مار کس بول رہا ہوں۔ اور“..... کرنل مار کس نے کہا۔

”میزائل اڈے میں تو قتل عام کیا گیا ہے۔ یہاں اٹھائیس افراد کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ جب کہ تمام مشینری کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ لیکن یہاں کوئی زندہ افراد موجود نہیں ہیں۔ آپ ان لوگوں کے قد و قامت اور حلیئے بتائیں۔ اور“..... کمانڈر نیلسن نے کہا۔ کرنل مار کس نے اسے قد و قامت کی تفصیل بتادی۔

”ان کے ساتھ دو عورتیں بھی ہیں۔ کیا میزائل عمارت میں کوئی عورت موجود ہے یا نہیں۔ اور“..... کرنل مار کس نے کہا۔

”نہیں یہاں کوئی عورت نہیں ہے اور نہ ہی کوئی زندہ یا بے ہوش آدمی موجود ہے۔ اور“..... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

”وہاں تہہ خانے ہوں گے۔ خفیہ کمرے ہوں گے۔ آپ سب تفصیل سے چیکنگ کرائیں۔ یہ لوگ اور کہاں جا سکتے ہیں۔ اور“..... کرنل مار کس نے کہا۔

”میں نے مکمل چیکنگ کرائی ہے۔ یہاں کوئی آدمی نہیں ہے اب میں جریرے کی چیکنگ کراتا ہوں۔ اور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مار کس

نے مائیک کا بٹن آف کر دیا۔

”یہ لوگ کہاں جا سکتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ چھ چیتے جاگتے انسان غائب ہو جائیں“..... کرنل مار کس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب کیا کہا جاسکتا ہے سر“..... مارٹی نے بھی حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا اور پھر انہیں کمانڈوز عمارت سے نکل کر کھلی جگہ پر آتے دکھائی دیئے۔ اس کے ساتھ ہی تمام کمانڈوز تیزی سے جریرے پر پھیلنے چلے گئے۔ وہ مخصوص انداز میں ایک ایک جھاڑی کو چیک کر رہے تھے۔ لیکن ایک گھنٹے بعد وہ سب اپنے ہیلی کاپٹروں کے پاس جمع ہو گئے۔ فضا میں موجود ہیلی کاپٹر ویسے ہی موجود تھا۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر کی سیٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

”ہیلو، ہیلو کمانڈر نیلسن کالنگ یو۔ اور“..... کمانڈر نیلسن کی آواز مائیک کا بٹن آن ہوتے ہی سنائی دی۔

”کرنل مار کس اینڈنگ یو۔ اور“..... کرنل مار کس نے کہا۔

”پورے جریرے پر کوئی آدمی زندہ یا مردہ، ہوش میں یا بے ہوش کی حالت میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے اب آپ بتائیں کہ یہ لوگ کہاں ہو سکتے ہیں۔ اور“..... کمانڈر نیلسن نے کہا۔

”میں کیا بتا سکتا ہوں۔ میں نے انہیں سکریں پر میزائل اڈے کی طرف جاتے دیکھا تھا اور بس۔ اور“..... کرنل مار کس نے کہا۔

”وہ کہیں آپ کی لیبارٹری میں تو داخل نہیں ہو گئے۔ اور“۔

کمانڈر نیلسن نے کہا۔

”نہیں لیبارٹری مکمل طور پر سیلڈ ہے۔ نہ کوئی باہر جاسکتا ہے اور نہ ہی اندر آسکتا ہے۔ اور..... کرنل مارکس نے کہا۔

”اوکے، پھر کیا کیا جاسکتا ہے۔ ہم واپس جا رہے ہیں۔ اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے مائیک آف کر کے مارٹی کی طرف بڑھا دیا اور پھر ان کے سامنے تمام کمانڈوز ہیلی کاپٹروں پر سوار ہو کر وہاں سے واپس چلے گئے۔

”یہ لوگ آخر کہاں جاسکتے ہیں“..... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اب کیا کہا جاسکتا ہے جناب۔ شاید یہ لوگ جن بھوت ہوں۔“ مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس بے اختیار ہنس پڑا۔

”جو کچھ انہوں نے کیا ہے اس سے تو واقعی ایسا ہی لگتا ہے۔“ کرنل مارکس نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”رالف بول رہا ہوں کرنل مارکس۔ کیا پوزیشن ہے دشمن بمجنوں کی“..... رالف نے کہا تو کرنل مارکس نے پوری تفصیل بتادی۔

”یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کہاں جاسکتے ہیں وہ“..... رالف

نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی سوچ سوچ کر تو میں اور مارٹی پاگل ہو رہے ہیں باس۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”بہر حال تم نے لیبارٹری کسی صورت اوپن نہیں کرنی۔ جتنا وقت گزر رہا ہے ہمارے فائدے میں جا رہا ہے“..... رالف نے کہا۔

”یس چیف“..... کرنل مارکس نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

جیسے وقت گزر رہا ہے مشن ناکامی کی طرف بڑھ رہا ہے۔..... جو لیا
نے مصنوعی غصیلے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب اگر ہم واقعی بے ہوش ہو جاتے پھر..... صفر
نے کہا۔

”میں نے بتایا تو تھا تمہیں کہ اس جدید گیس ماسک میں گیس
اور ریزدونوں کو زیر کرنے کے آلات موجود ہیں۔ اس لئے میرا ڈرامہ
تو کامیاب تھا لیکن اب تماشائی ہی تالیاں بجانے میں کنجوسی کریں تو
میں کیا کر سکتا ہوں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیوں نہ اس میزائل اڈے کو ہی بموں سے اڑا دیا جائے۔“ تنویر
نے کہا۔

”اس سے پاکیشیا کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ پہلے ہی ہم نے اس قدر
لوگ ہلاک کر دیئے ہیں۔ مشینری تباہ کر دی ہے استباہی کافی ہے۔
ہمیں ہر حال میں اپنا مشن مکمل کرنا ہے کیونکہ اس مشن پر ہمارے
ملک کی سلامتی کا انحصار ہے“..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب ہیلی کاپٹرز..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو
سب بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ کیپٹن شکیل کے توجہ دلانے پر
انہیں واقعی دور سے چھ گن شپ ہیلی کاپٹر جہیز کی طرف آتے
دکھائی دینے لگے۔ لیکن وہ ابھی کافی دور تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ جہیز کی گروہ موجودہ زسر کل ختم کر دیا

”عمران صاحب، اب کیا کیا جائے..... صفر نے کہا۔ وہ سب

میزائل اڈے کی عمارت کی دوسری سائیڈ پر جو وائٹ روز میزائل
ایریئے سے مخالف سمت میں تھی موجود تھے۔

”یہی سوچ رہا ہوں۔ یہ لوگ تو کسی صورت بھی لیبارٹری اوپن
کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ حالانکہ ہم نے مصنوعی طور پر بے ہوش ہو کر
بھی دیکھ لیا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ولیے عمران صاحب آپ نے بے ہوش ہونے کا ڈرامہ تو خوب
سوچا تھا۔ لیکن یہ لوگ پھر بھی چکر میں نہیں آئے“..... صالح نے
کہا۔

”آج تک جو لیا چکر میں نہیں آئی تو باقی کیسے آسکتے ہیں۔“ عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بکو اس مت کرو ہم اس وقت شدید خطرے میں ہیں اور جیسے

گیا ہے۔ ان گن شب ہیلی کاپٹرز میں یقیناً ملٹری کمانڈوز ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں۔ ہمیں اب پانی میں چھپنا پڑے گا۔ اب پانی میں کوئی خطرہ نہیں ہے۔“

عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

”لیکن عمران صاحب ہم کب تک پانی میں رہیں گے۔“ صفدر نے کہا۔

”یہاں ساحل کٹا پھٹا ہے۔ اس لئے ایسی کھاڑیاں موجود ہوں گی جہاں ہم آسانی سے چھپ سکتے ہیں اور پھر بے ہوشی سے بھی بچ جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ پانی میں اترے اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک کھاڑی میں پہنچ گئے۔ انہوں نے گیس ماسک ویسے ہی پہنے ہوئے تھے۔ البتہ انہوں نے ان کے وہ مخصوص بٹن آن کر رکھے تھے۔ جن کی مدد سے ان کے اندر موجود آلات پانی سے آکسیجن کشید کر کے انہیں پہنچاتے رہتے۔ وہ سب پانی سے بھری ہوئی کھاڑی میں اطمینان سے لیٹے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ہیلی کاپٹروں کے سائے پانی سے گزر کر جزیرے پر جاتے دیکھے۔

”لیکن ہم کب تک یہاں لیٹے رہیں گے۔“ جو یا کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

”یہ کمانڈوز ہمیں چیک کر کے واپس چلے جائیں۔ پھر مزید کارروائی کریں گے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ لوگ یہ نہ سوچیں گے کہ ہم کہاں غائب ہو گئے ہیں۔“

ایسا نہ ہو کہ وہ پانی کے اندر بھی چیکنگ کریں۔“ صالحہ نے کہا۔

”جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ میں نے یہ اقدام اس لئے اٹھایا ہے کہ ہمارے غائب ہونے کی رپورٹ سن کر شاید لیبارٹری کو اوپن کر دیا جائے۔“ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد انہوں نے ایک بار پھر ہیلی کاپٹرز کے سائے پانی پر سے گزر کر سمندر کی طرف جاتے دیکھے تو وہ چونک پڑے۔ تھوڑی دیر بعد عمران کھاڑی سے نکلا اور اس نے اوپر سطح پر پہنچ کر سر باہر نکالا اور پھر وہ جزیرے پر چڑھ گیا۔ جزیرے پر مکمل خاموشی طاری تھی۔ عمران نے آگے بڑھ کر عمارت کی سائیڈ سے جزیرے کو چیک کیا۔ لیکن جزیرے پر کوئی آدمی موجود نہ تھا اور آسمان پر بھی کوئی ہیلی کاپٹر نظر نہ آ رہا تھا۔

عمران کو خطرہ تھا کہ شاید کچھ کمانڈوز کو یہاں چھوڑ دیا گیا ہو۔ لیکن ایسا نہ کیا گیا تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر ساتھیوں کو جزیرے پر آنے کا کہہ دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک ایک کر کے کھاڑی سے نکل کر جزیرے پر چڑھ آئے۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ ہمارے پاس جو اسلحہ موجود ہے اسے اکٹھا کر کے فائر کر دیا جائے۔ اس طرح یقیناً لیبارٹری اوپن ہو جائے گی۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں یہ اسرائیل کا اہم ترین مشن ہے۔ اس لئے یہ لیبارٹری یقیناً ریڈ بلاکس سے تعمیر کی گئی ہوگی۔“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر کیا ہوگا۔ کیا تمہارے کہنے سے وہ کرنل مارکس لیبارٹری کھول دے گا“..... جو لیا نے اسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید عمران کی ڈانٹ کی وجہ سے اس کے ذہن پر اب رد عمل کے طور پر جھلاہٹ طاری ہو گئی تھی۔

”شاید، آؤ ٹرائی کر لینے میں کیا عرج ہے“..... عمران نے کہا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک آفس بنا کمرے میں موجود تھا اور تھوڑی سی کوشش کے بعد عمران نے فون بک تلاش کر لی جس میں لیبارٹری کا نمبر موجود تھا۔ اس کے سامنے کرنل مارکس کا نام درج تھا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس کرنل مارکس بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں کرنل ڈیڈ“..... عمران نے اپنی اصل آواز اور لہجے میں کہا۔

”کیا، کیا مطلب تم پاکیشیائی لیجنٹ کہاں سے بول رہے ہو“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”تمہارے جزیرے سے کافی دور سے بول رہا ہوں۔ اس لئے میں نے تمہیں کرنل مارکس کی بجائے کرنل ڈیڈ کہا ہے۔ کیونکہ تمہاری لیبارٹری آدھے گھنٹے بعد تباہ ہو جائے گی اور تم کرنل ڈیڈ بن جاؤ گے۔ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو خود کو بچالو“..... عمران نے کہا تو اس کے

”تو پھر اب کیا کریں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ کسی ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر کے ہی واپس چلے جاتے“..... جو لیا نے کہا۔

”واپسی کی بات آئندہ مت کرنا۔ ہم پاکیشیا کی سلامتی کے مشن پر ہیں۔ کسی ذاتی مشن پر نہیں ہیں“..... عمران نے عزاتے ہوئے لہجے میں کہا تو جو لیا کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے۔

”اچھا مشن ہے کہ احمقوں کی طرح کھڑے سوچ رہے ہیں“۔ تنویر نے شاید جو لیا کی حالت دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

”شکر کرو کھڑے تو ہیں“..... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب ممکن ہے کہ ہماری چیکنگ میں کوئی کسر رہ گئی ہو۔ میزائل اڈے سے کوئی راستہ لیبارٹری تک جاتا ہو“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں، میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے یہ حصہ قطعی علیحدہ ہے اور اس کا کوئی تعلق لیبارٹری سے نہیں ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر اب کیا کریں“..... جو لیا نے اس بار جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ، اوہ ایک منٹ۔ لازماً میزائل ہاؤس سے فون کا رابطہ لیبارٹری میں ہوگا اور نمبر بھی وہاں کسی فون بک سے مل جائے گا“..... عمران نے کہا۔

ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ وہ عمران کی بات کا مقصد سمجھ گئے تھے۔

”کیا بکواس کر رہے ہو۔ لیبارٹری کیسے تباہ ہو سکتی ہے نانسس“..... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

”ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔ میں نے تو بہر حال اس لئے فون کیا ہے کہ تمہارا تعلق بھی ہمارے ہی قبیلے سے ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”اب دیکھو۔ شاید کوئی نتیجہ نکل آئے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن جب ہم لیبارٹری کے اندر گئے ہی نہیں تو پھر کیسے وہ تمہاری بات پر یقین کر لے گا“..... جو لیانے کہا۔

”انسان کی فطرت ایسی ہی ہوتی ہے۔ موت کا خوف موت سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر جن بھوتوں کی طرح اچانک جزیرے سے غائب ہو سکتی ہے اور بغیر کسی لانچ اور کشتی کے سمندر کر اس کر کے دور کسی اور جزیرے پر پہنچ سکتی ہے تو پھر بغیر لیبارٹری میں داخل ہونے لیبارٹری بھی بلاسٹ کر سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن ہمیں کیسے معلوم ہوگا کہ لیبارٹری اوپن ہوئی ہے“۔ صفر نے کہا۔

”ہمیں چھپ کر نگرانی کرنا پڑے گی“..... عمران نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے پیچھے واپس مڑے اور

تھوڑی دیر بعد وہ سب عمارت سے نکل کر سائیڈ سے ہوتے ہوئے جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر بیٹھ گئے۔ اب وائٹ روز لیبارٹری ایریا ان کی نظروں کے سامنے تھا۔ لیکن وہاں خاموشی طاری تھی۔ جبکہ وقت تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ عمران کے ہونٹ بے اختیار سکڑ گئے تھے۔ کیونکہ کرنل مارکس اس کی توقع پر پورا نہ اتر رہا تھا اور پھر اس طرح بیٹھے بیٹھے انہیں آدھا گھنٹہ گزر گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”عمران صاحب ہیلی کاپٹر دوبارہ آرہے ہیں“..... اچانک صفر نے کہا تو سب بے اختیار آسمان پر دیکھنے لگے۔ انہیں دور سے بے شمار ہیلی کاپٹر آتے دکھائی دینے لگے۔

”اوہ، اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو پوری فوج کو لے کر آرہے ہیں۔“ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے واپس میزائل ہاؤس میں پہنچ گئے۔

یہ لوگ تو سیدھے یہیں آئیں گے“..... صفر نے کہا۔

”ہاں لیکن اب جزیرے میں اور کہیں چھپنے کی جگہ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے چلو اسی کھاڑی پر“..... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر وہ دوڑتے ہوئے ساحل کی طرف بڑھتے چلے گئے اور چند لمحوں بعد وہ ایک بار پھر کھاڑی میں پہنچ چکے تھے۔ عمران کا چہرہ گیس ماسک کے اندر سکڑا ہوا تھا۔ اس کا ذہن واقعی اس سچویشن سے ماؤف سا ہو کر رہ گیا تھا۔ کوئی بات سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ جبکہ وقت

تیزی سے گزرتا جا رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں بے شمار ہیلی کاپٹرز کے سائے پانی سے گزر کر جہیز پر جاتے دکھائی دیئے۔ لیکن ظاہر ہے وہ خاموش بیٹھے رہنے کے علاوہ اور کیا کر سکتے تھے۔ پھر اچانک عمران چونک پڑا۔ کیونکہ اس نے ایک بڑی سی لانچ کا سایہ اس طرف آتے دیکھ لیا اور پھر تھوڑی دیر بعد لانچ ان کی کھاڑی کے سامنے آکر رک گئی۔ عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ وہ مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ اسے اب کیا کرنا چاہئے۔ لیکن کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

یہ آدمی بکواس کر رہا ہے جناب۔ جب لیبارٹری اوپن ہی نہیں ہوئی تو تباہ کیسے ہو سکتی ہے..... مارٹی نے کرنل مارکس سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کے چہرے پر گہری پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

لیکن یہ اتہائی خطرناک مہجٹ ہیں مارٹی۔ اتہائی خطرناک یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ تم بھرپور انداز میں چیکنگ کراؤ..... کرنل مارکس نے کہا وہ بار بار گھڑی دیکھ رہا تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات پہلے سے بڑھتے جا رہے تھے اسے عمران نے فون کر کے بتایا تھا کہ آدھے گھنٹے بعد لیبارٹری تباہ ہو جائے گی اور جب سے فون آیا تھا اس وقت سے کرنل مارکس آہستہ آہستہ بے چین اور مضطرب ہوتا چلا جا رہا تھا۔ اس کا بار بار دل چاہ رہا تھا کہ وہ لیبارٹری اوپن کر کے وہاں سے دور بھاگ جائے لیکن پھر وہ

ہونٹ بھیج کر خاموش ہو جاتا۔ اسی لمحے مارٹی واپس آگیا۔

”کیا ہوا“..... کرنل مارکس نے انتہائی بے چینی سے پوچھا۔

”باس آل از اوکے۔ میں نے سپر سی ایف سے مکمل چیکنگ کی ہے“..... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے بے اختیار اطمینان بھرا ایک طویل سانس لیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ صرف لیبارٹری کھلوانے کا داؤ تھا۔ ویسے یہ داؤ بے حد خطرناک تھا۔ میرا کئی بار دل چاہا کہ میں لیبارٹری اوپن کر کے باہر نکل جاؤں“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”لیکن اس سے انہیں کیا فائدہ ہو سکتا تھا۔ وہ تو جزیرے پر موجود ہی نہیں ہیں“..... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس ایک بار پھر چونک پڑا۔

”اوہ، اوہ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ جزیرے پر ہی کسی جگہ چھپے ہوئے ہیں۔ کسی ایسی جگہ جہاں کمانڈر نیلسن اور اس کے کمانڈوز بھی انہیں ٹریس نہیں کر سکے“..... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ میزائل والی عمارت میں ہی موجود ہیں۔ کیونکہ فون تو یہیں ہے“..... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر کمرے میں خاموشی طاری ہو گئی۔

”باس باس ہیلی کاپٹرز“..... اچانک مارٹی نے چونک کر کہا تو کرنل مارکس جو کسی سوچ میں گم تھا بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ، اوہ ان کی تعداد سے تو لگتا ہے کہ سارے ملٹری ہیلی کاپٹرز آ

رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ بڑی کارروائی کی جا رہی ہے۔ اب ان کے بچ نکلنے کا کوئی سکوپ نہیں رہا“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”باس ساحل کے قریب لائیں بھی آرہی ہیں“..... مارٹی نے کہا۔

”ہاں میں نے دیکھ لی ہیں“..... کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹرز جزیرے پر اتر گئے اور ان میں سے فوجیوں کے ساتھ ساتھ سول افراد بھی اور ملٹری افراد بھی جن کے ہاتھوں میں بڑے بڑے بیگ تھے نیچے اترے اور وہ سب دوڑتے ہوئے میزائل اڈے والی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ پھر لائینوں میں سے بھی بڑے بڑے بیگ اتارے گئے اور انہیں بھی میزائل عمارت کی طرف لے جایا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد باہر صرف چار کمانڈوز منافوجی نظر آ رہے تھے۔ باقی سب میزائل ہاؤس کے اندر جا چکے تھے۔

”اب یہ لوگ یقیناً ٹریس ہو کر مارے جائیں گے۔ کیونکہ اب ماہرین اندر گئے ہیں“..... کرنل مارکس نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مارٹی کوئی جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل مارکس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”رالف بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے فری ساکس کے چیف رالف کی آواز سنائی دی۔

”یس باس کرنل مارکس بول رہا ہوں“..... کرنل مارکس نے

کہا۔

”تمہارے لہجے کا اطمینان بتا رہا ہے کہ حالات درست ہیں۔“

رالف نے کہا۔

”یس باس۔ گو اس عمران نے لیبارٹری اوپن کرانے کے لئے انتہائی خطرناک داؤ کھیلا تھا لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ اس کا مقابلہ کرنل مارکس سے ہے۔“ کرنل مارکس نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب، کیسا داؤ کھیلا تھا عمران نے۔ کیا ہوا ہے۔“ رالف نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا تو کرنل مارکس نے عمران کی فون کال آنے سے لے کر اب فوجیوں اور ماہرین کی آمد تک سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

”اوہ، واقعی تم نے انتہائی حوصلے اور مضبوط اعصاب کا مظاہرہ کیا ہے کرنل مارکس۔ ورنہ انسان اپنی جان بچانے کے لئے لازماً ایسا کر گزرتا ہے۔ لیکن اب کیا تمہارا رابطہ ان آنے والوں سے بھی ہے یا نہیں تاکہ یہ کنفرم ہو سکے کہ یہ ایجنٹ ہلاک ہوئے یا نہیں۔“ رالف نے کہا۔

”نہیں باس، ویسے وہاں فون ہے اگر آپ کہیں تو میں خود فون کر کے معلوم کر لوں۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”ہاں کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔“ رالف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل مارکس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر

اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔“ ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”چیف سیکورٹی آفیسر وائٹ روز میزائل ایریا کرنل مارکس بول رہا ہوں۔ اب یہاں کون انچارج ہے۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”انچارج کرنل سوبرک ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ان سے میری بات کراؤ۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو کرنل سوبرک بول رہا ہوں۔“ چند لمحوں بعد ایک

دوسری بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں۔“ چیف سیکورٹی آفیسر وائٹ روز

میزائل ایریا۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”اوہ، اوہ آپ۔ میں تو آپ سے خود فون پر بات کرنا چاہتا تھا۔

یہاں تو واقعی نہ صرف قتل عام کیا گیا ہے بلکہ یہاں کی تمام مشینری

بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ یہ کن لوگوں کا کام ہے۔“ اور ایسا کیسے

ہوا ہے۔“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”یہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا کام ہے اور ہمارا خیال ہے کہ وہ میزائل

عمارت میں ہی چھپے ہوئے تھے۔ اس لئے پہلے آنے والے کمانڈوز ان

کو ٹریس نہیں کر سکے۔ ان کمانڈوز کے جانے کے بعد ان ایجنٹوں میں

سے ایک نے یہاں سے فون پر مجھ سے رابطہ کیا تھا۔ آپ بتائیں کیا وہ

ٹریس ہو کر ہلاک ہوئے ہیں یا نہیں۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”یہاں تو کوئی زندہ آدمی سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ ہم نے پوری طرح چیکنگ کر لی ہے“..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”حیرت ہے کہ نہ ان کے پاس ہیلی کاپٹر ہے اور نہ ہی لانچ۔ اس کے باوجود وہ جب چاہتے ہیں یہاں سے غائب ہو جاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں آ جاتے ہیں“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”ایسا کیسے ہو سکتا ہے کرنل مارکس۔ انہوں نے آپ کو فون کہیں اور سے کیا ہوگا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے بہر حال آپ محتاط رہیں“..... کرنل مارکس نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر چیف رالف کا نمبر پریس کر دیا۔

”رالف بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ ٹریس نہیں ہو سکے۔ میری کرنل سوبرک سے بات ہوئی ہے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”اب کتنا وقت باقی رہ گیا ہے وائٹ روز مشن مکمل ہونے میں“..... رالف نے کہا۔

”ابھی چار پانچ روز تو بہر حال لگ ہی جائیں گے“..... کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے بہر حال تم نے کسی صورت لیبارٹری اوپن نہیں کرنی اور اس کے ساتھ اب تمہیں چوبیس گھنٹے ہوشیار بھی رہنا ہے۔ کیونکہ ان لوگوں سے کچھ بعید نہیں کہ یہ کسی وقت کچھ بھی کر سکتے

ہیں“..... رالف نے کہا۔

”اب تو وہ جزیرے سے جا چکے ہیں اور پھر جزیرے پر اب باقاعدہ پہرہ موجود ہے۔ اب وہ کیسے یہاں کچھ کر سکتے ہیں“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہی کرو کرنل مارکس۔ میں تمہیں لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا کہ یہ لوگ کیا ہیں اور کیا کر سکتے ہیں“۔ رالف نے کہا۔

”یس باس“..... کرنل مارکس نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔

”مجھے انتہائی حیرت ہے باس کہ چیف ان لوگوں سے اس قدر مرعوب ہیں۔ حالانکہ مجھے ان میں کوئی ایسی مافوق الفطرت خصوصیت نظر نہیں آرہی“..... مارٹی نے کہا۔

”ہمیں بہر حال پانچ روز تک الرٹ رہنا ہوگا۔ جب ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا تو پھر ہم لیزی ہو جائیں گے“..... کرنل مارکس نے کہا تو مارٹی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کھاڑی میں موجود تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہ رہا ہو۔

”اب کام ہونا چاہئے۔ ہم نے بہت ریٹ کر لیا ہے۔“ اچانک ٹرانسمیٹر پر عمران کی آواز سن کر سب چونک پڑے۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ دماغ تمہارا نہیں کام کر رہا اور کہہ ہمیں رہے ہو۔“..... جو لیا کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”میں نے تو سوچا تھا کہ اب تک کی ساری خواری اسی عقل کی وجہ سے ہے۔ اس لئے میں نے عقل کا سوچ آف کر دیا تھا۔ لیکن جب نتیجہ پھر بھی یہی برآمد ہونا ہے کہ تمہاری غصیلی آواز سے کانوں میں کڑواہٹ گھل جائے گی تو پھر عقل کا ساتھ کیوں چھوڑا جائے۔ صفدر تم باہر جاؤ۔ سامنے ایک بڑی لانچ موجود ہے۔ اس کے ایمر جنسی

باکس میں غوطہ خوری کے جدید لباس موجود ہوں گے۔ وہ لے آؤ کیپٹن تشکیل تمہارے ساتھ جائے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”پھر کیا ہوگا۔ کیا غوطہ خوری کرتے ہوئے ہم واپس جائیں گے۔“..... جو لیا نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم غوطہ خوری کا لباس پہن کر زیادہ خوبصورت نظر آتی ہو۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے سیارہ مرتخ کی ملکہ زمین پر آگئی ہو۔ اس لئے“..... عمران نے جواب دیا۔

”صرف بکواس کرنا ہی آتی ہے نانسنس۔“..... جو لیا نے جواب دیا۔ جبکہ صفدر اور کیپٹن تشکیل اس دوران کھاڑی سے نکل کر سمندر میں چلے گئے تھے۔ کھاڑی میں بھی پانی بھرا ہوا تھا اور تقریباً بیس منٹوں بعد ان کی واپسی ہوئی تو انہوں نے دو بڑے باکس اٹھائے ہوئے تھے۔ باکسز میں واقعی غوطہ خوری کے جدید لباس موجود تھے۔ انہوں نے ایک ایک لباس اٹھایا اور اسے پانی کے اندر ہی اپنے گیلے لباس کے اوپر پہن لیا۔ پھر انہوں نے گیس ماسک اتار کر ان غوطہ خوری والے لباسوں کے ساتھ موجود ہیلمٹ سروں پر پہن کر انہیں ایڈجسٹ کر لیا۔ گیس ماسک انہوں نے وہیں کھاڑی کے اندر ایک رخنے میں رکھ دیئے۔ کیونکہ ان کے سیاہ بیگ اب غوطہ خوری کے لباسوں کے اندر آگئے تھے اور اب وہ انہیں اتارنا نہ چاہتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھاڑی سے نکل کر سمندر میں پہنچے اور پھر سب سے پہلے عمران نے گہرا غوطہ لگایا اور اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی غوطہ

لگا کر گہرائی میں اتر گئے۔

”ہم نے جریرے کے گرد گھوم کر اس طرف جانا ہے جہاں وائٹ روز میزائل ایریا ہے اور وہاں جریرے کے اندر کوئی ایسا کریک تلاش کرنا ہے جو کافی آگے تک چلا گیا ہو“..... عمران نے ٹرانسمیٹر سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے عمران صاحب یہ واقعی اچھی تجویز ہے“..... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی اور پھر وہ جریرے کے ساتھ ساتھ کافی گہرائی میں تیرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

”اب ہم اس سائڈ پر پہنچ گئے ہیں جہاں وائٹ روز میزائل ایریا ہے“..... عمران کی آواز سنائی دی۔

”عمران صاحب لیبارٹری یقیناً ریڈ بلاکس سے تیار کی گئی ہوگی۔“
صفدر نے کہا۔

”جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہم نے آگے بڑھنا ہے“..... عمران نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد صالحہ ایک کریک تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ جو کافی گہرائی میں تھا اور اس قدر کشادہ تھا کہ اس میں ایک آدمی آسانی سے چل سکتا تھا۔ البتہ اس کے اندر پانی بھرا ہوا تھا۔ وہ سب تیرتے ہوئے کریک میں داخل ہو گئے۔ کریک اندر سے اوپر کی طرف اٹھ رہا تھا۔ اس لئے کچھ فاصلے کے بعد پانی کم ہونا شروع ہو گیا اور وہ تیرنے کی بجائے چل کر آگے بڑھنے لگے۔ ہیملٹ انہوں نے سروں سے ہٹا دیئے تھے کیونکہ پانی میں تو آلات آکسیجن کشید

کر کے انہیں آکسیجن بہم پہنچاتے تھے۔ لیکن پانی کے بغیر وہ کام نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے ان کا دم گھٹنے لگ گیا تھا۔ تھوڑی دیر مزید آگے جانے پر پانی بالکل ختم ہو گیا۔ لیکن اب کریک میں گہرا اندھیرا تھا۔ وہ سب اندھیرے میں چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک کریک ختم ہو گیا۔

آگے ٹھوس زمین تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی چونکہ اندھیرے کے عادی ہو گئے تھے۔ اس لئے انہیں اب کچھ کچھ نظر آنے لگ گیا تھا۔ ”غوطہ خوری کے لباس اتار کر بیگوں میں سے ٹارچیں نکال لو۔ ہمیں یہاں کا تفصیلی جائزہ لینا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا غوطہ خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ چند لمحوں بعد وہ جگہ ٹارچوں کی روشنی میں جگمگا اٹھی۔ عمران نے صفدر کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور اس کی مدد سے اس جگہ کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ کریک کے ایک بند حصے میں موجود تھے۔ جس کی چھت بھی قدرتی تھی۔

”تمہارے پاس خنجر ہو گا صفدر وہ مجھے دو“..... عمران نے کہا تو صفدر نے بیگ میں سے ایک خنجر نکال کر عمران کو دے دیا۔ عمران نے خنجر کی مدد سے چھت کی مٹی کو ادھیرنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد خنجر کی نوک ٹکرانے سے ایسی آواز سنائی دی جیسے وہ کسی فولادی چیز سے ٹکرائی ہو اور سب یہ آواز سن کر چونک پڑے۔ عمران نے اب تیزی سے مٹی ہٹانا شروع کر دی اور پھر چند لمحوں کے بعد ان

کے سامنے ایک موٹی سی فولادی پلیٹ موجود تھی۔ جس کے درمیان میں دوپچ باہر کو نکلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

”یہ کیا ہے عمران صاحب“..... صفدر نے حیرت سے پوچھا۔
 ”یہ کسی ہیوی مشینری کو نصب کرنے کا پلیٹ فارم ہے۔ اس کے اوپر کوئی ہیوی مشین نصب ہوگی“..... عمران نے جواب دیا۔
 ”یہ ایڈجسٹ ہو گئی اور کسی نے یہ کریک دیکھا ہی نہیں اور نہ ان کے ذہن میں ہوگا کہ یہاں کریک بھی ہو سکتا ہے اور دوسری بات یہ کہ ہیوی مشینری کا وزن بھی پلیٹ پر ہوتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”اس کی لمبائی چوڑائی کافی ہے۔ عمران صاحب۔ اس لئے اس کا سائز بھی کافی ہوگا“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اس پر بم مار دو“..... تنویر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔
 ”نہیں اس طرح ہم پھنس جائیں گے۔ اسے سائیڈ سے کھولنا پڑے گا“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے خنجر کی مدد سے اس کی سائیڈوں پر موجود مٹی کو ادھیرنا شروع کر دیا۔ باقی سب ساتھی کافی دور ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے۔ خود عمران بھی سائیڈ پر ہو کر یہ کام کر رہا تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ مسلسل کام کرتا رہا اور پھر یکفخت مٹی خود بخود نیچے گرنے لگی تو عمران اچھل کر پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ چند لمحے مٹی اسی طرح گرتی رہی اور پھر کوئی چیز ایک دھماکے سے نیچے کریک میں آگری۔ اب اوپر کافی بڑا سوراخ نظر آ رہا

تھا۔

”اوہ، یہ تو خالی پلین چادر ہے“..... عمران نے اس پر ٹارچ کی روشنی ڈالتے ہوئے کہا اور پھر وہ اچھل کر اس پر چڑھا اور اس نے اوپر سوراخ پر ٹارچ سے روشنی ڈالی تو اس کے منہ سے بے اختیار مسرت بھری آواز نکلی۔

”آجاؤ۔ ہم کامیاب ہو گئے ہیں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھوں کو سوراخ کی سائیڈ پر رکھا اور دوسرے لمحے اس کا جسم اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد عمران سوراخ کے اندر غائب ہو گیا۔

”جلدی آؤ۔ یہ کوئی سٹور روم ہے“..... چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی تو جو لیا پلین چادر پر چڑھی اور عمران نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اوپر اٹھالیا۔ اس کے بعد صالحہ اور پھر باقی ساتھی بھی ایک ایک کر کے اوپر پہنچ گئے۔ یہ واقعی کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس میں مشینری کے پارٹس اور وہ باکسز پڑے ہوئے تھے۔ جن میں شاید مشینری لائی گئی تھی۔ ایک طرف دروازہ تھا۔

”اسلحہ لے لو۔ اب ہم نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہے“..... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد بیگز میں سے مشین پمپل نکال لئے گئے۔ ایک مشین پمپل عمران کے ہاتھ میں بھی دے دیا گیا۔ اس نے دروازے کے قریب پہنچ کر اسے کھینچا تو وہ کھلا ہوا تھا۔ باہر راہداری تھی۔ جس میں تیز روشنی موجود تھی۔ عمران نے ٹارچ

آف کر کے اسے صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے ٹارچ لے کر اسے واپس اپنے بیگ میں رکھ لیا۔ عمران نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو راہداری میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران باہر آگیا۔ اس کے پیچھے ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی بھی باہر آگئے اور پھر وہ سب محتاط انداز میں بائیں طرف کو آگے بڑھنے لگے کیونکہ دائیں طرف راہداری بند تھی۔ تھوڑا آگے ایک دروازہ تھا۔ عمران نے اس دروازے کے قریب رک کر اندر کی سن گن لی اور پھر اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا اور عمران نے اندر جھانکا یہ بھی ایک سٹور تھا۔ اس میں ہلکی پاور کا بلب جل رہا تھا اور اس کی روشنی میں وہاں موجود بڑے بڑے باکسر صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ان باکسر پر موجود نشانات سے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ مشروب کے بند ڈبے اور شراب کے ڈبے ہیں۔ وہ دروازہ بند کر کے آگے بڑھ گیا اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں سے راہداری گھوم رہی تھی۔ عمران نے دیوار کے ساتھ ہو کر سر آگے کر کے دوسری طرف جھانکا تو یہ بھی ایک طویل راہداری تھی۔ یہ راہداری بھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ البتہ راہداری کے اختتام پر سیردھیاں تھیں جو اوپر جا کر مڑ رہی تھیں۔

”آؤ.....“ عمران نے مطمئن انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ یہ حصہ اصل لیبارٹری سے علیحدہ ہے اور یہاں صرف سٹورز ہیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سیردھیوں تک پہنچ گئے۔ سیردھیاں اوپر جا کر گھوم کر ایک اور راہداری میں ختم ہو رہی تھیں۔

عمران آہستہ آہستہ سیردھیاں چڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ اوپر والی راہداری میں دو دروازے تھے جو ایک دوسرے کے آمنے سامنے تھے۔ ابھی عمران ان دروازوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ اچانک چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر اوپر دیکھا ہی تھا کہ یلخت اس کا ذہن اس طرح تاریک پڑ گیا جیسے کیرے کا شٹر بند ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ یہ ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں فرش پر دو عورتیں اور چار مرد بیڑھے میڈھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ کمرے میں چار ادھیڑ عمر آدمی پہلے ہی موجود تھے۔ ان سب کے چہروں پر حیرت اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ کون لوگ ہیں ڈاکٹر جیکسن“..... اس آنے والے آدمی نے ایک ادھیڑ عمر آدمی سے پوچھا۔

”جناب بظاہر تو یہ ایکریمین ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ پاکیشیائی لیجنٹ ہیں۔ کیونکہ ایک بار چیف سکیورٹی آفیسر کرنل مارکس نے بتایا تھا کہ پاکیشیائی لیجنٹ یہاں ہماری لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے آئے ہوئے ہیں“..... اس بار ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے ان کے آنے کی جگہ دیکھ کر ابھی تک انتہائی حیرت ہو رہی ہے۔ اس کریک کے بارے میں تو ہمیں سرے سے ہی علم نہ تھا اور

یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اس سٹور کی چھت اس قدر کمزور ہے کہ آسانی سے کھولی جا سکتی ہے۔ اگر سپر ماسٹر کمپیوٹر انہیں چیک کر کے بے ہوش نہ کر دیتا تو یہ اچانک ہمارے سروں پر پہنچ جاتے“..... بوڑھے آدمی نے ہونٹ چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”یس ڈاکٹر۔ ہم واقعی بال بال بچے ہیں“..... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

”اب ان کا کیا کیا جائے“..... اس بوڑھے نے کہا۔
”انہیں ہلاک کر دیا جائے اور کیا کرنا ہے“..... ڈاکٹر جیکسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں یہ کام لیبارٹری میں نہیں ہو سکتا۔ ہمیں انہیں باہر بھجوانا ہوگا۔ اس کرنل مارکس کے حوالے کرنا ہوگا کہ وہ انہیں لے جائے“۔ بوڑھے نے کہا۔

”تو میں انہیں کال کر دوں“..... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔
”نہیں اسے اندر لے آنے کی بجائے انہیں اٹھا کر اس تک پہنچا دو“..... بوڑھے نے کہا۔

”یس ڈاکٹر“..... ڈاکٹر جیکسن نے کہا تو بوڑھا سر ہلاتا ہوا مڑا لیکن پھر رک گیا۔

”ڈاکٹر جیری آپ پلیز فوری طور پر اس سوراخ کو بند کرائیں۔ تاکہ ہم اطمینان سے کام مکمل کر سکیں“..... بوڑھے نے ایک آدمی سے کہا۔

”ڈاکٹر فریڈ یہ سوراخ تو انجنیئر ہی بند کر سکتے ہیں اور انجنیئروں کو یہاں اسرائیل سے بلوانا پڑے گا۔ ہم تو اسے بند نہیں کر سکتے۔“ ڈاکٹر جیری نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”لیکن ہمارے پاس تو اتنا وقت نہیں ہے۔ ہمارا کام آخری مراحل میں ہے۔ جیسے ہی یہ کام مکمل ہوا۔ ہم نے میزائل فائر کر دینا ہے۔“ بوڑھے ڈاکٹر نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تو پھر یہی ہو سکتا ہے ڈاکٹر کہ اس سوراخ پر خالی کنٹینرز رکھ دیئے جائیں۔ مشن مکمل ہونے کے بعد اس کو درست کر لیا جائے گا۔“ ڈاکٹر جیری نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔“ ڈاکٹر فریڈ نے کہا اور مڑ کر دروازے سے باہر چلا گیا۔ اب ان چھ افراد کو اٹھا کر کیسے سیکورٹی ایریا میں پہنچایا جائے۔ ہم سے تو نہیں اٹھ سکتے یہ لوگ۔“ ڈاکٹر جیکسن نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ان کے ہاتھ رسیوں سے باندھ دو۔ پھر انہیں ہوش میں لے آؤ۔ اس کے بعد یہ اپنے پیروں پر چل کر جائیں گے۔“ ایک اسیز عمر آدمی نے کہا۔

”نہیں ڈاکٹر، ہنری یہ اتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ یہ تو ابھی بے ہوش پڑے ہیں تو بے ضرر ہیں ورنہ نجانے یہ لوگ اب تک ہمارا کیا حشر کرتے۔ انہیں ہوش میں لانا حماقت ہے۔“ ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

”تو پھر انہیں اٹھانا پڑے گا اور یہ کام ہم سے نہیں ہو سکے گا۔“ ڈاکٹر ہنری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہم کرنل مارکس کو اطلاع کر دیں وہ خود ہی یہ کام کر لے گا۔“ ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

”ہاں یہ ٹھیک ہے۔“ تمام افراد نے اس کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر جیکسن ایک کونے میں میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس کرنل مارکس بول رہا ہوں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیبارٹری سے ڈاکٹر جیکسن بول رہا ہوں۔“ ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

”اوہ آپ، فرمائیے۔“ کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”دو عورتیں اور چار مرد ایک سمندری کریک کے راستے لیبارٹری میں داخل ہو گئے تھے۔ سپر ماسٹر کمپیوٹر نے انہیں چیک کر کے بے ہوش کر دیا اور اب یہ یہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ آپ آکر انہیں لے جائیں۔“ ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

”کیا۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب۔“ دوسری طرف سے کرنل مارکس کی چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

”آپ آرام سے بات کریں۔ اس قدر چیخ کیوں رہے ہیں۔ میں نے تو پوری وضاحت سے بات کی ہے۔ آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آئی“..... ڈاکٹر جیکسن نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”سوری ڈاکٹر جیکسن۔ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ وہ لوگ کیسے لیبارٹری کے اندر پہنچ گئے۔ جبکہ لیبارٹری تو سیلڈ ہے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”بتایا تو ہے کہ وہ کسی سمندری کریک سے ایک سٹور میں داخل ہوئے ہیں اور پھر یہاں پہنچ گئے۔ آپ آئیں اور انہیں اٹھا کر لے جائیں تاکہ ہم اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ جتنی دیر ہو رہی ہے وہ ہمارے نقصان میں ہے“..... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

”کیا یہ لوگ زندہ ہیں“..... کرنل مارکس نے پوچھا۔

”ہاں، لیکن بے ہوش پڑے ہوئے ہیں“..... ڈاکٹر جیکسن نے کہا۔

”اوکے، میں آ رہا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”نجانے، یہ اطلاع سن کر اسے کیا ہوا جا رہا تھا“..... ڈاکٹر جیکسن نے رسیور رکھ کر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”چونکہ وہ سیکورٹی انچارج ہے اس لئے اسے اپنی فکر پڑ گئی ہوگی کہ اس کی جواب طلبی نہ ہو جائے۔ ڈاکٹر ہنری نے کہا تو ڈاکٹر جیکسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے تمام واقعات فلم کے سین کی طرح گھومتے چلے گئے۔ اسے یاد تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کریک کے ذریعے لیبارٹری کے سٹور میں گیا تھا اور وہاں سے وہ سیردھیاں چڑھ کر اوپر والی راہداری میں پہنچے ہی تھے کہ اچانک ایک چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ان کے ذہن تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے تھے اور اب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک تہہ خانے نما کمرے میں موجود تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر کے اوپر دیوار کے ساتھ کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ اس کی دونوں پنڈلیاں بھی دیوار کے ساتھ نصب کڑوں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ اس کے بازوؤں میں شدید اینٹھن سی ہو رہی تھی۔ شاید بے ہوشی کے دوران پورا وزن بازوؤں پر پڑنے کی وجہ سے یہ اینٹھن ہو رہی تھی۔ بہر حال اب ہوش میں آنے

کے بعد چونکہ اس کا جسم تن گیا تھا اس لئے یہ درد اور اینٹھن اب خاصی تیزی سے کم ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اس کے سارے ساتھیوں بھی اسی کی طرح دیوار سے منسلک کڑوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ جو لیا اور صالحہ دونوں کو براہ راست کڑوں میں جکڑنے کی بجائے ان کڑوں میں موجود زنجیروں سے جکڑا گیا ہوگا اور یہ زنجیریں اوپر موجود کڑوں سے نکل کر جو لیا اور صالحہ کے جسم کے گرد گھومتی ہوئی پیروں میں موجود کڑوں میں جا کر ختم ہو جاتی تھیں۔ لیکن سب ساتھیوں کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے اس کی خصوصی ذہنی ورزشوں کی وجہ سے ہوش آگیا ہے۔ لیکن اسی لمحے اس نے صفدر کے جسم میں بھی حرکت کے آثار محسوس کئے تو وہ سمجھ گیا کہ انہیں گیس یا ریز سے بے ہوش کیا گیا تھا اور پھر شاید انہوں نے انہیں یہاں جکڑ کر اینٹی انجکشن لگا دیئے تھے۔ چونکہ عمران سب سے پہلے موجود تھا۔ اس لئے اسے سب سے پہلے انجکشن لگایا گیا ہوگا۔ اس لئے اسے پہلے ہوش آگیا تھا۔ عمران کے ذہن میں بار بار یہ سوال ابھر رہا تھا کہ ان حالات میں انہیں زندہ کیوں رکھ گیا ہے۔ کرنل مارکس تو لامحالہ انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دیتا۔ لیکن ظاہر اس کے پاس اس کے اس سوال کا جواب موجود نہ تھا اور پھر ایک ایک کر کے اس کے تمام ساتھی ہوش میں آگئے اور پھر سب کے منہ سے ایسے ہی سوال نکلے۔ لیکن ظاہر ہے عمران کو خود ان سوالوں کے جواب معلوم نہ تھے وہ انہیں کیا بتاتا۔ اس نے انگلیاں موڑ کر کڑوں

کے بٹن تلاش کرنا شروع کر دیئے اور پھر چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں ان بٹنوں تک پہنچ ہی گئیں تو اس نے انہیں پریس کیا لیکن کڑے نہ کھلے تو وہ سمجھ گیا کہ کڑوں کو بند کرنے کے بعد خصوصی انداز میں ایڈجسٹ کر دیا گیا ہے تاکہ عام آدمی انہیں کسی صورت کھول ہی نہ سکے۔ لیکن عمران کے لئے انہیں بھی کھولنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس نے انہیں کھولنے کی کوشش شروع کر دی۔ جیسے ہی وہ اپنی کوشش کی کامیابی کے قریب پہنچا اچانک اس تہہ خانے بنا ہال کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور عمران نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا تو ایک فوجی کرنل اندر داخل ہوا۔ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک تھا۔ اس کی بڑی بڑی مونچھیں غنڈوں کے سے انداز کی تھیں۔ جبکہ اس کے چھوٹے چھوٹے بال ڈریکولا کے بالوں کی طرح سیدھے کھڑے تھے۔ اس کے چہرے کی مخصوص بناوٹ بتا رہی تھی کہ وہ انتہائی سنگدل اور سفاک فطرت آدمی ہے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔ جبکہ اس کے پیچھے ایک آدمی عام لباس میں تھا۔ وہ درمیانے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا اور اس کے چلنے کے انداز سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ انتہائی پھرتیلا آدمی ہے۔ ان دونوں کے پیچھے چار افراد فوجی لباس میں تھے۔ جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ کرنل اور دوسرا آدمی سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ جبکہ فوجی دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے تھے۔ تو یہ ہیں وہ غیر ملکی ایجنٹ کرنل مارکس جنہوں نے یہاں میزائل

ہاؤس میں ایکریمین کا قتل عام کیا اور وہاں موجود تمام مشینری کو تباہ کیا ہے۔ اس کرنل نے انتہائی سردلجے میں ساتھ بیٹھے ہوئے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جیسے ابھی انہیں کچا جبا جائے گا۔

”ہاں یہی لوگ ہیں وہ اور یہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ میں نے آپ کو ان کے وائٹ روز میزائل لیبارٹری میں داخل ہونے اور پھر وہاں سپر ماسٹر کمپیوٹر کی وجہ سے ان کے بے ہوش ہونے کی تفصیل بتائی تھی۔ اس سے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں کرنل سوبرک۔“ کرنل مارکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ عام لباس والا آدمی کرنل مارکس تھا۔

”آپ نے زیادتی کی ہے کرنل مارکس۔ انہیں آپ کو وہیں ہلاک کر دینا چاہئے تھا۔ آپ نے انہیں یہاں لا کر ان کی زندگیاں کچھ دیر کے لئے بڑھا دی ہیں۔ کاش آپ مجھے وہاں سے ہی فون کر دیتے تو میں آپ کو انہیں یہاں لانے سے منع کر دیتا۔“ کرنل سوبرک نے کہا۔

”کیوں، کیا مطلب میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔“ کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں میزائل ہاؤس میں ماہرین بھی موجود ہیں اور سیاسی اور دیگر اعلیٰ رینک کے افسران بھی۔ گو میں یہاں کا سیکورٹی چیف ہوں۔ لیکن چونکہ ان سب کو ان قیدیوں کے بارے میں علم ہو گیا ہے۔ اس

لئے اب انہیں ہم گولی نہیں مار سکتے۔ ورنہ قانون کے مطابق میرا بھی کورٹ مارشل ہو جائے گا۔ اگر آپ وہیں سے مجھے فون کر دیتے تو میں خود وہاں آ جاتا اور وہاں انہیں آسانی سے گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا۔ لیکن اب ہمیں بہر حال انہیں زندہ قانون کے حوالے کرنا پڑے گا۔“ کرنل سوبرک نے کہا۔

”اوہ ویری بیڈ۔ یہ بات تو میرے ذہن میں ہی نہ تھی۔ وہاں لیبارٹری میں چونکہ ایسا کوئی کمرہ نہ تھا۔ جہاں انہیں جکڑا جاسکتا اور نہ میرے پاس آدمی تھے جبکہ میں ان سے یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پہلی بار جب کمانڈوز آئے تو یہ کہاں چھپے ہوئے تھے اور پھر یہ لوگ کس طرح کریک کے ذریعے لیبارٹری میں داخل ہوئے۔ یہی معلوم کرنے کے لئے میں نے انہیں وہاں بے ہوشی کے دوران گولیاں نہیں ماریں۔ لیکن میں انہیں زندہ کسی صورت بھی واپس نہیں جانے دے سکتا۔ ورنہ یہ لوگ لازماً دوبارہ وائٹ روز لیبارٹری پر حملہ کر دیں گے۔“ کرنل مارکس نے کہا۔

”ایک کام ہو سکتا ہے کہ ان سے پوچھ گچھ کر کے انہیں دوبارہ بے ہوش کر کے یہاں سے واپس آپ کی لیبارٹری میں پہنچا دیا جائے۔ وہاں آپ انہیں بے ہوشی کے دوران گولیوں سے اڑا دیں۔ پھر ہماری ذمہ داری نہیں رہے گی۔“ کرنل سوبرک نے کہا۔

”تم میں سے عمران کون ہے۔“ کرنل مارکس نے اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”صرف عمران تو ہم میں سے کوئی نہیں ہے۔ النبتہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کے بارے میں پوچھ رہے ہو تو دوسری بات ہے پھر تمہیں بتایا جاسکتا ہے کہ عمران کون ہے“..... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو تم ہو عمران۔ ٹھیک ہے اب تم بتاؤ کہ جب پہلی بار کمانڈوز آئے تھے تو تم لوگ کہاں چھپے تھے اور پھر کس طرح تم اس کریک میں پہنچ گئے۔ کیا تمہیں پہلے سے کریک کے بارے میں علم تھا“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”کیا صرف یہی بات پوچھنے کے لئے تم نے اتنی زحمت اٹھائی ہے۔ کہ ہمیں وائٹ روز میزائل لیبارٹری سے اٹھا کر یہاں میزائل ہاؤس میں لے آئے ہو“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں، کیونکہ میرے ذہن میں اس بارے میں بہر حال الجھن موجود تھی“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”تو پھر سن لو کہ کمانڈوز کے کمانڈر سمیت ہمارے یہاں باقاعدہ ملاقات ہوئی تھی اور یقیناً اس کرنل سوبرک کو بھی جی ایچ کیو سے ہمارے بارے میں ہدایات دی گئی ہوں گی۔ ایکریمیا کے اعلیٰ حکام یہ نہیں چاہتے کہ وائٹ روز میزائل پاکیشیا پر اس جریرے سے فائر کیا جائے جہاں ایکریمیا کا میزائل اڈہ موجود ہو۔ کیونکہ یہ بات بہر حال چھپ نہیں سکتی اور پھر ایکریمیا پر اس قدر زبردست بین الاقوامی دباؤ پڑے گا کہ ایکریمیا کے لئے اسے فیس کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لئے

ہمیں یہاں خصوصی طور پر پہنچایا گیا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میٹروگن لانچ جو ہمیں یہاں چھوڑ گئی ہے پاکیشیا کے پاس ہے۔ یہ لانچ صرف ایکریمین نیوی کی تحویل میں ہے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا بکو اس کر رہے ہو۔ نانسنس۔ یہ تمام مشن ایکریمیا اور اسرائیل کی مشترکہ سربراہی میں ہو رہا ہے“..... کرنل مارکس نے یقیناً چیتنے ہوئے کہا۔

”ہاں بظاہر ایسا ہی ہے۔ لیکن ایکریمیا دراصل ایسا نہیں چاہتا اور ہمارا تعلق پاکیشیا سے نہیں ایکریمیا سے ہے۔ النبتہ بتا یہ ہی گیا ہے کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے تاکہ وائٹ روز میزائل لیبارٹری کی تباہی کا ملکہ پاکیشیا پر ڈال دیا جائے۔ اگر تمہیں اس بات پر شک ہو تو کرنل سوبرک سے کہو کہ وہ جی ایچ کیو میں سیکرٹری سپیشل آفیسر لارڈ مارٹن سے بات کر لے“..... عمران نے اسی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”انہیں بے ہوش کر دو کرنل سوبرک میں انہیں واپس لے جاؤں گا“..... کرنل مارکس نے یقیناً چیتنے ہوئے کہا۔

”اب ایسا ممکن نہیں ہے کرنل مارکس۔ اب مجھے اس بارے میں مزید چھان بین کرنا پڑے گی۔ لیکن میرا وعدہ ہے کہ اگر ان کی بات جھوٹ ثابت ہوئی تو میں انہیں بے ہوش کر کے تمہاری لیبارٹری میں خود پہنچا دوں گا“..... کرنل سوبرک نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”یہ بکو اس کر رہا ہے صرف تمہیں چکر دینے کے لئے۔ یہ سب دنیا کے شاطر ترین لوگ ہیں“..... کرنل مارکس نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اب پچھتا رہا ہے کہ وہ انہیں یہاں کیوں لایا ہے۔

”نہیں اب انہیں ہر صورت میں ہلاک ہونا پڑے گا“..... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ بجلی کی تیزی سے کوٹ کی جیب سے باہر آیا ہی تھا کہ کرنل سوبرک کا بازو اس سے بھی زیادہ تیزی سے گھوما اور پٹل کرنل مارکس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گر۔

”کرنل صاحب کو لے جاؤ اور ان کے ایریے میں پہنچا دو“۔ کرنل سوبرک نے چیخ کر کہا تو مسلح افراد تیزی سے کرنل مارکس کے گرد پھیلنے چلے گئے۔

”تم غلط کام کر رہے ہو کرنل سوبرک۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں۔ یہ تمہیں بھی لے ڈوبیں گے اور مجھے بھی۔ انہیں فوراً ہلاک کر دو ورنہ میرا اور تمہارا کورٹ مارشل لازمی ہے“..... کرنل مارکس نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔

”میں جو ٹھیک سمجھوں گا کروں گا۔ آپ جاسکتے ہیں“..... کرنل سوبرک نے کہا تو کرنل مارکس نے ایک نظر عمران اور اس کے ساتھیوں پر ڈالی اور مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔ دو مسلح فوجی بھی اس کے پیچھے باہر نکل گئے۔ جبکہ دو وہیں رکے رہے۔

”تم کرنل مارکس کو چکر دے سکتے ہو لیکن مجھے نہیں۔ میں نے کرنل مارکس کے سامنے اس لئے کہہ دیا تھا کہ تمہیں قانون کے حوالے کیا جائے گا کیونکہ میں تمہاری ہلاکت کا کریڈٹ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اب میں کہہ دوں گا کہ تم مجھ سے مقابلہ کرتے ہوئے ہلاک ہو گئے ہو“..... کرنل سوبرک نے مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہم یہاں بے بس اور جکڑے ہوئے موجود ہیں۔ تم جا کر فون پر جی ایچ کیو کے سیکرٹری سپیشل آفیسر لارڈ مارٹن سے بات کر لو۔ مجھے حیرت ہے کہ تمہیں ہمارے بارے میں پہلے سے بریف کیوں نہ کیا گیا۔ کیا تم جی ایچ کیو سے نہیں آئے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”نہیں میں بحرہند میں موجود ایک اور جزیرے سے یہاں بھیجا گیا ہوں۔ وہاں بھی اکیمریمین میزائل اسٹیشن ہے“..... کرنل سوبرک نے جواب دیا۔ اس کے لہجے میں پہلی والی سختی نہ تھی۔

”اوہ اس لئے تم ہمارے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ جاؤ اس سے پہلے کہ کرنل مارکس اسرائیلی حکام کو سب کچھ بتا دے اور وہ اکیمریمین حکام پر دباؤ ڈالیں۔ تم جا کر بات کر لو۔ تاکہ صحیح صورتحال جی ایچ کیو کے سامنے آسکے“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہو نہہ، ٹھیک ہے تم کہاں جاسکتے ہو۔ میں بات کر کے آتا

ہوں۔ تم دونوں الرٹ رہو اور خیال رکھنا کہ اگر یہ لوگ مشکوک حرکت کریں تو انہیں گولی مار دینا۔۔۔۔۔ کرنل سوبرک نے پہلے عمران سے اور پھر دونوں فوجیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

”کیا تم مجھے پانی پلاؤ گے دوست۔۔۔۔۔“ عمران نے چند لمحوں بعد ایک فوجی سے کہا۔

”سوری۔۔۔۔۔ اس فوجی نے جواب دیا۔

”ارے ہم بھی ایکریمن ہیں۔ ابھی کرنل سوبرک آکر ہمیں کھولیں گے تو تمہیں بھی یقین آجائے گا۔ ویسے بھی ہم جکڑے ہوئے ہیں اور تم فوجی ہو کر اس قدر خوفزدہ ہو کہ جکڑے ہوئے آدمی کو پانی پلانے سے انکار کر رہے ہو۔۔۔۔۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پلا دو جیری اسے پانی۔۔۔۔۔ ایک فوجی نے دوسرے سے کہا تو دوسرے نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن وہیں دیوار کے ساتھ رکھی اور پھر اس کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک پانی کی بوتل نکال کر الماری بند کی اور پھر واپس مڑ کر وہ عمران کی طرف بڑھ گیا۔

”شکریہ۔۔۔۔۔“ عمران نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں کہا۔ اس دوران اس کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کڑوں پر موجود بٹنوں پر جمی ہوئی تھیں۔ چونکہ عمران ان بٹنوں کو آپریٹ کرنے کی کارروائی

کرنل سوبرک کے آنے سے پہلے مکمل کر چکا تھا۔ اس لئے اب اس نے صرف ان بٹنوں کو پریس کرنا تھا اور اس کے ہاتھ آزاد ہو جانے تھے۔ لیکن اس کے لئے اصل مسئلہ پیروں میں موجود کڑے تھے۔ گو اسے یقین تھا کہ پیروں والے کڑوں میں بٹن سادہ ہوں گے کیونکہ ہاتھ جکڑے ہونے کی وجہ سے وہاں تک جب کسی صورت نہیں پہنچ سکتے تھے تو انہیں سپیشل لاک لگانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اب مسئلہ مسلح افراد کی موجودگی کا تھا۔ اس لئے عمران کو یہ کہانی بنانی پڑی تھی۔ ورنہ تو کرنل سوبرک نے باہر جانے پر آمادہ ہی نہ ہونا تھا اور وہ اپنی کارروائی شروع نہ کر سکتا تھا۔ وہ آدمی پانی کی بوتل اٹھائے اس کے قریب آکر رکا اور اس نے بوتل کا ڈھکنا کھول کر اسے عمران کے منہ سے لگا دیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے کھٹاک کھٹاک کی آوازیں گونجی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ آدمی چونکتا۔ عمران کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور ایک دھماکے کے ساتھ ہی وہ فوجی چیختا ہوا اچھل کر دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے اپنے ساتھی فوجی سے جا ٹکرایا اور وہ دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے اپنے پیروں پر جھکا اور پھر جب تک وہ دونوں اٹھ کر کھڑے ہوتے۔ عمران اپنے پیر آزاد کر چکا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا جسم کسی چھلاوے کی طرح اچھل کر ایک طرف ہوا اور مشین گن کی گولیوں کا برسٹ ٹھیک اسی جگہ پڑا جہاں ایک لمحے پہلے عمران موجود تھا۔ دوسرے فوجی نے عمران پر فائر اس وقت کھول دیا تھا جب وہ نیچے

گر کر اٹھ رہا تھا۔ پہلے برسٹ کے ضائع ہو جانے پر اس نے تیزی سے اس طرف مشین گن کا رخ موڑا جہاں عمران موجود تھا۔ لیکن اس بار عمران نے یکفخت ہائی جمپ کے انداز میں چھلانگ لگائی اور گولیاں اس کے پیروں کے نیچے سے نکلتی چلی گئیں۔ اس دوران وہ فوجی جو عمران کو پانی پلانے لگا تھا۔ اپنی مشین گن کی طرف لپکا۔ جو دیوار کے ساتھ کھڑی تھی کہ عمران کے جسم نے یکفخت قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر عین اس فوجی کے جو مشین گن اٹھا کر تیزی سے مڑ رہا تھا کی اوٹ میں ہو گیا اور پلک جھپکنے میں وہ فوجی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل گرا۔ کیونکہ اس کے ساتھی نے عمران پر فائر کرنے کے لئے مشین گن کو تیزی سے گھما دیا تھا۔ لیکن عمران اس دوران اس فوجی کے جسم کی اوٹ میں آچکا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن عمران کے ہاتھوں میں پہنچ گئی اور وہ فوجی اپنے ساتھی کے ہلاک ہونے پر ایک لمحے کے لئے جیسے سن سا ہو کر رہ گیا تھا اور یہی وقفہ اس کی موت کا باعث بن گیا کیونکہ اسی لمحے عمران کی مشین گن سے گولیاں نکلیں اور وہ بھی چیختا ہوا نیچے جا گرا۔ گولیوں نے اس کا سینہ چھلنی کرنے کے رکھ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے گھوما اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کر دیا اور پھر وہ دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے سارے ساتھی بھی آزاد ہو چکے تھے صفدر نے دوسری مشین گن اٹھالی تھی۔

اب کیا کرنا ہے عمران صاحب۔ یہاں تو بے شمار فوجی ہوں

گے۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

اب اور کوئی صورت نہیں کہ ہم اس میزائل ہاؤس کو مکمل طور پر تباہ کر دیں۔ ہمیں یہاں سے اسلحہ حاصل کرنا ہوگا۔ آؤ۔ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن اس نے دروازے کا لاک کھولا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں دور سے کسی کے تیز تیز چلنے کی آواز پڑی اور یہ آواز سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہ آواز کرنل سوبرک کے قدموں کی ہے کیونکہ وہ لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس لئے اس کے چلنے سے مخصوص قسم کی دھب دھب کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

کرنل سوبرک آ رہا ہے اور جس تیزی سے وہ آ رہا ہے اس سے لگتا ہے کہ اس نے ہمارے بارے میں کوئی خاص بات معلوم کر لی ہے۔ اب ہم نے اسے کور کرنا ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب دروازے کی دونوں سائیڈوں پر دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد قدموں کی آواز دروازے پر سنائی دی اور پھر دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور کرنل سوبرک جیسے ہی اندر داخل ہوا عمران اس پر جھپٹ پڑا۔ دوسرے ہی لمحے کرنل سوبرک اس کے سینے سے لگا ہوا کھڑا تھا۔ صفدر نے دروازہ بند کر دیا تھا۔

اب بولو کرنل سوبرک کیوں نہ تمہاری گردن توڑ دی جائے۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

مم، مجھے مت مارو۔ میں تمہیں جبرے سے باہر بھجوا دیتا

ہوں..... کرنل سوبرک نے رک رک کر کہا۔ گردن پر عمران کے بازو کے بے پناہ دباؤ سے اس کا چہرہ خاصی حد تک مسخ ہو گیا تھا۔

”ہم نے جہیزے سے باہر نہیں جانا۔ بلکہ ہم نے وائٹ روز میزائل لیبارٹری کو تباہ کرنا ہے۔ سنا تم نے۔ دوسری صورت میں ہم پہلے اکیرمیا کا میزائل اڈہ تباہ کر دیں گے۔ پہلے بھی ہم نے دانستہ ایسا نہیں کیا تھا ورنہ اس وقت ہم میزائل ہاؤس کو آسانی سے تباہ کر سکتے تھے۔ ہماری اکیرمیا سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ کیونکہ وائٹ روز میزائل اسرائیل تیار کر رہا ہے تاکہ پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر کے وہاں کے کروڑوں افراد کو ہلاک کر سکے۔ اب بولو تم کیا کہتے ہو..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”مم، میں۔ میں تعاون کروں گا۔ مجھے اب یقین آ گیا ہے کہ تم لوگ فوج کے بس کے نہیں ہو اور تمہارا مشن اکیرمیا کے خلاف نہیں ہے اور اسرائیل سے مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے..... کرنل سوبرک نے رک رک کر کہا۔

”تو پھر بولو تم کیا تعاون کر سکتے ہو..... عمران نے کہا۔

”میں کرنل مارکس کو فون کر کے بلواتا ہوں اور اسے کہہ دیتا ہوں کہ وہ آکر تمہیں ہلاک کر دے اور پھر لاشیں لے جائے۔ میں اسے کہوں گا کہ میں نے جی ایچ کیو سے تمہاری ہلاکت کی اجازت لے لی ہے..... کرنل سوبرک نے جواب دیا۔

”تمہاری جی ایچ کیو سے کیا بات ہوئی ہے..... عمران نے کہا۔

”وہاں اسرائیلی حکام کا پیغام پہنچ چکا تھا اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔ میں انہیں کہہ دوں گا کہ تم ایک بار پھر پراسرار طور پر غائب ہو گئے ہو..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”ایک بار پھر سن لو کہ اگر تمہارے ذہن میں دھوکہ دینے کا کوئی پلان موجود ہے تو اسے ذہن سے نکال دو ورنہ تم بھی مارے جاؤ گے اور میزائل ہاؤس بھی تباہ ہو جائے گا..... عمران نے کہا۔

”میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں تمہارے ساتھ مکمل تعاون کروں گا..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”اگر کرو گے تو زندہ بھی رہو گے ورنہ ہمارے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا تم ضرور مارے جاؤ گے اور جب تمہاری زندگی ہی نہ رہے گی تو پھر تمہیں اسرائیل کے اس پراجیکٹ کی موجودگی بھی کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گی..... عمران نے کہا۔

”مم، میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی تم سے تعاون کروں گا..... کرنل سوبرک نے کہا تو عمران نے اسے آگے کی طرف دھکا دیا۔ کرنل سوبرک چند لمحوں تک اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کو مسلتا رہا۔

”آؤ میرے ساتھ..... اس نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”ان دونوں فوجیوں کی لاشوں کا کیا ہو گا..... عمران نے کہا۔

”یہ غائب ہو جائیں گی۔ تم بے فکر رہو۔ یہاں میرا اپنا گروپ

ہے..... کرنل سوبرک نے کہا پھر سب آفس نمائندے میں آگئے۔ راستے میں جگہ جگہ فوجی موجود تھے۔ لیکن ظاہر ہے کہ وہ کرنل سوبرک کی وجہ سے انہیں کچھ نہ کہہ سکتے تھے۔ کرنل سوبرک نے آفس میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

یس کیپٹن سوگر بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

کیپٹن سوگر سنو۔ بڑے تہہ خانے میں جہاں ہجنتوں کو زنجیروں سے باندھا گیا تھا۔ وہاں دو فوجیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ میں نے جی اتچ کیو سے بات کی تھی تو جی اتچ کیو نے ان ہجنتوں کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیا۔ لیکن ان دونوں نے میرا حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ جس پر میں نے انہیں گولی مار دی۔ تم ان کی لاشیں اٹھوا کر خاموشی سے سمندر میں ڈال کر غائب کر دو..... کرنل سوبرک نے کہا۔

یس کرنل..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل سوبرک نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران اس کے پاس کھڑا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی ادھر ادھر کھڑے تھے۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے سے پریسڈ تھا۔ اس لئے عمران نے اسے دوبارہ پریس نہ کیا تھا۔

یس کرنل مارکس بول رہا ہوں..... رابطہ ہوتے ہی کرنل

مارکس کی آواز سنائی دی۔

کرنل سوبرک بول رہا ہوں۔ میں نے جی اتچ کیو سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے مجھے اجازت دے دی ہے کہ ان خطرناک ہجنتوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ کیونکہ ان کی یہاں موجودگی سے میزائل ہاؤس کو شدید خطرات لاحق ہیں۔ اس لئے اب کورٹ مارشل کا خطرہ ختم ہو گیا ہے۔ تم چاہو تو آکر انہیں خود ہلاک کر دو اور اگر کہو تو میں انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں تمہاری لیبارٹری میں بھجوا دوں۔ کرنل سوبرک نے کہا۔

تم انہیں خود ہلاک کر دو اور لاشیں سمندر میں پھینک دو۔ اب وائٹ روز لیبارٹری کسی صورت بھی اوپن نہیں ہو سکتی اور ویسے بھی میں نے کریک والا راستہ ہنگامی طور پر سیلڈ کر دیا ہے اور کریک میں بھی سپر ماسٹر کمپیوٹر کے تحت ہلاک کر دینے والی ریز کا سسٹم نصب کر دیا ہے۔ اس لئے اگر یہ لوگ کریک میں داخل ہوئے تو خود بخود ہلاک ہو جائیں گے..... دوسری طرف سے کرنل مارکس نے جواب دیا اور اس کے جواب سے ہی عمران سمجھ گیا کہ اسے کرنل سوبرک کی بات پر یقین نہیں آیا اور وہ مشکوک ہو گیا ہے۔

ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو..... کرنل سوبرک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

میں اصرار نہیں کر سکتا تھا ورنہ کرنل مارکس مشکوک ہو سکتا تھا..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے۔ تمہارے پاس یہاں لازماً وائٹ روز میزائل ایریا کی فائل ہوگی“..... عمران نے کہا۔

”وائٹ روز ایریا کی فائل، نہیں یہاں اس کا کیا کام“..... کرنل سوبرک نے چونک کر کہا۔

”یہ لیبارٹری ایکریمن جیرے پر ہے اور مجھے ایکریمن اصولوں کا علم ہے۔ اس لیبارٹری کی باقاعدہ فائل یہاں رکھی گئی ہوگی تاکہ کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹا جاسکے“..... عمران نے کہا۔

”میں چیک کرتا ہوں۔ میرے تو ذہن میں ایسی بات نہیں ہے“..... کرنل سوبرک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار میں موجود ایک خفیہ سیف کو کھولا اور اندر موجود فائلوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔

”ارے واقعی یہ فائل یہاں موجود ہے“..... کرنل سوبرک نے ایک فائل اٹھا کر دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کے ہاتھ سے فائل لے لی۔

”مجھے اجازت دو میں نے بہت سے کام کرنے ہیں“..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”تم فون پر کام کروا سکتے ہو۔ باہر نہیں جاسکتے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل کھولی اور اس میں موجود کاغذات کو پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں لیبارٹری کے بارے میں نہ صرف تفصیلات موجود تھیں بلکہ نقشہ بھی موجود تھا۔ عمران

کافی دیر تک نقشے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے فائل بند کر دی۔

”یہاں اسلحے کا سنور تو ہوگا“..... عمران نے کرنل سوبرک سے پوچھا۔

”ہاں آفس کے ساتھ ملحقہ اسلحے کا سنور ہے“..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”مارشل تم جا کر وہاں سے سپیشل سیلڈ وے کھولنے کے لئے ضروری اسلحہ لے آؤ“..... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے سنور چلو میرے ساتھ“..... صفدر نے کہا اور پھر وہ کرنل سوبرک کے ساتھ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر بھی ان کے پیچھے چلا گیا۔

”کیا کوئی لائن آف ایکشن سامنے آگئی ہے“..... جولیہ نے کہا۔

”ہاں اس لیبارٹری کا ایک سپیشل وے بھی ہے۔ جسے انہوں نے یقیناً سیلڈ کیا ہوگا لیکن ریڈ بلاکس سے سیلڈ نہ کیا ہوگا بلکہ جنرل ہوگا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن وہ اڈے سے ہمیں چیک کر لیں گے۔ اس بار صالحہ نے کہا۔

”لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل موجود ہے۔ پھر ہم ملٹری یونیفارم میں یہاں سے جائیں گے“..... عمران نے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”باس یہ خطرناک لیجنٹ ان فوجیوں کے بس کا روگ نہیں ہیں۔۔۔۔۔ سائیڈ پر بیٹھے ہوئے مارٹی نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے اور باس رالف نے بھی براہ راست کہا ہے کہ میں کسی صورت لیبارٹری اوپن نہ کروں اور حفاظتی انتظامات نصب کر دوں۔ اس نے مجھے تمہارے سامنے ڈالتا تھا کہ میں نے انہیں زندہ کیوں رکھا۔ اس لئے میں نے اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اب چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے لیبارٹری اوپن نہیں ہوگی۔ ویسے بھی میری ڈاکٹر جیکسن سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ انہوں نے کام تیز کر دیا ہے اور اب زیادہ سے زیادہ دو دنوں میں میزائل فائرنگ کی پوزیشن میں آجائے گا۔ اس لئے اب ہمیں مزید محتاط رہنا ہوگا۔ کرنل مارکس نے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”باس یہ لوگ واقعی حد درجہ خطرناک ہیں۔ میرے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ اس طرح لیبارٹری میں داخل ہو سکتے تھے۔

”ہاں اس خبر نے میرا ذہن بھی ماؤف کر دیا تھا۔ بہر حال اب وہ اس کریک کو بھی دوبارہ استعمال نہیں کر سکتے۔ پہلے ہمیں اس کریک کے بارے میں علم نہ تھا۔ ورنہ ہم اسے پہلے ہی بند کر دیتے۔“ کرنل مارکس نے کہا اور مارٹی نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل مارکس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کرنل مارکس نے کہا۔

کرنل مارکس جیسے ہی سیکورٹی آفس میں داخل ہوا فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس کرنل مارکس بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے کرنل سوبرک کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کرنل سوبرک نے اسے بتایا تھا کہ اس نے جی ایچ کیو سے بات کر لی ہے۔ اس لئے اب ان لیجنٹوں کو ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ وہ اسے خود آکر انہیں ہلاک کرنے یا ان کی لاشیں لیبارٹری بھجوانے کا کہہ رہا تھا۔ لیکن کرنل مارکس نے اسے کہہ دیا کہ اس نے لیبارٹری کی حفاظت کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں اور اب وہ لیبارٹری کسی صورت اوپن نہیں کر سکتا۔ اس لئے وہ ان لیجنٹوں کو خود ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں پھینک دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”کرنل سوبرک بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے کرنل سوبرک کی آواز سنائی دی۔

”اوہ آپ، کیا ہوا ان بجنتوں کا“..... کرنل مارکس نے چونک کر پوچھا۔

”سہی بتانے کے لئے میں نے فون کیا ہے۔ میں نے ان بجنتوں کو ہلاک کر کے ان کی لاشیں سمندر میں ڈلوا دی ہیں“..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”کیا ان دونوں عورتوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے یا نہیں“۔ کرنل مارکس نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں کیوں“..... کرنل سوبرک نے چونک کر پوچھا۔

”اس لئے کہ پہلے انہی دونوں عورتوں کی وجہ سے کمانڈر سمٹھ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جنرل ہنری اور اس کا پورا عملہ ہلاک ہو گیا تھا“..... کرنل مارکس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے کمانڈر سمٹھ جیسا کوئی شوق نہیں“..... کرنل سوبرک نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

”اوکے، ٹھیک ہے کرنل سوبرک۔ آپ نے اچھا کیا ہے۔ میرے لائق کوئی خدمت“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”نہیں میں نے اسی لئے فون کیا تھا تا کہ آپ کو اطلاع ہو جائے کہ اب آپ کی لیبارٹری کو کوئی خطرہ باقی نہیں رہا“..... کرنل سوبرک

نے کہا۔

”تھینک یو۔ ویسے بھی ہمیں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم ہر لحاظ سے محفوظ ہیں اور اب تو صرف دو روز کا کام باقی رہ گیا ہے۔ پھر مسئلہ ہی ختم ہو جائے گا“..... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اوکے گڈ بائی۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تو کرنل مارکس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”مارٹی“..... کرنل مارکس نے رسیور رکھتے ہی مارٹی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سکرین پر جریرے کو فوکس کرو۔ مکمل طور پر وائٹ روز میزائل ایریے کو چاروں طرف سے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”کیوں باس۔ اب تو وہ بجنت بھی ختم ہو گئے ہیں“..... مارٹی نے کہا۔

”میں ہر طرف سے محتاط رہنا چاہتا ہوں۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ کرنل سوبرک کی بات سے مطمئن نہیں ہیں“..... مارٹی نے مشین کو آپرین کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں میں مطمئن ہوں۔ لیکن پھر بھی محتاط رہنا ضروری ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کا کوئی دوسرا گروپ بھی ہو اور ہم مطمئن ہو کر

بیٹھ جائیں“..... کرنل مارکس نے کہا تو اس بار مارٹی نے اس انداز

میں سر ہلا دیا۔ جیسے وہ کرنل مارکس سے متفق ہو۔ پھر کرنل مارکس کے سامنے موجود سکرین پر ایک جھماکے سے ایک منظر ابھر آیا۔ سکرین چار حصوں میں تقسیم ہو چکی تھی اور ہر منظر میں جہیزے پر موجود سفید پھول، درخت اور سمندر وغیرہ نظر آ رہا تھا۔

”آپ بے شک آرام کریں کرنل۔ میں یہاں موجود ہیں۔“ مارٹی نے کہا۔

”ہاں میں جاتا ہوں آرام کرنے لیکن ابھی نہیں“..... کرنل مارکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے شراب کی ایک چھوٹی بوتل نکال کر اسے کھولا اور پھر اسے منہ سے لگا لیا۔ البتہ اس کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے شراب ختم کی اور خالی بوتل کو ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی باسکٹ میں اچھال کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں بیڈ روم میں جا رہا ہوں مارٹی۔ خیال رکھنا کوئی بھی خلاف معمول بات ہو تو مجھے فوری اطلاع دینا“..... کرنل مارکس نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”یس باس“..... مارٹی نے کہا اور کرنل مارکس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ریٹ روم میں آرام کرسی پر بیٹھا ٹی وی پر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ فلم کافی طویل تھی اور پھر جیسے ہی فلم ختم ہوئی کرنل مارکس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آف کیا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ

لباس تبدیل کر کے وہ سو جائے۔ لیکن ابھی وہ ڈریسنگ روم تک پہنچا بھی نہ تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اوہ کیا ہو گیا“..... کرنل مارکس نے چونک کر کہا اور مڑ کر واپس آ کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”مارٹی بول رہا ہوں باس۔ آپ یہاں آ جائیں“..... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”یس سرچھ فوجی ایریا نمبر تھری میں موجود ہیں اور ان کی حرکات پر اسرار سی ہیں“..... مارٹی نے کہا۔

”فوجی اور ایریا نمبر تھری میں کیوں“..... کرنل مارکس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ آ جائیں پھر بات ہوگی“..... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے رسیور رکھا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے سب جند لمحوں بعد وہ مارٹی کے پاس پہنچ گیا۔

”یہ دیکھیں باس“..... مارٹی نے سکرین کے ایک خانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل مارکس کرسی پر بیٹھ کر غور سے سکرین کو دیکھنے لگا۔ وہاں واقعی چھ فوجی موجود تھے۔ وہ اس انداز میں پھولوں کی جھاڑیوں کو ہٹا ہٹا کر چیک کر رہے تھے جیسے انہیں

کسی خاص مقام کی تلاش ہو۔

”یہ کیا کر رہے ہیں اور کیوں کر رہے ہیں“..... کرنل مارکس نے پوچھا۔

”یہاں اس ایریے میں لیبارٹری کا سپیشل وے موجود ہے جسے سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ ان کی حرکات سے لگ رہا ہے کہ یہ اس وے کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہے ہیں“..... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ، اوہ وہ واقعی۔ لیکن وہ تو سیلڈ ہے اور پھر یہ فوجی کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے“..... کرنل مارکس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس ان فوجیوں کے قد و قامت ان بمبجنٹوں جیسے ہیں“۔ مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”اوہ، اوہ انہیں سکریں پر کلوز اپ میں لو۔ میں ان کے چہرے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس گروپ میں تو دو عورتیں بھی تھیں“۔ کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ان میں بھی دو عورتیں موجود ہیں“..... مارٹی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد سکریں پر ایک چہرہ کلوز اپ میں آیا۔

”اوہ، اوہ واقعی یہ وہی بمبجنٹ ہیں۔ ویری بیڈ اس کا مطلب ہے کہ کرنل سوبرک نے غلط بیانی کی ہے۔ یہ لوگ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ

کرنل سوبرک ان کے ساتھ مل گیا ہے۔ یقیناً اس نے بھی ان عورتوں کی وجہ سے غداری کی ہے۔ ویری بیڈ۔ کیا تم انہیں ریز سے بے ہوش کر سکتے ہو“..... کرنل مارکس نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس اس ایریے میں ریز فائرنگ آلات موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ یہاں قریب درختوں کا کوئی جھنڈ نہیں ہے“..... مارٹی نے جواب دیا۔

”ویری بیڈ، اب کیا کیا جائے“..... کرنل مارکس نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

”پریشان ہونے کی ضرورت نہیں باس۔ یہ لوگ لاکھ کوشش کر لیں۔ سپیشل وے نہیں کھول سکتے“..... مارٹی نے کہا۔

”اگر کرنل سوبرک نے غداری کی ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس نے انہیں طاقتور اسلحہ بھی دے دیا ہو“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”باس یہ سپیشل وے ریڈ بلاکس سے سیلڈ کیا گیا ہے۔ اس لئے چاہے یہ یہاں ایٹم بم کیوں نہ مار دیں پھر بھی کچھ نہیں ہوگا“۔ مارٹی نے جواب دیا تو کرنل مارکس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

”بہر حال ان کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ یہ لوگ تو بدروحوں کی طرح ہر بار مرنے سے بچ جاتے ہیں۔ کچھ کرو مارٹی“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”ایک صورت ہے باس کہ ہم ان پر سٹار ریز فائر کر دیں۔ لیکن اس کے لئے بہر حال سیکورٹی ونگ کا سپیشل وے کھولنا ہوگا۔ پھر باہر جا کر کارروائی ہو سکتی ہے“..... مارٹی نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ لیبارٹری کو اوپن کر دیا جائے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“..... کرنل مارکس نے تیز لہجے میں کہا۔

”صرف سیکورٹی ونگ اوپن ہوگا۔ لیکن اس سے پہلے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیانی راستے کو سیلڈ کرنا پڑے گا“..... مارٹی نے کہا۔

”لیکن پھر بھی خطرہ تو پیدا ہو سکتا ہے“..... کرنل مارکس نے تذبذب کے انداز میں کہا۔

”نہیں باس صرف چند منٹ کا کھیل ہے۔ سٹار فائرنگ سے یہ لازماً ہلاک ہو جائیں گے“..... مارٹی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم انتظام کرو اب میں انہیں مزید برداشت نہیں کر سکتا“..... کرنل مارکس نے کہا تو مارٹی نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر بیرونی کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ کرنل مارکس خاموش بیٹھا سکرین پر ان فوجیوں کو دیکھتا رہا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد مارٹی واپس آگیا۔

”میں نے سیکورٹی ونگ کو لیبارٹری سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اب میں سپیشل وے کھول کر سٹار ریز لے کر باہر جا رہا ہوں۔ تاکہ انہیں یقینی طور پر ہلاک کیا جاسکے“..... مارٹی نے کہا۔

”تم کہاں سے باہر نکلو گے۔ کیا اس ایریے سے جہاں یہ لوگ موجود ہیں“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”نہیں باس، سیکورٹی ونگ کا سپیشل وے ایریا نمبر فور میں ہے“..... مارٹی نے کہا۔

”محمطاً رہنا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہیں بھی مار گرائیں“۔ کرنل مارکس نے کہا۔

”ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ انہیں تو معلوم بھی نہ ہو سکے گا باس۔ کیونکہ یہ سپیشل وے ایریا نمبر فور میں واقع درختوں کے جھنڈ کے اندر کھلتا ہے اور وہاں سے ہی یہ لوگ سٹار ریز کی زد میں آئیں گے“..... مارٹی نے کہا تو کرنل مارکس نے اثبات میں سر ہلادیا۔ مارٹی نے جیب سے ایک لمبی نال کا پستل نکالا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے ایک اور اندرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل مارکس خاموش بیٹھا سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک وہ اچھل پڑا۔ جب اس نے ان فوجیوں کو جیبوں سے مختلف ساخت کے اتہائی طاقتور بم نکال کر جھاڑیوں کے اندر گراتے ہوئے دیکھا۔

”تم کامیاب نہ ہو سکو گے شیطانوں۔ چاہے کچھ بھی کر لو۔ تم کامیاب نہیں ہو سکو گے“..... کرنل مارکس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے ان فوجیوں کو تیزی سے پیچھے ہٹتے دیکھا۔ کافی پیچھے جا کر وہ رک گئے اور پھر اچانک سکرین پر دھواں سا چھا گیا اور اس دھوئیں میں پورا منظر چھپ سا گیا۔ البتہ یہ دھواں سکرین کے صرف

اس حصے میں نظر آ رہا تھا۔ کرنل مارکس سمجھ گیا کہ بم فائر ہونے کی وجہ سے یہ دھواں پھیلا ہے۔ لیکن اسے پوری طرح اطمینان تھا کہ یہ لوگ سپیشل وے کو کسی صورت نہ کھول سکیں گے۔ چند لمحوں بعد دھواں چھٹ گیا تو کرنل مارکس کے چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ گوجھاڑیاں کافی دور تک غائب ہو گئی تھیں۔ لیکن نیچے زمین ویسے ہی تھی اور چھ فوجی جو پیچھے ہٹ کر کھڑے تھے۔ ان کے چہروں پر مایوسی کے تاثرات سکرین پر بھی نمایاں نظر آ رہے تھے۔

تم کچھ بھی کر لو شیطانوں تم اب لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے۔ کرنل مارکس نے کہا۔ اب اس کی نظریں ایریا نمبر فور پر جمی ہوئی تھیں۔ جہاں درختوں کا ایک جھنڈ موجود تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مارٹی اسی جھنڈ سے ان پر سٹار ریز فائر کرے گا اور پھر یہ لوگ یقینی طور پر ہلاک ہو جائیں گے اور پھر وہیں ہوا۔ اچانک درختوں کے جھنڈ سے روشنی چمکی اور اس کے ساتھ ہی وہ چھ کے چھ افراد اس طرح نیچے گرے۔ جیسے ریت کے خالی ہوتے ہوئے بورے ڈھلکتے ہیں۔ اسی لمحے درختوں کے جھنڈ سے مارٹی باہر نکلا اور دوڑتا ہوا ان فوجیوں کی طرف بڑھ گیا۔ قریب پہنچ کر اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ان فوجیوں کی طرف کر کے فائر کھول دیا اور نیچے پڑے ہوئے چھ کے چھ فوجیوں کے جسم شہد کی مکھیوں کے چھتوں میں تبدیل ہوتے چلے گئے۔ پھر مارٹی نے ہاتھ اٹھا کر وکٹری کا نشان بنایا اور واپس جھنڈ

کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ جھنڈ میں داخل ہو کر سکرین سے غائب ہو گیا تو کرنل مارکس نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔ اب بہر حال وہ لوگ یقینی طور پر ہلاک ہو چکے تھے اور سب کچھ اس کی نظروں کے سامنے ہوا تھا۔ اس لئے کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا تھا اور اب اسے مارٹی کی واپسی کا انتظار تھا۔

”عمران صاحب آپ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ آپ سپیشل وے کے اوپن ہونے کے بارے میں پر امید نہیں ہیں“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں تمہاری ریڈنگ درست ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ جب اسرائیلی کسی لیبارٹری کے سپیشل وے کو سیلڈ کرتے ہیں تو وہ ہمیشہ ریڈ بلاکس کو ہی استعمال کرتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”تم نے خود ہی تو یہ تجویز دی تھی۔ نقشہ بھی تم نے دیکھا تھا“..... جولیا نے عصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں اس وقت میرے ذہن میں یہ بات نہ تھی۔ بہر حال اب ہمیں سائیڈ وے کھلوانا ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”سائیڈ وے۔ وہ کہاں ہے“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”نقشے کے مطابق سیکورٹی ونگ سے ہی ایک سائیڈ وے جزیرے پر نکلتا ہے اور جس جگہ اسے نکلتے دکھایا گیا ہے۔ وہاں درختوں کا جھنڈ

ہے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن وہ کھلے گا کیسے“..... جولیا نے کہا۔

”وہ بھی ریڈ بلاکس کا ہے۔ لیکن اسے اندر سے کھولا جاسکتا ہے۔ ہمیں اس کے لئے پورا ڈرامہ سیٹج کرنا پڑے گا۔ پھر بات بنے گی“..... عمران نے کہا۔

”کیسا ڈرامہ“..... جولیا نے چونک کر کہا۔

”کرنل سوبرک آجائے پھر بات ہوگی“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب آپ جو سوچ رہے ہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے“..... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔

”کیا مطلب، کیا سوچ رہا ہوں میں“..... عمران نے کہا۔

”آپ نے کرنل سوبرک کے آنے اور ڈرامہ سیٹج کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ سائیڈ وے اندر سے کھولا جاسکتا ہے۔ اس سے میرے ذہن میں آپ کی تجویز کا خاکہ آگیا ہے“..... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا خاکہ، کچھ بتاؤ گے بھی سہی یا صرف اشارے ہی دیئے جاؤ گے اور تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ خواتین کے سامنے اشاروں میں گفتگو کرنا غیر مہذب بات ہوتی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے یقیناً یہ سوچا ہے کہ کرنل سوبرک آجائے تو اسے کہہ کر

آپ ہمارے قد و قامت کے فوجی وہاں بھجوا کر سپیشل وے کو اوپن کرنے کی کوشش کریں گے۔ جب کہ ہم سب درختوں کے اس جھنڈ میں چھپ جائیں گے۔ جہاں سے سائیڈ وے کھلتا ہے۔ لامحالہ سائیڈ وے کھلنے کے بعد کوئی نہ کوئی باہر آئے گا تو اسے کور کر کے ہم لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن کرنل سوبرک کبھی بھی اپنے فوجیوں کی قربانی دینے پر تیار نہیں ہوگا..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”کیا کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے“..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں ایک حد تک۔ لیکن کیپٹن شکیل کا ذہن زیادہ گہرائی میں کام کرتا ہے۔ جبکہ میرا بیچارہ دماغ اتنی گہرائی میں غوطہ لگانے کے ابھی قابل نہیں ہوا“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب، کھان کر بات کرو“..... جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید بات ہوتی۔ صفدر اور تنویر کرنل سوبرک کے ساتھ واپس آگئے۔

”مل گیا اسلحہ“..... عمران نے کہا۔

”ہاں“..... صفدر نے جواب دیا۔

”کرنل سوبرک ہمیں اپنی ناپ کی ملٹری یونیفارمز چاہیں۔ کیا مل جائیں گی“..... عمران نے کہا۔

”ہاں، مگر“..... کرنل سوبرک نے کہا۔

”میں تمہاری اٹھن سمجھتا ہوں۔ وائٹ روز ایریا کو اندر سے سکریٹوں کے ذریعے چیک کیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر ہم موجودہ لباسوں میں گئے تو وہ ہم پر پہلے کی طرح بے ہوش کر دینے والی ریفائر کر دیں گے۔ لیکن اگر ہم ملٹری یونیفارمز میں گئے تو وہ لوگ مطمئن رہیں گے“..... عمران نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ ٹھیک ہے میں سٹور انچارج کو بلواتا ہوں“..... کرنل سوبرک نے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے کسی کو سٹور انچارج کو آفس بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک فوجی اندر داخل ہوا اور اس نے کرنل سوبرک کو سلیوٹ کیا۔

”ان سب کو دیکھ لو اور ان کے ناپ کی یونیفارمز لے آؤ جلدی“..... کرنل سوبرک نے کہا تو سٹور انچارج نے سب کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

”یس سر“..... اس نے ایک بار پھر سلیوٹ مارتے ہوئے کہا اور واپس مڑ گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ سب فوجی یونیفارمز پہن چکے تھے۔

”اوکے کرنل سوبرک تمہارا شکریہ کہ تم نے واقعی تعاون کر کے اپنی زندگی بھی بچالی ہے اور میزائل ہاؤس کو بھی تباہ ہونے سے بچایا ہے“..... عمران نے کہا تو کرنل سوبرک نے بھی اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت میزائل ہاؤس سے باہر آگیا۔ کرنل

سو برک انہیں خود بیرونی دروازے تک چھوڑنے آیا تھا۔
 ”یہ لو کارڈ اگر کوئی فوجی تمہیں چیک کرنے لگے تو اسے یہ کارڈ دکھا دینا“..... کرنل سو برک نے اچانک جیب سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ، اچھا شکریہ“..... عمران نے کارڈ لے کر اسے ایک نظر دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

”عمران صاحب ہمارے ساتھ خواتین بھی ہیں۔ جبکہ یہاں فوجیوں میں کوئی خاتون نہیں ہے“..... صفدر نے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد کہا۔

”وہ دور سے چیک کریں گے۔ اس لئے سب چل جائے گا۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی تو نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”عمران صاحب آپ کیا ڈرامہ سٹیج کرنا چاہتے ہیں۔ کچھ ہمیں بھی تو بتائیں“..... کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”بڑا رومانٹک ڈرامہ ہے۔ پوری فیملی سمیت بیٹھ کر دیکھنے کا۔ بلکہ جیسے بعض فلموں کے اشتہارات میں لکھا ہوتا ہے کہ خواتین کی خصوصی پسند۔ اسی طرح یہ ڈرامہ بھی خواتین کی خصوصی پسند ہے“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران رک گیا۔ اس نے ایک طرف موجود ایک فوجی کو اشارے سے بلایا اور فوجی تیزی سے قریب آگیا۔

”آپ کون ہیں“..... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران

نے جیب سے وہی سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔
 ”اوہ سپیشل مشن اتھارٹی۔ یس سر حکم فرمائیے“..... اس فوجی نے سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”حکومت ایکریمیا کا ایک ٹاپ سیکرٹ مشن مکمل کرنا ہے اور جو بھی اس مشن میں حصہ لے گا اسے رینک میں فوری ترقی مل جائے گی۔ تم میرے قد و قامت کے ہو۔ اسی طرح ہم سب کے قد و قامت کے فوجی بلاؤ۔ انہیں بھی ترقی کا بتا دینا۔ لیکن اس بات کو عام نہیں کرنا۔ یہ ٹاپ سیکرٹ مشن ہے۔ تمہیں ڈبل ترقی ملے گی“۔ عمران نے کہا۔

”یس سر۔ لیکن ہمیں کیا کرنا ہوگا“..... فوجی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارے پاس خصوصی اسلحہ ہے۔ میں تمہیں وہ پوائنٹ بتاؤں گا۔ جہاں جھاڑیوں کے درمیان تمام اسلحہ آن کر کے تم نے زمین پر رکھنا ہے۔ پھر کافی پیچھے ہٹ کر تم نے اسے فائر کر دینا ہے۔ اس طرح ٹاپ سیکرٹ مشن کا کاشن جنہیں دیا جانا مقصود ہے انہیں مل جائے گا اور پھر ٹاپ سیکرٹ مشن مکمل ہو جائے گا۔ اور تمہیں ڈبل ترقی اور باقیوں کو سنگل رینک ترقی مل جائے گی“..... عمران نے کہا۔

”لیکن سر آپ.....“ فوجی نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

”جو لوگ وہاں جائیں گے۔ انہیں سکرین پر چیک کیا جائے گا۔ اس لئے اگر ہم سامنے گئے تو پہچان لئے جائیں گے اور پھر کاشن مکمل

نہیں ہونے دیا جائے گا۔ اس لئے ہم اپنی جگہ تمہیں سامنے لانا چاہتے ہیں..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ میں ابھی مزید ساتھیوں کو لے آتا ہوں۔ اب میں ساری بات سمجھ گیا ہوں سر..... فوجی نے کہا اور ایک بار پھر سلیوٹ مارا۔

”اور سنو یہ ساری بات اس وقت تک نہیں اوپن ہونی چاہئے۔ جب تک کہ کاشن اوپن نہ ہو جائے“..... عمران نے کہا۔

”یس سر، میں سمجھتا ہوں سر..... فوجی نے کہا اور مڑ کر واپس اس عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جسے سیکورٹی ونگ کہا جاتا تھا اور جہاں کمانڈر سمیت انہیں بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لے گیا تھا۔

”حیرت ہے کہ یہ فوجی اتنی آسانی سے آپ کی بات مان گیا۔“
صفر نے کہا۔

”اس کارڈ اور فوجی یونیفارم کی وجہ سے“..... عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب یہ کارڈ تو اچانک کرنل سوبرک نے آپ کو دیا تھا اگر وہ نہ دیتا تو پھر.....“ صالحہ نے کہا۔

”میں نے اس کے آفس کی تلاشی لیتے وقت ایک کارڈ پہلے ہی اٹھا لیا تھا۔ اب میری جیب میں دو کارڈ ہیں“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے اور پھر دس منٹ بعد اس فوجی سمیت اور فوجی آتے دکھائی دیئے۔ ان سب نے قریب آکر سلیوٹ کیا۔

”گڈ تمہارا نام کیا ہے“..... عمران نے اس فوجی نے کہا جو

دوسروں کو لے آیا تھا۔

”میرا نام جیری ہے سر..... اس فوجی نے جواب دیا۔

”تم واقعی سمجھدار ہو۔ تم نے درست قدم قیامت کے افراد کا انتخاب کیا ہے اور آپ سب بھی سن لیں کہ آپ نے معمولی سا کام کرنا ہے اور آپ کے رینک میں ترقی ہو جائے گی“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے انہیں تفصیل بتانا شروع کر دی کہ انہیں کیا کرنا ہے۔

”اس دھماکے سے کیا ہو گا سر“..... ایک فوجی نے کہا۔

”کاشن اوپن ہو جائے گا اور حکومت اکیمریمیا کا ناپ سیکرٹ مشن مکمل ہو جائے گا اور آپ سب کے رینک میں ترقی ہو جائے گی۔“
عمران نے کہا۔

”یس سر“..... اس فوجی نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر صفر اور تنویر نے اپنی جیبوں سے بم نکال کر ان فوجیوں کے حوالے کر دیئے۔
”تمہیں کسی قسم کا خطرہ نہیں ہو گا۔ تم فوجی ہو۔ دھماکے کی ریخ کو سمجھ سکتے ہو کہ تم نے کتنا بچھے ہٹ کر بموں کو فائر کرنا ہے کہ ان سے تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچے“..... عمران نے کہا۔

”یس سر“..... ان سب نے کہا۔ ان سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”اب تم جاؤ اور کاشن اوپن کرو“..... عمران نے کہا تو وہ سب سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

”آؤ میرے ساتھ ہمیں چکر کاٹ کر اس درختوں کے جھنڈ میں جانا

ہوگا..... عمران نے کہا اور ایک طرف مڑ گیا۔ پھر ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ سب درختوں کے ایک جھنڈ میں داخل ہو گئے۔

”اب ہوگا ڈرامے کا ڈراپ سین۔ پھر معلوم ہوگا کہ میں کیسا ہدایت کار ہوں۔ اگر کامیاب ہدایت کار ہوں تو میں سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دے کر ہدایت کاری شروع کر دوں گا۔ سنا ہے اس میں بڑے بھاری معاوضے ملتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”تم اتہائی ناکام ہدایت کار ہو“..... جو لیا نے بے ساختہ کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”سنو اس جھنڈ کے گرد ہم نے جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھنا ہے۔

میں نے ان چھ ایکریمیں فوجیوں کی قربانی دے کر لیبارٹری اوپن کرانی ہے۔ فوجیوں کے چہروں کے خدو خال بھی اتفاقاً ہم سے کسی حد تک ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے اگر وہ لوگ کامیاب اداکاری کریں اور پھر انہیں چیک کر لیا جائے تو ان پر شک نہیں کیا جائے گا۔ بہر حال یہ مجھے معلوم ہے کہ اندر سے بے ہوش کر دینے والی ریزی استعمال کی جا سکتی ہے اور وہ ان درختوں سے کی جائے گی اور پھر بے ہوش ہو جانے پر کرنل مارکس کسی دوسرے پر اعتماد نہیں کرے گا۔ وہ خود باہر آکر ان بے ہوش پڑے ہوئے فوجیوں کو ہلاک کرے گا یا اپنے دوسرے ساتھی کو بھیجے اور اس دوران خود سکرین پر چیکنگ کرتا رہے گا۔ اگر ہم نے ان فوجیوں کی ہلاکت سے پہلے اس باہر آنے والے آدمی کو کور کرنے کی کوشش کی تو سائیڈ وے فوراً اندر سے بند کر دیا

جائے گا۔ جبکہ ان فوجیوں کی ہلاکت کے بعد اندر موجود افراد ہر لحاظ سے مطمئن ہو جائیں گے۔ اس لئے جب باہر آنے والا آدمی واپس جانے لگے گا تو ہم سامنے آکر اسے کور کر کے اندر چلے جائیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”تم واقعی کامیاب ہدایت کار ہو“..... یکفخت تنویر نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے کہ میں تمہارے لئے میدان کھلا چھوڑ کر ڈرامے کرتا رہ جاؤں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب

ایک بار پھر ہنس پڑے۔ پھر عمران کی ہدایت کاری کے مطابق وہ سب علیحدہ علیحدہ جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو کر اس انداز میں بیٹھ گئے کہ درختوں کے جھنڈ کے ساتھ ساتھ انہیں وہ علاقہ بھی صاف نظر آ رہا تھا۔ جہاں ان فوجیوں نے کارروائی کرنا تھی۔ فوجی اس سپاٹ پر نہ

صرف پہنچ چکے تھے بلکہ انہوں نے کارروائی کا آغاز بھی کر دیا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خصوصی اسلحہ رکھ کر اسے فائر کرتے کہ اچانک درختوں کے جھنڈ میں سے ایک موٹے تنے کے درخت میں سے ہلکی سی

گڑ گڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی درخت کا تتا گھوم کر اس طرح کھل گیا جیسے دروازے کے پٹ کھلتے ہیں۔ پھر ایک آدمی جس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی اور اس کے ایک ہاتھ میں لمبی نال والا مخصوص ٹائپ کا پستل پکڑا ہوا تھا اچھل کر باہر آ گیا۔ اسی لمحے ایک خاصا زوردار دھماکہ ہوا اور وہ آدمی تیزی سے اچھل کر

آگے بڑھا اور پھر ایک درخت کی اوٹ میں آکر رک گیا۔ جہاں دھماکا ہوا تھا۔ وہاں ہر طرف دھواں اور گرداڑ رہی تھی۔ اس گرد اور دھوئیں میں فوجی نظر نہ آرہے تھے۔ باہر آنے والا آدمی بہر حال کرنل مارکس نہ تھا۔ عمران جھاڑی کی اوٹ میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ پھر جیسے ہی دھواں چھٹا اور فوجی نظر آنے لگے تو اس آدمی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے پستل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ نال کے سرے پر ایک لمحے کے لئے تیز روشنی چمکی اور پھر غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی وہاں موجود چھ کے چھ فوجی ریت کے خالی ہوتے بوروں کی طرح نیچے گرتے چلے گئے۔ اس آدمی نے جلدی سے پستل جیب میں ڈالا اور کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر وہ درخت کی اوٹ سے نکل کر دوڑتا ہوا بے ہوش پڑے فوجیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر اس نے ان سے کچھ فاصلے پر رک کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھیج دیں۔ اس آدمی نے اس قدر گولیاں ان سب کے جسموں میں اتار دیں کہ ان کے جسم شہد کی مکھیوں کے چھتوں کی صورت اختیار کر گئے۔ پھر اس آدمی نے ہاتھ اٹھا کر وکٹری کا نشان بنایا اور تیزی سے واپس جھنڈ کی طرف بڑھا جیسے ہی وہ جھنڈ میں داخل ہو کر اس موٹے تنے والے درخت کی طرف بڑھا۔ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے گھما دیا اور اس آدمی کا اٹھنے کے لئے حرکت

میں آیا ہوا جسم یکخت ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا۔
 ”کیا نام ہے تمہارا بولو“..... عمران نے پیر کو واپس موڑتے ہوئے عزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مم، مم۔ مارٹی۔ مارٹی۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ ہولناک عذاب ہے۔ کون ہو تم“..... مارٹی نے رک کر اور بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔
 ”سیکورٹی ونگ میں تمہاری کیا پوزیشن ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”مم۔ میں مشینری انچارج ہوں۔ مشینری انچارج“..... مارٹی نے جواب دیا۔

”سیکورٹی ونگ لیبارٹری سے ملتا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”ہاں ہاں وہ دونوں ملتا ہیں“..... مارٹی نے جواب دیا۔
 ”سیکورٹی ونگ میں کتنے افراد ہوتے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔
 ”دو صرف دو۔ کرنل مارکس اور میں“..... مارٹی نے اس بار انتہائی آہستہ آواز میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے ایک زوردار جھٹکا کھایا اور پھر اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پیر ہٹایا اور پھر جھک کر اس نے اس کی جیب سے وہ مخصوص ٹائپ کا پستل نکال لیا۔

”آؤ“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے اس موٹے تنے والے درخت کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر اس کے پیچھے چل دیئے۔ اس تنے کے اندر باقاعدہ ایک طویل سرنگ تھی جو نیچے جا رہی تھی۔ عمران اس

سرنگ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے تھے۔
 ”محتاج انداز میں چلو۔ کرنل مارکس اندر ہے۔ اسے صرف مارٹی کی واپسی کا انتظار ہوگا۔ اگر اس نے زیادہ قدموں کی آوازیں سن لیں تو معاملہ خراب بھی ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا تو سب نے اپنے قدم محتاط انداز میں اٹھانے شروع کر دیئے۔ سرنگ گھوم کر ایک جگہ ختم ہو گئی۔ اب وہاں سے سیرھیاں اوپر جا رہی تھیں اور سیرھيوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو بند دکھائی دے رہا تھا۔ عمران محتاط قدموں سے سیرھیاں چڑھتا ہوا اس دروازے تک پہنچا اور اس نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ چند لمحے سن گن لینے کے بعد اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس کا دوسرا دروازہ بھی تھا۔ عمران اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دروازے کی درز سے باہر جھانکا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ دوسری طرف ایک بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ جس میں دیواروں کے ساتھ مشینیں موجود تھیں۔ جبکہ کرنل مارکس ایک میز پر موجود مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی سائیڈ اس دروازے سے نظر آرہی تھی۔ دوسری سائیڈ پر بھی ایک اونچی قد آدم مشین موجود تھی۔ جس کے سامنے ایک خالی کرسی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ یہ دوسری کرسی مارٹی کی ہوگی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مارٹی کے پستل کا رخ کرنل مارکس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ پستل کی نال کے سرے پر ایک لمحے کے لئے تیز روشنی

چمکی اور پھر غائب ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل مارکس کا جسم یکفخت کرسی پر ہی ڈھلک گیا۔ عمران نے اس بار اطمینان سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چونکہ اسے معلوم تھا کہ اس پستل سے بے ہوش کر دینے والی ریز نکلتی ہیں۔ اس لئے اس کے اثرات بے ہوش کر دینے والی گیس کی طرح قائم نہیں رہتے۔ اس لئے وہ بغیر رکے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر داخل ہو گئے۔ کرنل مارکس کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”تم یہاں رکو میں اس سکیورٹی ونگ کی چیکنگ کر لوں۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ کر مشینری کو چیک کرنے لگا۔

”عمران صاحب، میرا خیال ہے کہ ان فوجیوں کی لاشیں اور اس آدمی کی لاش کو سرنگ میں لے آیا جائے۔ ورنہ فوجیوں کی اس طرح ہلاکت ہمارے خلاف بھی جاسکتی ہے۔“..... صفدر نے کہا۔

”اوہ ہاں، تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے تم، تنویر اور کیپٹن تشکیل جاؤ اور تمام لاشوں کو سرنگ میں ڈال دو۔ عمران نے مڑے بغیر کہا تو وہ تینوں مڑ کر واپس چلے گئے۔ عمران ساری مشینری کی چیکنگ کرنے کے بعد ملحقہ دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر جب وہ تقریباً نصف گھنٹے بعد واپس اس ہال میں آیا تو اسی لمحے صفدر، تنویر اور کیپٹن تشکیل بھی واپس آ گئے۔

”کیا ہوا۔ مارٹی اور فوجیوں کی لاشیں سرنگ میں ڈال دی ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں، دو پھیرے تو لگانے پڑے۔ لیکن اب لاشیں سرنگ میں ہیں“..... صفدر نے جواب دیا۔

”اوکے، میں یہ سائیڈ وے بند کر دوں پھر بات ہوگی“۔ عمران نے کہا اور ٹھٹھہ دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

”سائیڈ وے بند ہو گیا ہے۔ لیکن سیکورٹی ونگ اور لیبارٹری کے درمیان بھی ریڈ بلاکس دیوار ہے“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”اوہ۔ پھر تو یہاں آنا بھی فائدہ مند ثابت نہ ہوا“..... صفدر نے کہا۔

”اب کم از کم ہم کرنل سوبرک اور اس کے فوجیوں سے درپیش خطرے سے تو محفوظ ہو گئے ہیں۔ ورنہ مجھے ہر لمحہ خطرہ لاحق تھا کہ کسی بھی لمحے وہ ہم پر فائر کھول سکتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”یہ تو درست ہے لیکن اب اس ریڈ بلاکس دیوار کو کیسے کھولا جائے گا“..... صفدر نے کہا۔

”میرا خیال تھا کہ یہ دیوار موونگ ہے۔ اسے یہاں سے کھولا اور بند کیا جاسکتا ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے میں نے اس پورے سیکورٹی ونگ کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لیا ہے۔ لیکن ایسی کوئی

مشین نظر نہیں آئی جس سے اس دیوار کو ہٹایا جاسکتا ہو۔ اس لئے اب یہ سب کچھ کرنل مارکس ہی بتائے گا“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب، میرا خیال ہے کہ اس کرنل مارکس کو ہوش میں لانے سے پہلے یہاں موجود تمام چیکنگ مشینز کو تباہ کر دیا جائے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس مشینز کی مدد سے لیبارٹری سے یہاں چیکنگ کی جاسکتی ہو“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اسی مشینز کے اندر ہی اس دیوار کو ہٹانے کا کوئی آپشن موجود ہو اور مشینز کے تباہ ہو جانے کے بعد دیوار کسی صورت کھل ہی نہ سکے“..... صالحہ نے کہا۔

”عمران صاحب، مشینز کے بارے میں ہم سب سے زیادہ جانتے ہیں اور جب وہ خود کہہ رہے ہیں کہ اس مشینز میں سے کسی میں بھی ایسی آپشن موجود نہیں ہے تو لامحالہ ایسا ہی ہوگا“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”صفدر یہاں ایک سنور موجود ہے۔ اس میں رسی کا بندل میں نے دیکھا ہے وہ لے آؤ اور تنویر سے مل کر اس کرنل مارکس کو باندھ دو لیکن خیال رکھنا یہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ میں اس دوران ایک بار پھر تمام مشینز کا مزید جائزہ لے لوں“..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے حتمی طور پر اعلان کر دیا کہ اس مشینز کا ریڈ بلاکس کی دیوار سے کوئی تعلق نہیں ہے اور مشینز صرف چیکنگ اور باہر بے ہوش کر دینے والے

ریز فائر کرنے سے متعلق ہے تو انہوں نے وہاں موجود تمام مشینری پر فائرنگ کر کے اسے تباہ کر دیا۔

”اب اسے ہوش میں لے آؤ“..... عمران نے کرسی پر بندھے ہوئے کرنل مارکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یہ ریز سے بے ہوش ہے۔ اس کا اینٹی جب تک نہیں ہوگا یہ کیسے ہوش میں آئے گا“..... صفدر نے کہا۔

”پانی اس کے حلق میں ڈال دو۔ یہ ہوش میں آجائے گا“۔ عمران نے کہا تو صالحہ تیزی سے ٹھٹھہ ہاتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈبہ تھا۔ جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر اس کے جبڑے پھینچے جبکہ صالحہ نے ڈبے میں بھرا ہوا پانی اس کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔

”بس کافی ہے“..... عمران نے کہا تو صالحہ نے ڈبہ اس کے منہ سے ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا۔

”تنویر تم اس کی کرسی کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ اور خیال رکھنا“..... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر سر ملاتا ہوا کرسی کے عقب میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ عمران سمیت باقی سب ساتھی سامنے موجود تھے۔ چند لمحوں بعد کرنل مارکس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے اور پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

”یہ، یہ۔ تم۔ مم، مگر وہ فوجی۔ کیا مطلب۔ مارٹی۔ اوہ مارٹی کہاں ہے۔ کیا مطلب“..... کرنل مارکس نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آرہا ہو۔

”وہ واقعی ایک ریمن فوجی تھے۔ جنہیں استعمال کیا گیا تھا اور تمہارے مارٹی کی لاش سائیڈ وے والی سرنگ میں موجود ہے۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

”مگر تم، تم اس وقت کہاں تھے۔ تم سکرین پر تو نظر نہیں آرہے تھے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”ہم درختوں کے جھنڈ میں جھاڑیوں کی اوٹ میں تھے اور ہم نے سائیڈ وے کھلوانے کے لئے فوجیوں کو استعمال کیا تھا۔ ہمارا خیال تھا کہ تم انہیں زیادہ سے زیادہ بے ہوش کرو گے۔ لیکن تم نے مارٹی کے ذریعے انہیں ہلاک کرادیا۔ اس لئے مارٹی کو بھی اس کے جواب میں ہلاک ہونا پڑا۔ النبتہ ہم یہاں پہنچ گئے“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل مارکس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم لوگ انسان نہیں ہو۔ تمہارا ہر قدم تمہارے لئے کامیابی بن جاتا ہے۔ نجانے تم کیا ہو“..... کرنل مارکس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ ہم پاکیشیا کے کروڑوں انسانوں کے تحفظ کی جنگ

لڑ رہے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہمارے ساتھ ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ میرا ایک ساتھی تمہاری کرسی کے عقب میں موجود ہے۔ اس لئے تم اگر رسی کھولنے کی کوشش کرو گے تو پھر سیکورٹی ونگ ہی تمہارا مقبرہ ثابت ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

”تم اب کیا چاہتے ہیں“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”ہم لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان موجود ریڈ بلاکس کی دیوار کو ہٹانا چاہتے ہیں اور یہ تم بتاؤ گے کہ یہ کیسے ہٹے گی۔“ عمران نے کہا تو کرنل مارکس اس طرح چوٹکا جیسے اس کے ذہن میں عمران کی بات سن کر بے اختیار دھماکہ سا ہوا ہو۔

”دیوار۔ اوہ ہاں واقعی دیوار تو ہے۔ لیکن اس کے بارے میں مارٹی جانتا تھا۔ مجھے معلوم نہیں ہے“..... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

”مارٹی صرف مشینری انچارج تھا۔ جبکہ تم چیف سیکورٹی آفیسر ہو۔ اس لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ تمہیں اس کے بارے میں معلوم نہ ہو۔..... عمران نے کہا۔

”سوری مسٹر مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ یہ سارے کام مارٹی کے ذمے تھے“..... کرنل مارکس نے جواب دیا اور عمران کو اس کے لہجے سے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

”یہ لیبارٹری کب بنائی گئی تھی“..... عمران نے پوچھا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ لیبارٹری کئی سال پہلے بنائی گئی تھی۔“

کرنل مارکس نے جواب دیا۔

”اور ایک سال یہاں گزارنے کے باوجود تمہیں علم نہیں ہے“..... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”نہیں اس دیوار کو سامنے لانے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ اب بھی مارٹی نے یہ کام کیا ہے“..... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

”مارٹی یہ کام کرنے کے لئے کہاں گیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”دائیں طرف موجود دروازے میں گیا تھا اور مزید مجھے کچھ معلوم نہیں ہے“..... کرنل مارکس نے کہا۔

”لیبارٹری انچارج کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر ریمینڈ“..... کرنل مارکس نے جواب دیا۔

”اس کا فون نمبر بتاؤ۔ میں تمہاری اس سے بات کراتا ہوں۔ تم اسے کہو کہ وہ ریڈ بلاکس دیوار دوسری طرف سے کھول دے۔ کیونکہ لازماً اس کا فنکشن دوسری طرف سے بھی ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”سوری مسٹر تم میرے ساتھ جو سلوک چاہے کر گزرو لیکن میں ایسا نہیں کروں گا“..... اس بار کرنل مارکس نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔

”چلو تم بات نہ کرو۔ صرف فون نمبر بتا دو“..... عمران نے کہا تو کرنل مارکس نے نمبر بتا دیا۔

”تتویر اس کا منہ بند کر دو“..... عمران نے کہا تو کرسی کے عقب

میں موجود تتویر نے کرنل مارکس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے

میز پر موجود فون کارسیور اٹھایا اور نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔
 ”یس ڈاکٹر ریمنڈ بول رہا ہوں“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک
 مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل مارکس بول رہا ہوں“..... عمران نے کرنل مارکس کی
 آواز اور لہجے میں کہا۔

”اب کیا ہو گیا ہے جو آپ نے کال کی ہے“..... دوسری طرف
 سے قدرے جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”مشین روم انچارج نے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان
 موجود ریڈ بلاکس دیوار اوپن کر دی تھی۔ کیونکہ وہ سیکورٹی ونگ کے
 سائیڈ وے سے باہر جا کر ایک ضروری کام کرنا چاہتا تھا۔ لیکن مجھے
 افسوس ہے کہ باہر جاتے ہی اسے ایک زہریلے سانپ نے کاٹ لیا
 اور وہ ہلاک ہو گیا اور مجھے نہیں معلوم کہ یہ دیوار کس طرح آف کی
 جاتی ہے۔ اس لئے برائے مہربانی آپ دوسری طرف سے اسے آف کر
 دیں“..... عمران نے کہا۔

”ہمارے پاس ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے اور اب آپ ہمیں
 ڈسٹرب نہیں کریں گے۔ ہمارا کام آخری لمحات میں ہے۔ اب زیادہ
 سے زیادہ ایک روز میں ہم مشن فائنل کر دیں گے۔ اس کے بعد
 ضرورت پڑی تو اس بارے میں مزید بات ہوگی۔ فی الحال آپ ہمیں
 ڈسٹرب نہ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی
 رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”ہاتھ ہٹالو تتویر“..... عمران نے کہا تو تتویر نے کرنل مارکس
 کے منہ سے ہاتھ ہٹالیا۔

”صفدر تم اس مارٹی کی رہائش گاہ کو چیک کرو۔ شاید وہاں
 آپریشنل فائل وغیرہ موجود ہو“..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات
 میں سر ہلا دیا۔

”اسے کیوں زندہ رکھا ہوا ہے تم نے۔ اسے بھی ختم کر دو باقی کام
 ہم خود کر لیں گے“..... تتویر نے عصیلے لہجے میں کرنل مارکس کے
 بارے میں کہا۔

”میں اسے زندہ رہنے کا آخری موقع دینا چاہتا ہوں۔ کیونکہ بہر حال
 یہ بھی ہماری قبیل کا آدمی ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں جواب
 دیا۔

”مجھے واقعی معلوم نہیں ہے۔ ویسے اگر معلوم ہوتا تو میں پھر بھی
 نہ بتاتا۔ کیونکہ تم کسی صورت بھی یہ دیوار نہیں ہٹا سکتے اور اسرائیل
 کا مشن مکمل ہونے والا ہے“..... کرنل مارکس نے کہا اور پھر اس
 سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ہاتھ رکھ دو“..... عمران نے تتویر سے کہا اور تتویر کے کرنل
 مارکس کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہی عمران نے رسیور اٹھالیا۔

”یس کرنل مارکس بول رہا ہوں“..... عمران نے کرنل مارکس
 کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”رائف بول رہا ہوں کرنل مارکس کیا پوزیشن ہے۔ پاکیشیائی

”بجٹوں کے بارے میں کوئی رپورٹ“..... دوسری طرف سے کہا۔
 ”چیف۔ مارٹی نے سیکورٹی ایریے کے سائیڈ وے سے باہر جا کر
 ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا“..... عمران
 نے کہا۔

”مارٹی نے باہر جا کر۔ کیا مطلب“..... دوسری طرف سے چونک
 کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”چیف یہ لوگ فوجی یونیفارمز میں سپیشل وے کے دہانے پر نظر
 آئے تھے تو مارٹی نے سائیڈ وے کھول کر ان پر سٹارٹرز فائر کیں تو وہ
 سب بے ہوش ہو گئے تو مارٹی نے ان پر مشین گن سے فائر کھول دیا۔
 لیکن ان سے ایک آدمی میں شاید قوت مدافعت بہت زیادہ تھی۔ اس
 لئے وہ فوراً ہلاک نہیں ہوا اور اس نے مارٹی پر فائر کھول دیا اور مارٹی
 بھی ہلاک ہو گیا لیکن یہ تمام بجٹ بھی ختم ہو گئے“..... عمران نے
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا وہ اپنے اصل چہروں میں تھے“..... رالف نے پوچھا۔

”نہیں چیف وہ ایکریمین میک اپ میں تھے۔ لیکن چونکہ پہلے ہم
 لیبارٹری میں انہیں دیکھ چکے تھے اس لئے ہم نے انہیں ملٹری
 یونیفارمز کے باوجود پہچان لیا“..... عمران نے کہا۔

”تم نے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان ریڈ بلاکس دیوار
 کے بارے میں ڈاکٹر ریمنڈ کو فون کیا تھا“..... رالف نے کہا۔
 ”یس چیف“..... عمران نے کہا۔

”انہوں نے شکایت کی ہے کہ تم انہیں ڈسٹرب کر رہے ہو۔ اب
 جبکہ ایک روز کا کام باقی رہ گیا ہے اور بقول تمہارے پاکیشیائی بجٹ
 بھی ختم ہو چکے ہیں۔ تو تم اب انہیں ڈسٹرب مت کرو۔ مشن مکمل
 ہونے کے بعد تم سائیڈ وے کھول کر بھی جاسکتے ہو“..... رالف نے
 اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”یس چیف“..... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے رابطہ
 ختم کر دیا گیا اور عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔

”ہٹ جاؤ تنویر اب اسے زندہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔“
 عمران نے رسیور رکھ کر جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا اور پھر
 اس سے پہلے کہ کرنل مارکس کچھ کہتا عمران نے اس پر فائر کھول دیا
 اور کرنل مارکس کرسی پر بندھے بندھے ہلاک ہو گیا۔

”آپ تو بندھے ہوئے کو ہلاک کرنے کے قائل نہیں تھے عمران
 صاحب“..... صالحہ نے کہا۔

”پاکیشیا کی تباہی اور اس کے سولہ کروڑ عوام کی ہلاکت میں
 بقول ڈاکٹر ریمنڈ ایک روز باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے اس صورتحال میں
 تمام اصول پس پشت ڈالے جاسکتے ہیں۔ اب یہ لیبارٹری نہیں رہے
 گی یا ہم نہیں رہیں گے“..... عمران نے اتہائی سرد لہجے میں جواب دیا
 اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ صدر کمرے میں داخل
 ہوا۔ وہ خالی ہاتھ تھا۔

”ایسی کوئی فائل وہاں نہیں ہے عمران صاحب“..... صدر نے

کہا۔

”یہ بہت برا ہوا۔ ہم سے چند قدموں کے فاصلے پر پاکیشیا کے خلاف خوفناک کارروائی مکمل کی جا رہی ہے اور ہم یہاں بے بس پڑے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب ہم سب کو مل کر اس کا آپریشنل میکنزم تلاش کرنا چاہئے“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میں نے اتھائی باریک بینی سے جائزہ لیا ہے اور اب میں مزید وقت ضائع نہیں کر سکتا“..... عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ کیا اس سپیشل وے پر دوبارہ کام کیا جائے۔ لیکن ہمارے پاس صرف مشین پسٹل اور مشین گنیں تو موجود ہیں۔ طاقتور بم اور میزائل گنیں موجود نہیں ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں اب باہر جا کر کوئی کارروائی کرنے کا رسک نہیں لیا جا سکتا۔ چھ فوجیوں کی گمشدگی کی اطلاع کرنل سوبرک تک پہنچ گئی ہوگی۔ اس لئے اب کرنل سوبرک ہمارے خلاف بھی ہو سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیا کیا جائے“..... صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ریڈ بلاکس کی دیوار کی سائیڈوں میں کھدائی کی جائے“..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے کوشش تو کی جاسکتی ہے“..... صفدر نے کہا اور پھر

وہ سب اس جگہ پہنچ گئے۔ جہاں وہ دیوار موجود تھی۔ عمران نے ایک بار پھر اس دیوار کا بغور جائزہ لیا۔ لیکن کوئی آپریشنل میکنزم نظر نہ آیا۔

”عمران صاحب میرا خیال ہے کہ میں اس دیوار کو کھول سکتی ہوں“..... اچانک صالحہ نے کہا تو سب چونک کر صالحہ کی طرف دیکھنے لگے۔

”یہ وقت مذاق کا نہیں ہے صالحہ“..... جولیا نے کہا۔

”میں مذاق نہیں کر رہی“..... صالحہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوکے پھر بتاؤ یہ کیسے اوپن ہو سکتی ہے“..... جولیا نے کہا۔

”عمران صاحب اس دیوار کا میکنزم اس طہقہ ہاتھ روم میں ہے“..... صالحہ نے سائیڈ پر موجود ہاتھ روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاتھ روم میں، نہیں میں اسے بھی چیک کر چکا ہوں۔ لیکن تمہیں اس کا خیال کیسے آیا“..... عمران نے کہا۔

”اس دیوار کی جڑ میں باہر والی سائیڈ میں ایسے آثار موجود ہیں۔ جیسے زمین سے پانی رس کر یہاں آیا ہو اور شاید یہ دیوار جب سے لیبارٹری بنائی گئی ہے پہلی بار اوپن کی گئی ہے۔ اس لئے اس کا سسٹم جام ہو گیا اور اس بار میکنزم اوپن کرنے کی وجہ سے اس میں لیکج ہو گئی“..... صالحہ نے جواب دیا۔

”اوہ، اوہ واقعی مجھے دوبارہ چیک کرنا چاہئے“..... عمران نے کہا اور تیزی سے ہاتھ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے

ساتھی بھی اندر آگئے اور پھر انہوں نے دیواروں اور فرش کو ہر طرح ٹھونک بجا کر دیکھ لیا لیکن انہیں کہیں بھی میکنزم کے آثار نہ ملے۔
 ”اب بتاؤ کہاں ہے میکنزم“..... جو لیا نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اگر آپ ہار مانتی ہیں تو میں بتا سکتی ہوں“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خواہ مخواہ وقت ضائع مت کیا کرو۔ یہ موقع ہے ایسی باتوں کا“..... جو لیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”اگر تمہیں معلوم ہے تو بتا دو صالحہ“..... صفدر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ یہ دیکھو“..... صالحہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فلش ٹینکی کا ڈھکن ہٹانا شروع کر دیا۔

”اسے میں پہلے ہی چیک کر چکا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کوئی بات نہیں آپ کی چیکنگ اور میری چیکنگ میں فرق ہوگا“..... صالحہ نے جواب دیا اور پھر اس نے ٹینکی کا ڈھکن اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔

”اس میں تو ٹینکی والی مخصوص مشین ہے اور تو کچھ نہیں ہے“..... جو لیا نے اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب یہ نٹ دیکھیں۔ یہ فالتو لگا ہوا ہے“..... صالحہ نے ایک نٹ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی

اس نے ہاتھ بڑھا کر اس نٹ کو ہاتھ لگا کر اشارہ کیا۔
 ”آپ اسے آپریٹ کریں“..... صالحہ نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو عمران نے آگے بڑھ کر اس نٹ کو پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے گڑگڑاہٹ کی ہلکی سی آواز دوسری طرف سے سنائی دینے لگی تو سب اس طرح سے اچھل پڑے جیسے ان کے پیروں کے نیچے اچانک بم پھٹ پڑے ہوں اور پھر وہ سب ہی تیزی سے ہاتھ روم سے باہر آگئے تو ان سب کی آنکھیں حقیقتاً حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ کیونکہ دیوار واقعی اوپن ہو چکی تھی۔ اب دوسری طرف موجود راہداری صاف دکھائی دے رہی تھی۔

”اوہ ویری گڈ۔ ریلی ویری گڈ صالحہ۔ تم نے آج واقعی کام دکھایا ہے“..... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”تمہارے ذہن میں یہ ساری بات کیسے آگئی۔ جبکہ عمران پہلے ہی اس نٹ کو چیک کر چکا تھا“..... جو لیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے یہ سسٹم ایک بار کارمن کے ایک ہوٹل میں دیکھا تھا۔ وہاں ایک خفیہ کمرہ بنایا گیا تھا اور اسے اس انداز میں ہی آپریٹ کیا جاتا تھا۔ جب پانی اور ہاتھ روم والی بات میرے ذہن میں آئی تو

میرے ذہن میں ساتھ ہی وہ ہوٹل والی بات بھی آگئی اور پھر میرا خیال درست ثابت ہوا“..... صالحہ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب چلو یہاں کھڑے باتیں کرنے کی بجائے ہمیں ان کا خاتمہ کرنا ہے“..... تنویر نے کہا۔

”لیبارٹری میں ماسٹر کمپیوٹر موجود ہے۔ پہلے بھی ہم اس کا شکار ہو گئے تھے۔ اس لئے اندھا دھند اقدام کی ضرورت نہیں۔ ورنہ اس بار ہماری لاشوں کا بھی پتہ نہیں ملے گا“..... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

”اوہ ہاں، واقعی لیکن اس دیوار کا مطلب ہے کہ کرنل مارکس اور مارٹی اس کے ذریعے لیبارٹری آتے جاتے رہتے ہوں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ماسٹر کمپیوٹر میں ان کے کوائف پہلے سے فیڈ ہوں گے“۔ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر اب کیا کرنا ہے“..... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔
”ہمیں پہلے اس ماسٹر کمپیوٹر کو آف کرنا ہوگا۔ سب یہاں رکو میں ڈاکٹر ریمینڈ سے فون پر بات کرتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ٹھہرو جو بات ہوگی یہیں ہوگی۔ کارڈ لیس فون ہے۔ اس لئے صالحہ جا کر فون پیس لے آئے گی“..... جویا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ صالحہ جا کر فون پیس لے آؤ“..... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور صالحہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔

”مس صالحہ نے واقعی حیرت انگیز کام دکھایا ہے ورنہ ہم شاید ساری عمر سرپٹک کر رہ جاتے۔ لیکن یہ سسٹم ہمارے ذہن میں نہ آتا“۔ کیپٹن تشکیل نے کہا۔

”ہاں یہ واقعی انوکھا اور نیا سسٹم ہے۔ نٹ کو دباؤ تو دیوار آپریٹ ہو جائے گی۔ ورنہ صرف ٹینگی آپریٹ ہوتی رہے گی۔ گڈ شو“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب تم ڈاکٹر ریمینڈ سے کیا بات کرو گے“..... جویا نے کہا۔
”میرے ذہن میں ایک خاکہ موجود ہے۔ دیکھو کیا ہوتا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔ چند لمحوں بعد صالحہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں فون پیس موجود تھا۔ عمران نے اس سے فون پیس لے لیا اور پھر اسے آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس ڈاکٹر ریمینڈ بول رہا ہوں“..... ڈاکٹر ریمینڈ کی سخت آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا جھنجھلایا ہوا تھا۔

”رالف بول رہا ہوں ڈاکٹر ریمینڈ“..... عمران نے رالف کی آواز اور لہجے میں کہا۔

”اوہ میں سمجھا کرنل مارکس پھر مجھے ڈسٹرب کرنے لگے ہیں۔ فرمائیے“..... اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

”کرنل مارکس نے مجھے بتایا تھا کہ اس نے لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ کے درمیان موجود ریڈ بلاکس دیوار اوپن کر دی ہے۔ جس پر میں مطمئن ہو گیا اور میں نے اسے ایک بار پھر سخت احکامات دیئے کہ وہ نہ ہی لیبارٹری میں جائے اور نہ آپ کو یا آپ کے ساتھیوں کو ڈسٹرب کرے۔ پاکیشیائی ایجنٹ پہلے ہی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس لئے

اب کوئی ایسا معاملہ باقی نہ تھا۔ جس کے لئے ڈسٹر بنس پیدا کی جاتی۔ لیکن اب میں نے ایک ضروری کام کے لئے کرنل مارکس کو فون کیا تو وہاں سے کال کا جواب ہی نہیں مل رہا۔ جس سے مجھے بے حد تشویش ہو رہی ہے۔ آپ اپنے کسی اسسٹنٹ کو سیکورٹی ونگ میں بھیج کر معلوم کرائیں کہ کیا پوزیشن ہے۔ پھر مجھے بتائیں۔ یہ انتہائی ضروری ہے۔..... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھیج دیتا ہوں۔ پھر آپ کو کال کروں گا۔“ ڈاکٹر ریمینڈ نے کہا۔

”میں آپ کو خود فون کروں گا۔ کیونکہ میں اس وقت کسی اور جگہ پر ہوں۔..... عمران نے کہا۔

”اوکے“..... ڈاکٹر ریمینڈ نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا۔

”اب تم سب کو دوسرے کمرے میں جانا ہوگا۔ میں یہاں باہر روم میں رہوں گا۔..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی سرہلاتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے۔ جبکہ عمران باہر روم کے اندر دروازے کے قریب آکر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اسے دور سے قدموں کی آواز سنائی دینے لگی۔ آنے والا تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ پھر یہ آواز اس کمرے میں سنائی دی۔ اس کا رخ دروازے کی طرف تھا۔ عمران نے باہر روم کا دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ اس کی پشت عمران کی طرف تھی۔ باہر روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ

تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران اس پر جھپٹ پڑا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس کے بازوؤں میں پھنسا سینے سے لگا ہوا تھا۔ عمران اسے گھسیٹتا ہوا دوسرے کمرے میں لے آیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران نے اسے آگے کی طرف دھکیل دیا۔ تو وہ آدمی لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر رک گیا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ انتہائی خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

”تم، تم کیا مطلب۔ کرنل مارکس مر چکا ہے۔ مم، مگر۔“ اس آدمی نے پوری طرح حواس میں آتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کیونکہ کرسی پر موجود رسیوں سے بندھی ہوئی کرنل مارکس کی لاش بھی اس نے دیکھ لی تھی۔

”تمہارا نام کیا ہے۔..... عمران نے جیب سے مشین پشٹ نکال کر اس کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”شلز۔ میرا نام شلز ہے۔ میں مشین آپریٹر ہوں۔..... اس آدمی نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ فیلڈ کا آدمی نہیں ہے۔

”لیبارٹری میں ماسٹر کمپیوٹر کس طاقت اور ٹائپ کا نصب ہے۔..... عمران نے پوچھا تو شلز نے بتا دیا۔

”جب ہم سنور روم سے اوپر گئے تھے تو ماسٹر کمپیوٹر نے ہم پر ریز فائر کر دی تھیں۔ جبکہ تم بھی تو وہاں سے آئے ہو تم پر تو ریز فائر نہیں ہوئی۔..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے اسے اس بارے میں

کچھ معلوم نہ ہو۔

”لیبارٹری میں موجود تمام افراد کے کوائف سپر کمپیوٹر میں فیڈ ہیں۔ اس لئے جیسے ہی کوئی اجنبی اصل لیبارٹری میں داخل ہوگا اس پر خود بخود ریز فائر ہو جائیں گی“..... شلنز نے جواب دیا۔

”اس سپر کمپیوٹر کا ماہر کون ہے“..... عمران نے کہا۔

”ریمزے۔ وہ انچارج ہے“..... شلنز نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا۔

دوسرے لمحے شلنز چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا تو عمران نے جیب سے کارڈ لیس فون پیس نکالا اور تیزی سے اس کے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس ڈاکٹر ریمینڈ بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ڈاکٹر ریمینڈ کی آواز سنائی دی۔

”چیف رالف بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں نے شلنز کو وہاں بھیجا ہے لیکن وہ واپس ہی نہیں آیا۔“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”کیوں، وجہ“..... عمران نے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں“..... ڈاکٹر ریمینڈ نے جواب دیا۔

”آپ سب سائنسدان اور مشین آپریٹر مصروف ہوں گے۔ کوئی

آدمی یہاں ایسا ہے جو فارغ ہو“..... عمران نے کہا۔

”کیا کرنا ہے“..... ڈاکٹر ریمینڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس شلنز کا سپہ کراؤ اور کیا کرنا ہے۔ لیکن اپنا کام مت

روکو“..... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے میں معلوم کراتا ہوں“..... دوسری طرف سے

قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”میں دوبارہ کال کروں گا“..... عمران نے رالف کی آواز اور لہجے

میں کہا اور فون آف کر دیا۔

”میرا خیال ہے کہ آپ ایک ایک کر کے لیبارٹری میں موجود افراد

کو یہاں بلا کر ہلاک کرنا چاہتے ہیں“..... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”یہ داؤ بھی زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔ اصل رالف کسی بھی وقت

کال کر سکتا ہے۔ میں دراصل اس سپر کمپیوٹر کو کسی طرح آف کرنا

چاہتا ہوں۔ لیکن کوئی ترکیب ذہن میں نہیں آرہی اور نہ ہی ہمارے

پاس ایسا اسلحہ ہے کہ ہم اسے فائر کر کے سب کچھ تباہ کر دیں۔“

عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تھوڑی

دیر بعد انہیں قدموں کی آوازیں دیوار والے کمرے سے اس کمرے کی

طرف آتی سنائی دیں تو سب نے صرف چوکنا ہو گئے بلکہ سائیڈوں پر ہو

گئے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر آدمی اندر داخل ہوا۔

”خبردار“..... عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کرتے

ہوئے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ عمران کے ساتھی بھی اب سامنے آگئے تھے۔

”کیا۔ کیا مطلب اوہ، اوہ شلنر کی لاش۔ اوہ کرنل مارکس بھی لاش میں تبدیل ہو چکا ہے۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم“..... اس آدمی نے اتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام کیا ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”مم، میرا نام براؤن ہے“..... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری میں کیا کام کرتے ہو“..... عمران نے پوچھا۔

”میں اسسٹنٹ انجینئر ہوں۔ کمپیوٹر انجینئر“..... براؤن نے جواب دیا۔

”انجینئر ریمزے انچارج ہے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں، ہاں مگر تم کون ہو۔ میں تو شلنر کا پتہ کرنے آیا تھا اور شلنر، کرنل مارکس کو تلاش کرنے آیا تھا“..... براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”یہاں راہداری سے لیبارٹری تک کے رستے کی تفصیل بتاؤ“..... عمران نے کہا تو براؤن نے تفصیل بتادی۔ اس رستے میں سپر کمپیوٹر کے کتنے ریز فائرنگ پوائنٹ ہیں“..... عمران نے کہا تو اس بار براؤن چونک پڑا۔

”اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ تم ان پوائنٹ سے بچنا چاہتے ہو۔ اوہ

اب مجھے یاد آیا کہ تم پہلے بھی ریز فائرنگ سے بے ہوش ہو گئے تھے۔ تم پاکیشیائی لیجنٹ ہو“..... براؤن نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور اب تم سب کچھ بتاؤ گے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تم دشمن لیجنٹ ہو اور یہ بھی سن لو کہ تم جیسے ہی لیبارٹری کے ایریے میں داخل ہو گے۔ اس بارجل کر راکھ ہو جاؤ گے کیونکہ پہلے جہاں تم پہنچے تھے وہاں صرف بے ہوش کر دینے والی ریز فائر ہوتی تھیں کیونکہ اس ایریے میں کسی غیر متعلقہ آدمی کی موجودگی کا تصور بھی نہ کیا جاسکتا تھا۔ لیکن یہاں سے لیبارٹری کے اندر تک ایسی ریز کا سسٹم موجود ہے جو پلک جھپکنے میں تمہیں راکھ بنا دے گا“..... براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”سپر کمپیوٹر کس پاور کا ہے“..... عمران نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“..... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے پھر تمہاری لاش کسی گڑ کے کیزے ہی کھائیں گے۔“ عمران نے سانپ کی طرح پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یقیناً اتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”رک جاؤ۔ رک جاؤ مت مارو مجھے۔ مت مارو“..... براؤن نے یقیناً گھگھکیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اب خوف کے

تاثرات ابھر آئے تھے۔

”سپر کمپیوٹر کے بارے میں تفصیل بتاؤ“..... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو اس بار براؤن نے اس طرح تفصیل بتانا شروع کر دی جیسے ٹیپ ریکارڈ آن ہو جاتا ہے۔

”فون کا تعلق سپر کمپیوٹر سے ہے یا نہیں“..... عمران نے پوچھا۔
”نہیں اس کا تعلق براہ راست سیٹلائٹ سے ہے“..... براؤن نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ٹریگر دبا دیا اور براؤن چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”ہمیں اس لیبارٹری کو تنویر ایکشن سے تباہ کرنا ہوگا۔ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے اور ہمارے پاس اب وقت بھی نہیں رہا“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”کیا یہ براؤن درست کہہ رہا تھا کہ راستے میں جلا کر راکھ کر دینے والی ریز کے پوائنٹ موجود ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں براؤن کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا تھا اور یہ سپر کمپیوٹر جس پاور کا ہے اس سے اس ٹائپ کی ریز فائر کی جا سکتی ہیں“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر ہم اندر کیسے جائیں گے“..... جولیانے کہا۔

”کچھ بھی ہو۔ ہمیں بہر حال جانا ہوگا اور اگر پاکیشیا کے سولہ کروڑ عوام کے تحفظ کے لئے ہمیں اپنی جانوں کی قربانی بھی دینی پڑے تو سودا مہنگا نہیں ہے“..... عمران نے اتہائی سپاٹ لہجے میں کہا تو

سب بے اختیار چونک پڑے کیونکہ عمران کا لہجہ بتا رہا تھا کہ معاملات اس سے کہیں زیادہ سیرینس ہیں جتنا وہ سمجھ رہے ہیں اور اس مشن میں یقینی ہلاکت کے واضح آثار موجود ہیں۔

”عمران صاحب اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کروں“..... صالحہ نے کہا۔

”ہاں بولو۔ لیکن جلدی بات کرو“..... عمران کا لہجہ اسی طرح سپاٹ تھا۔

”عمران صاحب، آپ مجھے اجازت دیں۔ میں اندر جا کر کارروائی کرتی ہوں“..... صالحہ نے کہا تو سب کے چہروں پر صالحہ کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے لیکن عمران نے انکار میں سر ہلا دیا۔

”صفدر تم شلنر کی لاش اٹھا لو۔ تنویر اس براؤن کی اور کیپٹن تشکیل کرنل مارکس کی لاش اٹھائے گا۔ جلدی کرو وقت بے حد قیمتی ہے“..... عمران نے کہا تو سب تیزی سے حرکت میں آ گئے۔ البتہ ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ عمران ان لاشوں سے کیا کام لینا چاہتا ہے تھوڑی دیر بعد وہ سب اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سے راہداری لیبارٹری کی طرف جاتی تھی۔

”آؤ میرے پیچھے اور جہے میں کہوں اس نے لاش کو اچھال دینا ہے“..... عمران نے کہا اور تیزی سے راہداری میں قدم رکھ دیئے۔ اس کی تیز نظریں راہداری کی چھت کا جائزہ لے رہی تھیں۔ چند قدم آگے بڑھنے کے بعد عمران رک گیا۔

”صفر لاش کو آگے اچھال دو اور جلدی کرو“..... عمران نے کہا تو صفر نے کاندھے پر لادی ہوئی شلزر کی لاش کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر آگے اچھال دیا۔ لاش ایک دھماکے سے کچھ آگے جا کر فرش پر گری ہی تھی کہ چھت سے یکفخت تیز روشنی سی چمکی اور اس کے ساتھ ہی فرش پر موجود شلزر کی لاش پلک جھپکنے میں راکھ میں تبدیل ہوتی چلی گئی۔ اسے دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے کسی نے اس لاش کو دہکتی ہوئی آگ میں جلا کر راکھ بنا دیا ہو۔

”آؤ“..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ بھی اس کے پیچھے تھے۔ پھر کچھ آگے جانے کے بعد جہاں سے راہداری مڑ رہی تھی وہاں پہنچ کر عمران رک گیا۔

”تتویر تم براؤن کی لاش اچھال کر دور پھینک دو“..... عمران نے تتویر سے کہا تو تتویر نے کاندھے پر لدی ہوئی براؤن کی لاش کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر ایک جھٹکے سے دور اچھال دیا۔ لاش ایک دھماکے سے فرش پر گری ہی تھی کہ چھت سے ایک بار پھر تیز روشنی چمکی اور اس کے ساتھ ہی براؤن کی لاش کا بھی وہی حشر ہوا۔ جو اس سے پہلے شلزر کی لاش کا ہوا تھا۔ وہ بھی جل کر راکھ ہو گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر راہداری کا اختتام ایک بڑے دروازے پر ہوا۔ جو خصوصی دھات کا بنا ہوا تھا۔ عمران اس دروازے سے تقریباً دس قدم دور رک گیا۔ اس کے رکتے ہی اس کے ساتھ بھی رک گئے۔

کیپٹن شکیل، کرنل مارکس کی لاش کو اس دروازے کے قریب پھینک دو۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا تو کیپٹن شکیل نے اس کی ہدایت پر فوراً عمل کیا اور جیسے ہی لاش فرش پر گری۔ اس کے ساتھ ہی چھت سے ایک بار پھر ریز فائر ہوئیں اور کرنل مارکس کی لاش بھی پلک جھپکنے میں جل کر راکھ ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے سستے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے..... اس دروازے کے پیچھے لیبارٹری کا بڑا ہال ہے۔ سپر کمپیوٹر جس پاور کا ہے اس پاور کے تحت وہ ایک گھنٹے میں زیادہ سے زیادہ تین بار یہ طاقتور ریز فائر کر سکتا ہے اور ہر پوائنٹ سے ایک بار ہی ریز فائر ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اب ایک گھنٹے سے پہلے ریز دوبارہ فائر نہیں ہو سکتیں۔ اور ہم نے اندر داخل ہوتے ہی اندر موجود تمام افراد کا خاتمہ کرنا ہے۔“ عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ان کے چہروں پر بھی اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کیونکہ جس طرح انہوں نے لاشوں کو راکھ ہوتے دیکھا تھا اس سے ان کے ذہنوں میں خاصی تشویش تھی۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے دروازے کو پوری قوت سے دھکیلا تو فولادی دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہاں دیواروں کے ساتھ انتہائی جدید ترین مشینیں نصب تھیں اور ان کے سامنے سٹولوں پر سفید کوٹ پہنے لوگ موجود تھے۔ جبکہ ایک سائیڈ پر کاؤنٹر سا بنا ہوا تھا

جس کے سامنے بھی کرسی پر ایک بوڑھا سا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا عمران کے ہاتھ میں موجود مشین پستل نے شعلے نکلنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے اس کے ساتھی بھی اندر آگئے اور پھر چند لمحوں بعد ہال میں موجود تمام افراد چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ عمران دوڑتا ہوا اس بوڑھے آدمی کے قریب گیا۔ جو کرسی پر ہی ڈھلک گیا تھا۔ البتہ اس کا ایک ہاتھ سامنے کاؤنٹر پر موجود مستطیل شکل کی مشین کی طرف اس طرح رینگ رہا تھا جیسے چیونٹی رینگتی ہے لیکن دوسرے لمحے عمران نے ٹریگر دبایا اور اس بار اس بوڑھے کی کھوپڑی کئی حصوں میں تقسیم ہوتی چلی گئی۔ پھر عمران نے سامنے کاؤنٹر پر موجود مشین فائر کھول دیا اور چند لمحوں میں ہی اس مشین کے پرچے اڑ گئے۔

”میں نے سپر کمپیوٹر کو تباہ کر دیا ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور سائیڈ پر موجود ایک اندھے شیشے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک راہداری تھی۔ وہ راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی تھے کہ اچانک راہداری کے آخر میں موجود ایک دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی جس کی آنکھوں پر عینک تھی کھلے ہوئے دروازے سے باہر آیا ہی تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ بوڑھا چیختا ہوا سامنے والی دیوار سے ایک دھماکے سے

ٹکرایا اور دوسرے لمحے نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں داخل ہوا۔ جس میں سے وہ بوڑھا باہر آیا تھا۔ کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ البتہ میز پر ایک مشین موجود تھی جس پر چھوٹے چھوٹے بلب مسلسل جل بجھ رہے تھے۔ عمران نے مشین پستل کا رخ اس مشین کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی مشین کے پرزے میز اور فرش پر بکھر گئے۔ باقی ساتھی بھی اندر آگئے تھے۔

”سائیڈ پر دروازہ ہے۔ جس کے پیچھے لانچر اور وہ میزائل ہیں۔ جسے پاکیشیا پر فائر ہونا ہے۔ وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دو۔ ایک کو بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے۔ یہ سب پاکیشیا کے سولہ کروڑ افراد کے قاتل بننا چاہتے ہیں“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ پر موجود دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ جس پر سرخ الفاظ میں لانچنگ ایریا کے الفاظ لکھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور آفس سے باہر جا کر اس نے فرش پر پڑے ہوئے اس بوڑھے آدمی کو اٹھایا اور لا کر آفس کی ایک کرسی پر ڈال دیا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس بوڑھے کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور مشین پستل نکال لیا۔

”بیٹھے رہو۔ ورنہ گولی مار دوں گا“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ بوڑھے اس طرح اچھلا جیسے اس کے جسم میں اچانک

ہائی وولٹیج الیکٹرک کرنٹ گزر رہا ہے۔

”تم، تم، تم کون ہو۔ یہ کیا مطلب“..... اس بوڑھے نے سامنے موجود عمران کی طرف دیکھتے ہوئے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”کیا عینک کے بغیر تمہیں سب کچھ صاف نظر آ رہا ہے۔“ عمران نے کہا کیونکہ بوڑھے کے دیوار کے ساتھ ٹکراؤ سے عینک گر کر ٹوٹ گئی تھی۔

”عینک۔ اوہ میری عینک، مگر وہ۔ تم نے کیا کیا ہے۔ کہاں گئی وہ۔ یہ کیا ہوا۔ تم کون ہو۔“..... بوڑھے نے ہاتھ اٹھا کر اپنے چہرے پر عینک کو چیک کرتے ہوئے کہا اور عمران سمجھ گیا کہ وہ عینک صرف پڑھنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔

”تمہارا نام ڈاکٹر ریمینڈ ہے اور تم اسرائیلیوں کی اس لیبارٹری میں لائننگ میزائل کے انچارج ہو اور یہ میزائل فائر کر کے تم پاکیشیا کے اسٹی مراکز تباہ کرنا چاہتے ہو۔ بولو“..... عمران نے اتہائی سرد لہجے میں کہا۔ وہ اس بوڑھے کے بولتے ہی اسے پہچان گیا تھا۔ اس کا کمرہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ ڈاکٹر ریمینڈ ہے۔

”تم، تم، تم کون ہو۔ کیا مطلب“..... ڈاکٹر ریمینڈ نے اتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے اور یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے کہ میں پاکیشیائی ہوں“..... عمران نے

کہا تو بوڑھا ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”ڈی ایس سی۔ کیا تم سائنسدان ہو مگر۔ مگر تمہیں تو مینجٹ بتایا گیا تھا“..... ڈاکٹر ریمینڈ نے رک رک کر اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں مینجٹ بھی ہوں اور سائنسدان بھی۔ کرنل مارکس اور اس کے ساتھی مارٹی کے ساتھ ساتھ لیبارٹری میں موجود تمہارے سب ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ سپر کمپیوٹر کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور اس وقت لائننگ ایریے میں میرے ساتھی تمہارے آدمیوں کو ختم کر رہے ہیں“..... عمران نے کہا تو بوڑھے کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔

”تم، تم نے یہ سب کیسے کر دیا۔ تم نے اسرائیل کو تباہ کر دیا“..... بوڑھا یکھٹ پاگلوں کی طرح اٹھ کر عمران پر جھپٹنے لگا ہی تھا کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور وہ بوڑھا جھٹتا ہوا نیچے گرا اور فرش پر اس طرح پھرنے لگا جیسے ذبح ہوتی ہوئی بکری پھڑکتی ہے۔

”تم اتہائی قابل نفرت ہو ڈاکٹر ریمینڈ۔ تم کروڑوں انسانوں کو قتل کرنا چاہتے تھے“..... عمران نے اتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے سائیڈ کا دروازہ کھلا اور ایک ایک کر کے اس کے ساتھی اندر آئے۔

”وہاں بیس افراد تھے۔ سب ہلاک کر دیئے گئے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”یہاں پھیل جاؤ اور اگر یہاں اسلحہ ملے تو اسے چیک کرو اور جو مشین بھی سلامت نظر آئے اسے تباہ کر دو۔ میں اس میزائل کو بیکار کر کے آتا ہوں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں سے اس کے ساتھی واپس آئے تھے۔ لیکن ابھی وہ دروازے تک پہنچا ہی تھا کہ میز پر بڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ تیزی سے مڑا اور اس نے میز کے قریب پہنچ کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس ڈاکٹر ریمینڈ بول رہا ہوں“..... عمران نے ڈاکٹر ریمینڈ کی آواز میں کہا۔

”ملٹری سیکرٹری ٹوپریڈینٹ بول رہا ہوں۔ پریڈینٹ صاحب سے بات کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر ریمینڈ بول رہا ہوں سر“..... عمران نے کہا۔

”وائٹ روز میزائل کب فائرنگ پوزیشن میں آئے گا ڈاکٹر ریمینڈ“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بس صرف چھ گھنٹوں کا کام رہ گیا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”آپ کی لیبارٹری ہر طرح سے محفوظ تو ہے نا۔ کیونکہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں پہنچ گئے تھے۔ لیکن انہیں

ہلاک کر دیا گیا ہے“..... صدر نے کہا۔

”لیبارٹری ہر طرح سے محفوظ ہے۔ وہ اس میں کسی صورت داخل نہیں ہو سکتے“..... عمران نے جواب دیا۔

”اوکے، جیسے ہی مشن مکمل ہو۔ آپ نے مجھے کال کر کے رپورٹ دینی ہے“..... دوسری طرف سے قدرے مطمئن لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”تمہاری یہ حسرت انشاء اللہ ہمیشہ تمہارے دل میں ہی دفن رہے گی“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جب وہ ایک گھنٹے بعد واپس اس آفس میں آیا تو وہ اس خوفناک میزائل کو مکمل طور پر بیکار اور ناکارہ کر چکا تھا۔ اس کے ساتھی بھی وہاں واپس پہنچ چکے تھے۔

”عمران صاحب یہاں اسلحہ کا ایک چھوٹا سا سٹور تو موجود ہے لیکن اس میں صرف دس میگا پاور کے ڈائنامیٹ ہیں جو شاید زمین کھودنے کے لئے رکھے گئے ہیں“..... صدر نے کہا۔

”پھر تو وہ وائرلیس چارجر ہوں گے“..... عمران نے کہا۔

”ہاں“..... صدر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے دو بم نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیئے۔

”کافی ہیں۔ ان دونوں کو میزائل کے اندر رکھ کر انہیں چارج کر دو۔ جلدی کرو“..... عمران نے کہا تو صدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

فری ساکس کا چیف رالف اپنے آفس میں موجود ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس میز پر بڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ رالف نے ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھایا۔
 ”یس رالف بول رہا ہوں“..... رالف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”مارٹن بول رہا ہوں پاس پوائنٹ ون سے“..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی تو رالف چونک پڑا۔ کیونکہ پوائنٹ ون ایکریمین جی ایچ کیو کا کوڈ تھا اور مارٹن وہاں فری ساکس کے لئے مخبری کا کام کرتا تھا تا کہ ایکریمین فوج کے بارے میں ایسی اطلاعات مہیا ہو سکیں جس میں اسرائیل کو کوئی دلچسپی ہو سکتی ہے۔
 ”کیا کوئی خاص بات ہے مارٹن جو تم نے کال کیا ہے“۔ رالف نے کہا۔

”مشینری کی کیا پوزیشن ہے“..... عمران نے پوچھا۔
 ”تمام مشینری مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے“..... تنویر نے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ اللہ تعالیٰ کا واقعی فضل ہو گیا ہے ورنہ اگر چند گھنٹے مزید گزر جاتے تو یقیناً یہ میزائل پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر سکتا تھا“..... عمران نے کہا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو راہداری میں کھلتا تھا۔

”عمران صاحب اب اس جہیز سے واپسی کیسے ہوگی“۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”باہر فوجی ہیلی کاپٹرز موجود ہیں۔ وہ اڑا کر نکل چلیں گے اور تو کوئی صورت نہیں ہے“..... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”باس کیا فونکس آئی لینڈ پر دشمن بمبجٹ کسی کارروائی میں مصروف تھے“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو رالف بے اختیار اچھل پڑا۔

”دشمن پاکیشیائی بمبجٹ وہاں پہنچے تھے لیکن انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ کیوں، تم کیوں پوچھ رہے ہو“..... رالف نے کہا۔

”فونکس سے ایکریمین ملٹری کے انچارج کرنل سوبرک نے پوائنٹ ون کو رپورٹ دی ہے کہ یہاں غیر ملکی دشمن بمبجٹ وائٹ روز میزائل کے خلاف کام کرنے آئے تھے۔ جنہوں نے وہاں پہلے سے موجود فوجی دستے کو ہلاک کر دیا تھا۔ جس کے بعد انہیں دوسرے جزیرے سے وہاں بھجوا یا گیا تھا۔ یہ بمبجٹ واپس جا چکے تھے۔ لیکن اب اچانک چند نامعلوم افراد نے فونکس میں موجود ان کا ایک فوجی ہیلی کاپٹر اغوا کر لیا ہے۔ کرنل سوبرک نے جب اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں دوسرے ہیلی کاپٹر کے ذریعے چیکنگ کرائی تو وہ ہیلی کاپٹر فونکس کے شمال مغرب میں واقع ایک جزیرے اڑاسوم پر موجود ہے اور وہاں سے رپورٹ ملی ہے کہ اس ہیلی کاپٹر سے چار مرد اور دو عورتیں باہر آئیں اور انہوں نے وہاں سے ایک بڑی لانچ اڑائی اور نکل گئے۔ جس پر پوائنٹ ون کے حکام نے کرنل سوبرک کو مکمل اور تفصیلی تحقیقات کا حکم دیا ہے۔ میں نے اس لئے آپ کو کال کیا ہے کیونکہ اس میں وائٹ روز میزائل ایریے اور غیر ملکی دشمن بمبجٹوں کا ذکر آیا ہے“..... دوسری طرف سے مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ رپورٹ کب موصول ہوئی ہے“..... رالف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ابھی آدھا گھنٹہ پہلے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے میں چیک کراتا ہوں“..... رالف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کریڈل سے ہاتھ ہٹا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے کال انڈنہ کی تو اس کا چہرہ بگڑتا چلا گیا۔ اس نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے کرنل مارکس کو کال کی تھی لیکن وہاں سے کال انڈنہ کی گئی تو اس نے اس بار براہ راست ڈاکٹر ریمینڈ کو کال کی تھی۔ لیکن وہاں سے بھی جب کافی دیر گھنٹی بجنے کے باوجود کال انڈنہ کی گئی تو اس نے بے اختیار رسیور کریڈل پر پٹ دیا۔

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا ہو رہا ہے یہ۔ پاکیشیائی بمبجٹ تو ہلاک ہو چکے تھے۔ پھر کیا ہوا ہوگا“..... رالف نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ بیٹھا ہونٹ کاٹتا ہوا اس بارے میں سوچ رہا تھا کہ نجانے کتنی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور رالف نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس رالف بول رہا ہوں“..... رالف نے کہا۔

”مارٹن بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے مارٹن کی انتہائی متوحش سی آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا مارٹن“..... رالف نے کہا۔ وہ مارٹن کی آواز اور لہجے کو محسوس کرتے ہی اتہائی پریشان ہو گیا تھا۔

”باس فونکس جریرہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ پورا جریرہ ہی صفحہ ہستی سے غائب ہو گیا ہے۔ ایکریمیا کے میزائل سسٹم اور اسرائیل کے وائٹ روز میزائل سمیت۔“..... مارٹن نے چیختے ہوئے کہا تو رالف کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے کانوں میں کسی نے پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

”کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو“..... رالف نے اس بار لاشعوری طور پر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ ابھی چند لمحے پہلے فونکس کے قریبی جریرے رولڈ جہاں ایکریمیا کا سنڑ ہے سے پوائنٹ ون کو رپورٹ دی گئی ہے کہ اچانک اتہائی خوفناک گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی سمندر میں اس جگہ جہاں فونکس جریرہ تھا۔ آگ اور شعلے اس طرح دیکھے گئے ہیں جیسے آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے اور ہر طرف دھواں اور گرد سی پھیل گئی ہے۔ یہ سب کچھ اتہائی خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہوا۔ جب دھواں اور گرد چھٹی تو ہیلی کاپٹرز سے چیک کیا گیا۔ پورا جریرہ ہی سمندر میں غائب ہو گیا ہے اور سمندر میں ہر طرف مشینوں کے پرزے اور انسانی لاشیں تیرتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ وہاں کچھ بھی نہیں بچا۔ پھر اعلیٰ حکام نے بڑی بڑی لائچوں اور غوطہ خوروں کو وہاں بھیجا تو رپورٹ ملی کہ جریرہ کافی گہرائی تک غائب ہو گیا ہے۔ وہاں

موجود ہر چیز مکمل طور پر تباہ ہو گئی ہے۔ اتہائی خوفناک تباہی ہوئی ہے۔ پوائنٹ ون سے اب وہاں اعلیٰ حکام کی ٹیم جارہی ہے۔“ مارٹن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ، ویری بیڈ۔ ریلی ویری بیڈ“..... رالف نے اتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اس طرح کریڈل پر رکھ دیا جیسے جواری اپنی آخری پونجی بھی جوئے میں ہار دینے کے بعد مکمل طور پر مایوس ہو جاتا ہے۔

”یہ کیا ہو گیا۔ کس طرح ہو گیا۔ ویری بیڈ۔ ریلی ویری بیڈ۔ اس کرنل مارکس نے تو کہا تھا کہ دشمن ۱۰ بجٹ ختم ہو گئے ہیں اور وائٹ روز میزائل لیبارٹری تو ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر تھی۔ نہ ہی اس کے اندر کوئی جاسکتا تھا اور نہ اسے اوپن کیا جاسکتا تھا۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا“..... رالف نے لاشعوری طور پر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر نجانے اس حالت میں کتنی دیر گزر گئی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رالف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھالیا۔

”رالف بول رہا ہوں“..... رالف نے کہا۔

”ملٹری سیکرٹری ٹوپریڈنٹ“..... دوسری طرف سے کہا گیا تو

رالف بے اختیار چونک پڑا۔

”یس“..... رالف نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔

”آپ فوراً پریذیڈنٹ ہاؤس آجائیں۔ صدر صاحب نے ایمر جنسی

میشنگ کال کی ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے میں آ رہا ہوں"..... رالف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کارپریڈنٹ ہاؤس کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ پھر جب وہ پریڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں داخل ہوا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہاں اس کا نمبر ٹو راجر پہلے سے موجود تھا۔ راجر اس کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم یہاں"..... رالف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"میں ہیڈ کوارٹر میں موجود تھا کہ ملٹری سیکرٹری کی کال آئی اور مجھے فوری طور پر یہاں پہنچنے کا حکم دیا گیا۔ اس لئے میں یہاں آ گیا ہوں"..... راجر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے بیٹھو"..... رالف نے کہا اور پھر اس کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد راجر بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد عقبی دروازہ کھلا۔ پہلے مشین گنوں سے مسلح دو افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے صدر صاحب تھے۔ صدر کے اندر داخل ہوتے ہی رالف اور راجر دونوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں صدر کو سلام کیا۔

"تشریف رکھیں"..... صدر نے سرد لہجے میں کہا اور خود اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ سامنے ایک بڑی سی میز تھی جس پر سرخ رنگ کا فون موجود تھا۔ مسلح گارڈز ان کی کرسی کی سائیڈوں میں ایک

قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

"آپ فری ساکس کے چیف ہیں مسٹر رالف"..... صدر نے سرد لہجے میں رالف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
"یس سر"..... رالف نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھ کر بات کریں"..... صدر نے کہا تو رالف دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر رالف آپ کی انجینیئر اسرائیل کے انتہائی اہم ترین دفاعی پراجیکٹس کی سیکورٹی پر مامور ہے۔ فونکس آئی لینڈ میں اسرائیل کا سب سے اہم پراجیکٹ وائٹ روز میزائل تھا۔ وہاں کی سیکورٹی بھی فری ساکس کی ذمہ داری تھی۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں"۔ صدر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"یس سر"..... رالف نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
"آپ نے وہاں کی سیکورٹی کا کیا انتظام کیا تھا"..... صدر نے

کہا۔

"یہ وائٹ روز میزائل لیبارٹری انجینیئروں نے زیر زمین اس انداز میں بنائی تھی کہ وہاں کسی صورت کوئی دشمن ایجنٹ داخل ہی نہ ہو سکے۔ لیبارٹری کے چاروں طرف ریڈ بلاکس کی دیواریں تھیں"۔ رالف نے لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اطلاع مل چکی ہے کہ وہاں کیا ہوا ہے"..... صدر نے

ہو نہٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”سر پہلے اطلاع ملی کہ فونکس آئی لینڈ میں ایکریمین میزائل اڈے پر موجود ایک ہیلی کاپٹر چند افراد اڑا کر لے گئے ہیں اور پھر یہ ہیلی کاپٹر قریبی جزیرے پر خالی مل گیا۔ یہ لوگ وہاں سے لالچ لے کر نکل گئے اور اس کے بعد اطلاع ملی کہ اچانک انتہائی خوفناک دھماکوں سے پورا جزیرہ ہی غائب ہو گیا ہے۔“ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تمہارے سیکورٹی آفیسر کرنل مارکس نے غلط بیانی کی تھی کہ پاکیشیائی بمبختوں کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ جبکہ وہ وہاں موجود تھے اور انہوں نے لیبارٹری تباہ کر دی۔“ صدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر، اب تو ایسا ہی لگتا ہے کہ کرنل مارکس کی طرف سے دی گئی اطلاع غلط تھی۔ لیکن کرنل مارکس انتہائی منجھا ہوا بمبخت ہے اور فری ساکس میں اس کا ریکارڈ انتہائی شاندار ہے اور اسی وجہ سے اسے اس اہم ترین پراجیکٹ کا چیف سیکورٹی آفیسر بنایا گیا تھا۔“ رالف نے جواب دیا۔

”یہ آپ کی ذمہ داری تھی کہ آپ سیکورٹی کے فول پروف انتظامات کرتے۔ اس لئے اب آپ کا کورٹ مارشل ہوگا۔ آپ کو تصور بھی نہیں ہوگا کہ آپ کی اور آپ کے بمبختوں کی اس کوتاہی سے اسرائیل اور ایکریمیا کا کتنا نقصان ہوا ہے۔“ صدر نے انتہائی

خشک لہجے میں کہا۔

”میں ہر طرح کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں سر۔“ رالف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سر میں کچھ عرض کر سکتا ہوں۔“ راجر نے کہا۔

”ہاں، کیوں نہیں۔“ صدر نے کہا۔

”جواب ہمیں بتایا گیا تھا کہ لیبارٹری انتہائی سیف ہے۔ اس میں کوئی اجنبی آدمی کسی صورت داخل نہیں ہو سکتا۔ وہاں سپر کمپیوٹر کے ذریعے ایسا سسٹم نصب کیا گیا ہے کہ داخل ہونے والا ایک لمحے میں جل کر راکھ ہو جائے۔ یہ سسٹم سیکورٹی سے علیحدہ تھا۔ اگر کسی طرح سیکورٹی فیل بھی ہوگی تو پھر بھی یہ لوگ کسی صورت لیبارٹری میں داخل نہ ہو سکے تھے۔ اس کے باوجود وہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہوئے اور پھر لیبارٹری تباہ کر دی گئی۔“ راجر نے کہا۔

”ہاں میرے پاس جو رپورٹیں ہیں۔ ان کے مطابق تمہاری بات درست ہے لیکن اصل بات سیکورٹی کی ہے۔“ صدر نے سخت لہجے میں کہا۔

”جواب یہ لوگ پہلے ہم سے کبھی نہیں ٹکرائے تھے۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو ہم خود پاکیشیا جا کر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں۔“ راجر نے کہا۔

”صرف خاتمہ۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے اور آپ صرف چند افراد کے خاتمے کی بات کر رہے

ہیں..... صدر نے یقیناً نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ حکم دیں جناب یہ کام بھی ہو سکتا ہے“..... راجر نے کہا تو

صدر بے اختیار چونک پڑے۔

”وہ کیسے۔ آپ کے ذہن میں کوئی پلان ہے“..... صدر نے کہا۔

”یس سر اور میں نے اس پر کئی بار غور بھی کیا ہے۔ پاکیشیا کی

تمام معیشت کا انحصار ڈیموں پر ہے۔ ان ڈیموں سے وہ نہ صرف زرعی

اراضی کو پانی مہیا کرتے ہیں بلکہ اس سے بجلی بھی پیدا کرتے ہیں اور

پاکیشیا کا سب سے بڑا ڈیم جسے ان کی معیشت میں مرکزی حیثیت

حاصل ہے اس کا نام سراجیہ ڈیم ہے اگر صرف اس ڈیم کو ہی تباہ کر

دیا جائے تو پاکیشیا کو تباہ و برباد کیا جاسکتا ہے“..... راجر نے جواب

دیا۔

”گڈ، ویری گڈ آپ کی یہ تجویز بہترین ہے۔ میں نے بھی اس

پوائنٹ پر ماہرین کی رپورٹیں طلب کی تھیں اور ان کے مطالعے کے

بعد میں بھی اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر سراجیہ ڈیم کو تباہ کر دیا جائے

تو پاکیشیا کو تباہ و برباد کیا جاسکتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کام

کے آدمی ہیں۔ اس لئے میں آپ کو آج سے فری ساکس کا چیف بناتا

ہوں۔ مسٹر رالف کا کورٹ مارشل ہوگا۔ جبکہ آپ ان کی جگہ لیں گے

اور آپ اپنی اس تجویز کو قابل عمل بنانے کے لئے تفصیلی رپورٹ

دیں گے۔ اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا“..... صدر نے کہا اور اٹھنے

ہی لگے تھے کہ سامنے پڑے ہوئے سرخ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر

نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

”یس“..... صدر نے اتہائی خشک لہجے میں کہا۔

”سر پاکیشیا سے علی عمران کی کال ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کی

اگر صدر صاحب سے فوری بات نہ کرائی گئی تو اسرائیل کو ناقابل

تلافی نقصان ہو سکتا ہے“..... دوسری طرف سے ان کی پرسنل

سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کرائیں بات“..... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس

کے ساتھ ہی انہوں نے خود ہی لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔

آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے مزید تعارف کی ضرورت نہیں

ہے۔ میں نے فون اس لئے کیا ہے کہ آپ نے اگر وائٹ روز میزائل

کی تباہی کے بعد کوئی انتقامی کارروائی پاکیشیا کے خلاف کرنے کی

کوشش کی۔ جس کے لئے آپ اس وقت فری ساکس کے چیف

رالف اور ہیڈ کوارٹر انچارج راجر کے ساتھ خصوصی میٹنگ کر رہے

ہیں تو پھر پورے اسرائیل کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے گا۔ آپ نے

وائٹ روز میزائل لیبارٹری کا حشر دیکھ لیا ہے۔ حالانکہ مجھے بھی

اعتراف ہے کہ اس بار آپ کے ماہرین نے اسے ہر لحاظ سے ناقابل

تسخیر بنا دیا تھا۔ اس کے باوجود اسے تباہ کر دیا گیا۔ کیونکہ یہ پراجیکٹ

پاکیشیا کے خلاف تھا۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر پاکیشیا کے

خلاف آپ نے ٹیڑھی آنکھ سے بھی دیکھا تو یہ آنکھ نکال لی جائے گی۔

بس مجھے یہی کہنا تھا..... دوسری طرف سے انتہائی جارحانہ انداز میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ شخص یقیناً فوق الفطرت ہے۔ ابھی ہماری میٹنگ جاری ہے کہ اسے پاکیشیا بیٹھے بیٹھے اطلاع مل گئی۔ ویری بیڈ۔ بہر حال جب اس شخص نے خود ہی اعتراف کیا ہے کہ وائٹ روز میزائل ایریا اس کے لئے انتہائی مشکل ثابت ہوا تو اس صورت میں اب کسی کو قصور وار نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔ اس لئے میں رالف کے خلاف کورٹ مارشل کا حکم واپس لیتا ہوں اور صرف اتنی سزا پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ اب وہ فری ساکس کے چیف نہیں رہیں گے اور میں اپنا یہ فیصلہ بھی واپس لیتا ہوں کہ پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے اور اب پاکیشیا کے خلاف کوئی جوابی کارروائی نہیں کی جائے گی اور آئندہ مسٹر راجر فری ساکس کے چیف ہوں گے.....“ صدر نے سرد اور انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بحرہند کے ایک معروف جزیرے سوگان کے ایک ہوٹل میں موجود تھا۔ وائٹ روز میزائل ایریے سے باہر نکل کر انہوں نے ایک فوجی ہیلی کاپٹر اغوا کیا اور پھر اس سے پہلے کہ اس ہیلی کاپٹر کو چیک کیا جاتا انہوں نے اس ہیلی کاپٹر کو ایک قریبی جزیرے پر چھوڑا اور پھر وہاں سے ایک لانچ حاصل کر کے وہ ایک اور جزیرے پر پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے لانچ چھوڑی اور ایک فیری کے ذریعے سوگان پہنچ گئے۔ سوگان کافی بڑا جزیرہ تھا اور یہاں کی آب و ہوا اس قسم کی تھی کہ یہاں سارا سال سیاحوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ اس لئے یہاں کئی ہوٹل بھی موجود تھے اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایسے ہی ایک ہوٹل سوگان انٹرنیشنل میں موجود تھا۔ وہ چونکہ مسلسل سفر کرتے ہوئے تھک گئے تھے۔ اس لئے یہاں پہنچتے ہی عمران نے صفدر اور تنویر کو نئے لباسوں کی خریداری کے لئے بھیجوا دیا

تھا اور پھر ان کی واپسی پر سب نے غسل کئے اور نئے لباس پہن کر وہ سب عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ عمران نے سب کے لئے ہاٹ کافی منگوالی تھی اور ہاٹ کافی پی کر انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ تازہ دم ہو گئے ہوں۔ لاپچ کے سفر کے دوران عمران نے صفدر سے وائر لیس چارج لے کر ان بموں کو فائر کر دیا تھا۔ جو وائرٹ روز میزائل لیبارٹری کے اندر صفدر نے میزائل میں رکھے تھے۔ اس لئے وہ اب اس بارے میں معلوم کرنے کے لئے بے چین ہو رہے تھے جبکہ عمران کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات واضح تھے۔

”عمران صاحب فونکس جہیز کے بارے میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ کیا وہ تباہ ہوا ہے یا نہیں“..... صفدر نے کہا۔

”تمہارا دل کیا کہتا ہے۔ لیکن سوری یہ بات تو مجھے تمہاری بجائے صالحہ سے پوچھنی چاہئے تھی“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جبکہ صفدر کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میرے پاس تو صفدر صاحب کا دل نہیں ہے“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”موجود دور کی خواتین زیادہ عقلمند اور ہوشیار ہو گئی ہیں۔ وہ اس قدر قیمتی چیز کو اپنے پاس رکھنے کی بجائے بینک کے لا کر میں رکھ دیتی ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”کیا بکو اس شروع کر دی تم نے۔ فونکس جہیز کے بارے میں

معلوم کراؤ“..... جو لیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں عمران صاحب، ہم سب واقعی بے حد بے چینی محسوس کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ملکی خبروں میں اس بارے میں بتایا جائے۔ اس لئے کیوں نہ ٹی وی آن کر دیا جائے“..... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”خبروں میں اس بارے میں کچھ نہیں بتایا جائے گا۔ کیونکہ دونوں خفیہ پراجیکٹ تھے۔ البتہ ایک ذریعہ ہے وہاں سے معلوم ہو سکتا ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے رکھے ہوئے فون کے نیچے موجود سفید رنگ کا بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر انکو آری کے نمبر پریس کر دیئے۔

”انکو آری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر بتادیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ماسٹر کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ ماسٹر سے بات کراؤ“۔ عمران نے کہا۔

”ماسٹر بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی

پورا جزیرہ ہی تباہ ہو گیا ہے"..... ماسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "کیا یہ اطلاع کنفرم ہے"..... عمران نے کہا۔
 "آپ جانتے ہیں کہ ماسٹر کبھی تصدیق کئے بغیر کوئی رپورٹ نہیں دیتا"..... ماسٹر نے کہا۔
 "اوکے، تمہارا معاوضہ تمہیں پہنچ جائے گا۔ گڈ بائی"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔
 "سن لیا تم نے جزیرہ ہی صفحہ ہستی سے غائب ہو گیا ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "ہاں اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن کامیاب رہا"..... جو یانے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "ہمارا میں سے مجھے نکال دو"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "کیوں، کیا یہ تمہارا مشن نہ تھا"..... جو یانے غصیلے لہجے میں کہا۔
 "میرا مشن تو سب جانتے ہیں۔ یہ تو بس روٹی کمانے کے حیلے ہیں"..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔
 "عمران صاحب مجھے یقین ہے کہ اسرائیل اس تباہی کو برداشت نہیں کرے گا۔ وہ لازماً پاکیشیا کے خلاف کسی نہ کسی انداز میں انتقامی کارروائی کرے گا"..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران اور دوسرے ساتھی اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

دی۔
 "علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے"..... عمران نے کہا۔
 "اوہ آپ، فرمائیے۔ کیسے یاد کیا ہے"..... ماسٹر نے کہا۔
 "ایکریمین جی اتج کیو سے معلوم کرنا ہے کہ بحر ہند میں واقع جزیرہ فونکس جہاں ایکریمیا کا میزائل اڈہ ہے۔ اس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"..... عمران نے کہا۔
 "کس ٹائپ کی رپورٹ"..... ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "بتایا جا رہا ہے کہ فونکس جزیرے پر خوفناک تباہی ہوئی ہے اس بارے میں"..... عمران نے کہا۔
 "آپ ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کریں میں معلوم کراتا ہوں"..... دوسری طرف سے ماسٹر نے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور پھر ایک گھنٹے تک وہ آپس میں ہی گفتگو کرنے میں مصروف رہے۔ پھر عمران نے ماسٹر سے دوبارہ رابطہ کیا۔
 "کیا رپورٹ ہے ماسٹر"..... عمران نے کہا۔
 "عمران صاحب، فونکس جزیرہ تو سرے سے ہی غائب ہو گیا ہے۔ وہاں اس قدر خوفناک تباہی ہوئی ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی۔ ایکریمین حکام حد درجہ پریشان ہیں اور مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق وہاں اسرائیل کا بھی کوئی اہم ترین خفیہ پراجیکٹ تھا۔ اصل تباہی اسی پراجیکٹ میں ہوئی ہے۔ لیکن یہ اس قدر خوفناک تھی کہ

”کرتا رہے کارروائی۔ کیا ہوگا اس سے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں ہمیں اسے روکنا ہوگا“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر انکواری سے یہاں سے اسرائیل کا رابطہ نمبر معلوم کیا اور پھر کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”فری ساکس ہیڈ کوارٹر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”چیف آف پاور ہجنسی رابرٹ جوہم بول رہا ہوں“..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یقیناً مؤدبانہ ہو گیا۔

”ہیڈ کوارٹر انچارج کون ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”باس راجر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ان سے میری بات کراؤ“..... عمران نے کہا۔

”جنتاب وہ تھوڑی دیر پہلے پریزیڈنٹ ہاؤس خصوصی میٹنگ کے لئے گئے ہیں۔ انہیں پریزیڈنٹ صاحب نے کال کیا ہے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”کب تک واپس آجائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”اب کیا کہا جاسکتا ہے جنتاب۔ وہاں فونکس جریرے کی تباہی کے

سلسلے میں خصوصی میٹنگ ہے۔ نجانے کتنی دیر لگ جائے۔“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اوکے، میں کل بات کروں گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”چیف آف پاور ہجنسی رابرٹ جوہم بول رہا ہوں۔“ چیف رالف سے بات کرائیں“..... عمران نے آواز اور لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

”چیف، پریزیڈنٹ ہاؤس گئے ہیں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیوں کیا ہوا“..... عمران نے اپنے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”فونکس جریرے کے سلسلے میں پریزیڈنٹ صاحب نے میٹنگ کال کی ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ خدشہ درست ہے اور انتقامی کارروائی کے بارے میں میٹنگ ہو رہی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”ہاں، لیکن صدر صاحب کچھ دیر میٹنگ کر لیں اس لئے میں نے رسیور رکھ دیا ہے۔ کچھ دیر بعد وہاں بات کروں گا۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کیا کریں گے“..... صالحہ نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صدر اسرائیل سے بات کروں گا اور کیا کروں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے آپ سے بات کرنے پر رضامند ہوں گے۔ وہ اسرائیل کے صدر ہیں۔ وہ کیسے عام کال پر بات کریں گے“..... صالحہ نے کہا۔

”میں چاہوں تو شیطان سے بات کر لوں۔ صدر کیا چیز ہے۔ کیوں تنویر میں تم سے بات کر سکتا ہوں ناں“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں، لیکن تم پوچھ کیوں رہے ہو“..... تنویر نے بے ساختہ حیرت بھرے لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا جبکہ تنویر حیرت سے سب کو دیکھنے لگا۔

”یہ تم ہنس کیوں رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ عمران مجھ سے کیوں نہیں بات کر سکتا“..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ نے عمران صاحب کی بات پر غور نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں چاہوں تو شیطان سے بھی بات کر سکتا ہوں اور ساتھ ہی آپ سے کہہ دیا کہ کیا میں تم سے بات نہیں کر سکتا اور آپ نے ہاں کہہ دیا“..... صالحہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ خود شیطان ہے“..... تنویر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں

کہا۔

”چلو صفدر کو کہتے ہیں کہ وہ لاجول پڑھے پھر دیکھتے ہیں کون غائب ہوتا ہے“..... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب، کیا اسرائیل اس جیسی دوسری لیبارٹری یا میزائل اڈہ قائم نہیں کر سکتا۔ اس جہیز پر نہ سہی کسی اور جہیز پر“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اس میں بہر حال وقت لگ جائے گا اور ہمیں یہی وقت چاہیے تھا۔ اس دوران اینٹی میزائل نصب ہو جائے۔ جو پاکیشیا شوگر ان کے ساتھ مل کر تیار کر رہا ہے اور پھر یہ میزائل بھی پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کے لئے نقصان کا باعث نہ رہے گا“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور عمران کی وضاحت سے سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”پریذیڈنٹ ہاؤس“..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے میری فوراً بات کرائیں۔ ورنہ اسرائیل ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہو جائے گا“..... عمران نے اتہائی سر دے لہجے میں کہا۔

”صدر صاحب تو میٹنگ میں ہیں۔ آپ تین چار گھنٹوں بعد کال کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا تم چاہتی ہو کہ آدھا اسرائیل دھماکوں سے اڑ جائے۔ فوراً

بات کراؤ..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔
 ”یس سر، یس سر، ہولڈ کریں میں کو شش کرتی ہوں“۔ دوسری
 طرف سے بولنے والی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر تقریباً
 تین منٹ تک لائن پر خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد دوبارہ وہی
 آواز سنائی دی۔

”ہیلو، کیا آپ لائن پر ہیں“..... لڑکی نے کہا۔

”یس“..... عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”صدر صاحب سے بات کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔

آپ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس لئے مزید تعارف کی ضرورت نہیں

ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور پھر اس

نے صدر کو بتایا کہ اسے معلوم ہے کہ وہ فری ساکس کے چیف رالف

اور ہیڈ کوارٹر انچارج راجر کے ساتھ میٹنگ کر رہے ہیں اور اگر انہوں

نے پاکیشیا کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا تو

اسرائیل کا انجام عبرت ناک ہوگا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور

کریڈل پر رکھ دیا۔ عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ اس کے ساتھیوں

کے جسموں میں بے اختیار سردی کی ہریں سی دوڑتی چلی گئی تھیں۔

”کیا صدر آپ کی اس دھمکی سے باز آجائے گا“..... صالحہ نے

کہا۔

”ولیسے تو شاید نہ آتا لیکن چونکہ میں نے اسے راجر اور رالف کی

وہاں موجودگی کا حوالہ دیا ہے۔ اس لئے وہ یقیناً اب خوفزدہ ہو جائے
 گا۔ کیونکہ یہ بات اس کے تصور میں بھی نہیں آسکتی کہ میں پاکیشیا
 میں بیٹھ کر یہ معلوم کر سکتا ہوں کہ اس وقت میٹنگ میں کون کون
 موجود ہے اور اگر میں ایسا کر سکتا ہوں تو یقیناً میں اپنی دھمکی پر عمل
 بھی کر سکتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب تو سب کو یقین آجانا چاہئے کہ اصل شیطان تم ہو“۔ تنویر

نے کہا تو عمران سمیت سب چونک پڑے اور پھر وہ سب ہی بے اختیار

ہنس پڑے۔

”تمہارا مطلب ہے کہ یہ معلومات صرف شیطان ہی حاصل کر سکتا

ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں تم نے پہلے راجر اور رالف کے آفس فون کر کے معلومات

حاصل کیں اور پھر ان معلومات کو جس طرح پر اسرار بنا کر اسرائیل

کے صدر کو بتایا۔ یہ کام شیطانی ذہن رکھنے والا ہی کر سکتا ہے“۔ تنویر

نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور وہ سب ایک بار پھر

ہنس پڑے۔

”عمران صاحب کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ صدر نے کیا کیا اور کیا

نہیں“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”مطلب ہے کہ تم کنفرم ہونا چاہتے ہو“..... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں، کیونکہ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے“..... کیپٹن شکیل نے

جواب دیا۔

”یہ کیسے کنفرم کیا جاسکتا ہے“..... صالحہ نے ایک بار پھر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”عمران سب کچھ کر سکتا ہے اس لئے بار بار حیران ہونے کی ضرورت نہیں“..... جو لیا نے کہا تو سب مسکرا دیئے۔

”کہاں سب کچھ کر سکتا ہے۔ آج تک صفدر کو خطبہ نکاح تو یاد کروا نہیں سکا اور نہ تنویر کو رقابت کے میدان سے بھگا سکا ہوں۔“
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں بھاگنے والوں میں سے نہیں ہوں“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلو جاگنگ کرتے ہوئے چلے جاؤ“..... عمران نے جواب دیا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”عمران صاحب اکیمریمیا کا میزائل اسٹیشن مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جزیرہ بھی غائب ہو گیا ہے اور اس کے بے شمار کمانڈوز، ماہرین اور فوجی بھی ساتھ ہی ہلاک ہو گئے ہیں اور اکیمریمیا کو بہر حال یہ اطلاع مل گئی ہوگی کہ یہ کام پاکیشیائی ہتھیاروں نے سرانجام دیا ہے۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی انتقامی کارروائی کر گزریں“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہ آج تم پر انتقامی کارروائی کا کیا دورہ پڑ گیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ یہ لیننگل تو ہمارے ذہنوں میں ہی نہیں آیا۔ واقعی اکیمریمیا اپنے اتنے بڑے نقصان کو اتنی آسانی سے منہم نہ کر سکے گا“..... صفدر نے کیپٹن شکیل کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

”تو عمران صاحب کیا کر سکتے ہیں۔ کیا اب وہ اکیمریمیا کے صدر کو بھی دھمکیاں دیں گے“..... صالحہ نے پہلے کی طرح حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ارے، ارے تم اکیمریمیا جیسی سپر پاور کے صدر کی بات کر رہی ہو۔ میں پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کو دھمکی نہیں دے سکتا۔ البتہ تمہارے چیف کی بات دوسری ہے۔ وہ بے چارہ ویسے ہی میرے خوف سے نقاب کے پیچھے چھپا رہتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”چیف کے خلاف کوئی بات کی تو تم زبان چلانے کے لائق بھی نہ رہو گے سمجھئے“..... جو لیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مبارک ہو۔ مگر اب یہاں مولوی صاحب کو کہاں تلاش کریں“..... عمران نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا۔ جیسے جو لیا نے اسے کوئی بہت بڑی خوشخبری سنا دی ہو۔

”کیا بکو اس کر رہے ہو۔ کیا مطلب“..... جو لیا نے جو پہلے صالحہ کو حیران ہونے سے منع کر رہی تھی خود حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”تم نے خود ہی تو کہا ہے کہ میں بولنے کے قابل بھی نہیں رہ

جاؤں گا اور ایسا اس وقت کے بعد ہوتا ہے۔ جب مولوی صاحب اور دو گواہ اپنا کام کر جائیں..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
 ”تم واقعی شیطان ہو۔ تنویر درست کہتا ہے..... جو لیا نے قدرے شرماتے ہوئے کہا اور تنویر کے چہرے پر صرف اسی بات سے ہی رونق سی آگئی کہ جو لیا نے اس کی تائید میں بات کی ہے۔
 ”عمران صاحب یہ انتہائی اہم بات ہے۔ آپ کو اس بارے میں ضرور کچھ سوچنا چاہئے..... کیپٹن شکیل نے پہلے کی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے تو تمہارے خوف کی وجہ سے سوچنا ہی چھوڑ دیا ہے۔
 ورنہ پہلے میں نجانے کیا کیا سوچتا رہتا تھا۔ خاص طور پر جو لیا کے بارے میں..... عمران نے کہا تو ایک بار پھر سب ہنس پڑے اور عمران نے فون کار سیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر یقیناً سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
 لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے سے ہی پریسڈ تھا۔ اس لئے اس نے اسے دوبارہ پریس نہ کیا تھا۔

”فری ساکس ہیڈ کوارٹر..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

”فری ساکس کے چیف راجر سے بات کراؤ..... عمران نے کہا۔

”آپ کون ہیں اور کہاں سے بات کر رہے ہیں..... لڑکی نے

چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”میں پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں..... عمران نے اپنی اصل آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”پاکیشیا سے ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا گیا۔
 ”راجر بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”فری ساکس کے چیف بننے کی مبارک ہو راجر۔ تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو۔ کیونکہ تم اسرائیل کی کئی فیلڈ ایجنسیوں میں کام کر چکے ہو..... عمران نے کہا۔

”ہاں، تمہاری بات درست ہے لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ مجھے فری ساکس کا چیف بنایا گیا ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”تم صدر صاحب کے ساتھ میٹنگ میں شامل تھے اور تمہارا چیف رالف بھی اور نمبرون اور نمبر ٹو کو صرف اسی وقت اکٹھا کیا جاتا ہے جب نمبر ٹو کو نمبرون بنایا جانا مقصود ہو۔ کیا ہوا رالف کے ساتھ کورٹ مارشل یا صرف عہدے سے علیحدگی..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری ذہانت کا واقعی جواب نہیں۔ چیف رالف کا پہلے کورٹ مارشل کا حکم دیا گیا تھا لیکن پھر میٹنگ کے دوران تمہاری کال آگئی

اور تم نے جس انداز میں صدر صاحب کو دھمکی دی۔ اس کے بعد صدر صاحب نے چیف رالف کے کورٹ مارشل کا حکم واپس لے لیا لیکن انہیں فری ساکس کے چیف کے عہدے سے ہٹا دیا گیا۔ ویسے تم نے اسرائیل کو جو نقصان پہنچایا ہے وہ ناقابل تلافی ہے۔ کاش صدر صاحب اپنا حکم واپس نہ لیتے تو تمہیں بھی معلوم ہو جاتا کہ راجر کیا کر سکتا ہے..... راجر نے کہا۔

”تم نے چیف بننے کے چکر میں انہیں انتقامی کارروائی کرنے کا اشارہ کیا ہو گا۔ مجھے تمہاری فطرت کے بارے میں معلوم ہے۔ لیکن یہ سن لو راجر کہ اگر میں اور میرے ساتھی وائٹ روز میزائل ایریا جے ناقابل تسخیر بنایا گیا تھا اس طرح تباہ کر سکتے ہیں تو تمہاری گردن تک تو ہمارے ہاتھ آسانی سے پہنچ سکتے ہیں“..... عمران کا لہجہ بدل گیا تھا۔

”اوہ نہیں اب ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ صدر صاحب نے اپنا حکم واپس لے لیا ہے“..... راجر نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بہر حال ایسا ہونا بھی نہیں چاہئے ورنہ.....“ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”یہاں سے ایکریمیا اور اس کے دارالحکومت ولنکٹن کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی

سے نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو چیف سیکرٹری“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ چیف سیکرٹری سرہمفرے صاحب سے بات کر او۔ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”آپ کی ملاقات طے ہے“..... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”آپ میرا نام ان تک پہنچا دیں۔ پھر ان سے ہی پوچھیں کہ کیا طے ہے اور کیا نہیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں“..... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

”یس“..... عمران نے کہا۔

”چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ہمفرے بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے“..... دوسری طرف سے انتہائی سنجیدہ اور باوقار لہجے میں کہا گیا۔

”میں نے سوچا معلوم کر لوں کہ سرہمفرے نے اپنے وصیت نامے سے میرا نام کاٹ تو نہیں دیا۔ حالانکہ جتنا حصہ آپ کے وصیت نامے سے مجھے ملے گا۔ اس سے زیادہ خرچہ اس کال پر آجائے گا۔ لیکن بہر حال سرہمفرے کے وصیت نامے میں نام ہونا بھی تو بہت بڑا اعزاز ہے۔“..... عمران نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا تو صالحہ کے چہرے پر حیرت جبکہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”تم ناٹی بوائے فضول باتیں کرنے سے باز نہیں آتے۔ جلدی بولو کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ میں نے ایک خصوصی میٹنگ اسٹنڈ کرنی ہے۔“..... سرہمفرے نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”بحر ہند کے فونکس جزیرے کے سلسلے میں تو میٹنگ نہیں ہے۔ جہاں آپ کی حکومت نے خفیہ طور پر اسرائیل کی وائٹ روز میزائل لیبارٹری اور لانچنگ ایریا قائم کرایا تھا۔ تاکہ اس کی مدد سے پاکیشیا کے ایٹمی مراکز کو تباہ کر کے پاکیشیا کو اور اس کے سولہ کروڑ عوام کو کافرستان کی غلامی میں دے دیا جائے۔“..... عمران کا لہجہ یکھت سرد ہو گیا تھا۔

”تو یہ تم تھے جس نے فونکس جزیرہ تباہ کیا ہے اور وہاں ایکریمیا کا انتہائی اہم میزائل اسٹیشن تباہ ہو گیا ہے اور بے شمار کمانڈوز اور ماہرین ہلاک ہو گئے۔“..... سرہمفرے نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”جو بات میں نے پوچھی ہے۔ اس کا جواب آپ نے نہیں دیا۔“..... عمران نے کہا۔

”یہ حکومتی معاملات ہیں۔“..... سرہمفرے نے گول مول سا جواب دیا۔

”تو پھر اپنی حکومت کو اچھی طرح سمجھا دیں کہ فونکس جزیرے سے بھی بڑی کارروائی ایکریمیا میں بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے آئندہ اگر حکومت ایکریمیا نے اس انداز میں اسرائیل کا ساتھ دیا تو پھر وہ کچھ ہو جائے گا جسے سرہمفرے کا وصیت نامہ بھی نہ روک سکے گا۔“..... عمران نے بڑے واضح انداز میں سرہمفرے کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”سنو تم، میرا وعدہ ہے کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور نہ ہی پاکیشیا کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی کی جائے گی۔ یہ سب کچھ مجھ سے بالا بالا ہوا ہے۔ لیکن آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔“..... سرہمفرے نے اس بار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے آپ کی بات پر مکمل یقین ہے سرہمفرے اس لئے گڈ بائی۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”حیرت ہے سپرپاور کے اتنے بڑے حاکم ہو کر وہ آپ سے اس قدر خوفزدہ ہو جاتے ہیں۔“..... صالحہ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھ سے نہیں بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ انہیں نجانے ہم میں کیسے کیسے جن بھوت اور بھوتیاں نظر آتی ہیں۔“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”بٹھو“..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔
 ”سر سلطان کی کال آئی تھی۔ وہ آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔
 ”اوہ، انہیں کہیں سے فنڈ مل گیا ہوگا اور انہیں یاد آگیا ہوگا کہ ایک مفلس و قلاش آدمی انتظار بہار میں خالی پیٹ اور خالی جیب بیٹھا ہوا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو مسکرا کر خاموش ہو گیا تھا۔
 ”پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری

طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔
 ”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔
 لیکن اتنی ڈگریوں کے باوجود مجھے آج تک یہ سمجھ نہیں آئی کہ پی اے کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو“..... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔
 ”عمران صاحب، پی اے کا مطلب ہوتا ہے پرسنل اسسٹنٹ۔“
 دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”مطلب ہے مالشی“..... عمران نے کہا۔
 ”جج، جی۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں“..... اس بار پی اے کا لہجہ قدرے ناگوار سا تھا۔ یقیناً اسے عمران کی بات بری لگی تھی۔
 ”پرسنل اسسٹنٹ کا پاکیشیائی زبان میں تو یہی ترجمہ ہو سکتا ہے مطلب ہے جو کسی دوسرے کے سر یعنی جسم کی مالش کر کے اس کی تھکاوٹ دور کرتا ہو۔ اب صرف فون ملا دینے سے تو تم سر سلطان کے پرسنل اسسٹنٹ نہیں بن سکتے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”مم، میں آپ کی بات کرا دیتا ہوں“..... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو عمران تو صرف مسکرا دیا جبکہ بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔
 ”سلطان بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

”اگر آپ بولنے پر بضد ہیں جناب تو پھر سلطانی جمہور نام رکھ لیں ورنہ سلطان تو فرمایا کرتے ہیں۔ شاہی حکم جاری کیا کرتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم کہاں سے بات کر رہے ہو“..... سر سلطان نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فون کے رسیور کے مائیک سے“..... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

”تم نے فونکس جزیرے پر کوئی مشن مکمل کیا ہے۔“ سر سلطان کا لہجہ اور زیادہ سنجیدہ ہو گیا۔

”ہاں کیوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”اس جزیرے پر تمہارا مشن کس کے خلاف تھا۔ کیا ایکریمیا کے خلاف تھا“..... سر سلطان نے کہا۔

”نہیں اسرائیل کے خلاف۔ آپ نے خود ہی تو بتایا تھا کہ باچان حکومت نے اطلاع دی ہے۔ وہاں ایسا میزائل نصب کیا جا رہا ہے جو پاکیشیا کے اسٹی مراکز کو تباہ کر سکتا تھا۔ البتہ اس جزیرے پر ایکریمیا کا میزائل اسٹیشن بھی موجود تھا۔ جو تباہی کی زد میں آگیا تھا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایکریمیا حکومت نے اپنے اس میزائل اسٹیشن، ماہرین اور سائنسدانوں کی ہلاکت کا انتہائی سختی سے نوٹس لیا ہے۔ حکومت ایکریمیا نے ہمیں کھلے عام دھمکی دی ہے کہ دس ارب ڈالر بطور ہرجانہ

بھی ادا کریں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی جس ٹیم نے یہ کارروائی کی ہے اسے بھی ایکریمیا کے حوالے کیا جائے تاکہ ان کے خلاف ایکریمیا میں مقدمہ چلایا جائے اور انہیں سزا دی جائے۔ کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ایکریمیا کے اس میزائل اسٹیشن کو بغیر کسی وجہ کے تباہ کیا گیا ہے“..... سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کا چہرہ یکفخت پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔

”پھر آپ نے کیا جواب دیا ہے“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تم بتاؤ کہ مجھے کیا جواب دینا چاہئے“..... سر سلطان نے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

”اگر آپ انکار کر دیں تو پھر کیا ہوگا“..... عمران نے پوچھا۔
”ایکریمیا نے دھمکی دی ہے کہ انکار کی صورت میں ایکریمیا اور پاکیشیا کے درمیان ہونے والے تمام دفاعی، سملجی اور تجارتی معاہدے ختم کر دیئے جائیں گے اور پاکیشیا پر تجارتی، سملجی اور دفاعی پابندیاں لگا دی جائیں گی اور بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔“ سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو اب آپ کیا چاہتے ہیں“..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں تو چاہتا ہوں کہ معاملات درست انداز میں طے ہو جائیں۔ صدر صاحب بھی بے حد پریشان ہیں۔ تم خود اس کا کوئی حل نکال کر

مجھے بتاؤ..... سر سلطان نے کہا۔

”میرا حکومت سے کیا تعلق۔ آپ حکومت کے اعلیٰ عہدے دار ہیں۔ جو فیصلہ آپ کریں گے اسی پر عملدرآمد ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”میں نے تو یہ فیصلہ کیا ہے کہ کھل کر انکار کر دوں اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دے دوں کہ اگر ایکریمیا نے پاکیشیا کے خلاف کوئی اقدام اٹھایا تو پھر ایکریمیا کو وہ کچھ دیکھنا پڑے گا جو شاید اس کے تصور میں بھی نہ ہو۔ پاکیشیا کے ساتھ تو جو ہو گا سو ہو گا لیکن ایکریمیا کو بھی آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا“..... سر سلطان نے کہا تو عمران کے پتھر اٹے ہوئے چہرے پر ایک بار پھر مسکراہٹ ابھر آئی۔

”یہ ہوئی ناں بات سلطانوں والی۔ گڈ شو آپ نے سلطان ہونے کا حق ادا کر دیا ہے۔ ویسے میں نے ایکریمیا کے چیف سیکرٹری صاحب کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ اگر ایکریمیا نے کوئی انتقامی کارروائی کی یا آئندہ اسرائیل کے ساتھ مل کر کوئی سازش کی تو ایکریمیا کو بھی اسرائیل کی طرح بھگتنا پڑے گا۔ لیکن لگتا ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب نے میری بات سنجیدگی سے نہیں لی“..... عمران نے کہا۔

”میں نے خود چیف سیکرٹری صاحب سے بات کی ہے۔ ان سے میرے خاصے دوستانہ تعلقات ہیں۔ انہوں نے بتایا تھا کہ تمہارا فون آیا تھا۔ لیکن ان کا کہنا ہے کہ ایکریمیا کے صدر اور ان کی کابینہ نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا ہے اور اپنے میزائل اسٹیشن کی تباہی کا

اتہائی سختی سے نوٹس لیا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مزید کام کریں گے۔ لیکن ظاہر ہے وہ بہر حال صدر اور اس کی کابینہ کو حکم تو نہیں دے سکتے اور ایکریمین سفیر نے بھی تمہاری کال آنے سے چند منٹ پہلے مجھے فون کر کے کہا ہے کہ ہم فوری طور پر جواب دیں۔ ورنہ ہمارے ساتھ وہ کچھ ہو سکتا ہے جس کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے“..... سر سلطان نے کہا۔

”ایکریمیا کے صدر جارج والٹن کا فون نمبر آپ کے پاس ہے“..... عمران نے کہا۔

ان کے آفس کا فون نمبر ہے تو ہسی۔ لیکن تم بتاؤ کیا کرنا چاہتے ہو“..... سر سلطان کے لہجے میں فکر تھی۔

”میں ان سے براہ راست بات کرنا چاہتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”نہیں وہ اس طرح بات نہیں کریں گے۔ تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو مجھے بتاؤ۔ میں صدر صاحب سے کہہ دیتا ہوں۔ پھر صدر صاحب ہاٹ لائن پر ان سے بات کریں گے“..... سر سلطان نے کہا۔

”نہیں صدر صاحب وہ کچھ نہیں کہہ سکیں گے جو میں انہیں کہنا چاہتا ہوں۔ آپ مجھے فون نمبر دیں“..... عمران نے کہا۔

”عمران بیٹے معاملات کو سنجیدگی سے لو۔ تمہارے بات کرنے سے معاملات مزید بگڑ سکتے ہیں“..... سر سلطان نے کہا۔

”میں ہر قسم کی ذمہ داری لیتا ہوں سر سلطان“..... عمران نے

کہا۔

”نہیں عمران میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے کس انداز میں بات کرنی ہے۔ اس سے ملکی معاملات انتہائی گھمبیر ہو جائیں گے۔“ سرسلطان اپنی بات پر بضد ہو گئے تھے۔

”پھر مجھے چیف سے درخواست کرنی پڑے گی سرسلطان۔“ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں اب کیا کر سکتا ہوں۔ میں نمبر بتا دیتا ہوں۔ جو ہوگا سو ہوگا۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔“ سرسلطان نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔

”آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے سرسلطان۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ انتہائی محب الوطن ہیں۔ لیکن آپ سے کم سہی بہر حال کچھ نہ کچھ حب الوطنی میرے اندر بھی ہے اور مجھے اس دھمکی کے نتائج و اثرات کا بھی بخوبی احساس ہے۔“ عمران نے سرسلطان کی پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے، میں اب مطمئن ہوں۔ بہر حال ہوگا تو وہی جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔“ سرسلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سرسلطان اگر اکیمریمیا کو ابھی نہ روکا گیا تو آئندہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی ملک کے خلاف کام نہ کر سکے گی۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے گا۔ اللہ حافظ۔“ عمران نے

کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”بڑی خوفناک دھمکی دی ہے اکیمریمیا نے۔ آپ کیا کریں گے اب۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں مجھے پوری طرح احساس ہے کہ سرسلطان اور صدر پاکیشیا کی کیا حالت ہوگی۔ لیکن تم بتاؤ ان حالات میں کیا ہونا چاہئے۔“ عمران نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ سرسلطان درست کہہ رہے ہیں۔ آپ سے وہ کسی صورت بھی بات نہیں کریں گے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ آپ بطور ایکسٹوائن سے بات کریں۔ لیکن ایسی صورت میں بھی آپ کیا کہیں گے۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم تو سرسلطان سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بات ہی ایسی ہو گئی ہے عمران صاحب۔ ہاں میں جواب دینا ٹھیک نہیں ہے اور انکار کی صورت میں واقعی پاکیشیا ہر لحاظ سے تباہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ ہاں میں جواب بھجوا دو اور اپنی ٹیم کو اکیمریمیا بھجوا دو۔ اور ٹیم کا کیا بے ٹیم دوسری بھی تو بنائی جاسکتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ آپ کا ہی دل گردہ ہے عمران صاحب کہ آپ معاملات کو اس انداز میں لے رہے ہیں۔ میرا ذہن تو ماؤف ہو گیا ہے اور میری پریشانی

میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے..... بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ہو اور تمہیں چیف کے انداز میں سوچنا چاہئے“..... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے انکوائری کے نمبر پر ریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر بتا دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... اس بار ایکریمین لہجے میں جواب دیا تھا۔
”ایکریمین ریاست لاؤف کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ بلیک زیرو چونک کر اور حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ عمران صدر ایکریمیا سے بات کرے گا لیکن عمران تو ایکریمیا کی ایک ریاست کا رابطہ نمبر پوچھ رہا تھا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی طاری تھی۔

”انکوائری پلیز“..... اس بار ایک نئی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمین تھا۔

”فائن کلب کا نمبر دیں“..... عمران نے ایکریمین لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پر ریس کرنے شروع کر دیئے۔
”فائن کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ لارڈ بیرنگٹن سے بات کرائیں“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو پی اے ٹو لارڈ بول رہی ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک دوسری نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ لارڈ صاحب سے بات کرائیں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”کیا آپ کی ملاقات طے ہے“..... پی اے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”آپ میرا نام ان تک پہنچا دیں پھر ملاقات بھی طے ہو جائے گی“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”ہولڈ کریں میں معلوم کرتی ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... چند لمحوں بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔
”یس“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لارڈ صاحب سے بات کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
 ”ہیلو لارڈ بیرنگٹن بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری
 اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں لارڈ
 صاحب“..... عمران نے اپنے مخصوص شکفتہ لہجے میں کہا۔
 ”اوہ، اوہ تم۔ بڑے طویل عرصے بعد فون کیا ہے تم نے۔“
 دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔ لہجہ البتہ خاصا بے تکلفانہ تھا۔
 ”لیڈی صاحب کا نمبر تو آپ کو معلوم ہو گا وہ بتادیں“۔ عمران نے
 سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے، وہ کیوں۔ کیا مطلب، کیوں پوچھ رہے ہو تم“۔ دوسری
 طرف سے چونک کر اور قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 میں نے لیڈی صاحبہ کو بتانا ہے کہ لارڈ صاحب سے بات کرنے
 کے لئے پہلے علی عمران کو ملاقات طے کرانی پڑتی ہے“..... عمران نے
 سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے ارے یہ کیا کہہ رہے ہو۔ اس نے سن لیا تو قیامت برپا کر
 دے گی۔ تم نے اسے نجانے کیا گھول کر پلا دیا ہے۔ چار سال پہلے بھی
 تم نے اسے میرے بارے میں نجانے کیا کہہ دیا تھا کہ وہ مجھ سے شدید
 ناراض ہو گئی تھی۔ آئی ایم سوری علی عمران۔ ویری سوری“۔ لارڈ
 نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چلیں یہ بات میں نہیں بتاتا۔ لیکن یہ تو انہیں بتا دوں کہ اب

آپ کی گرفت اپنی پارٹی پر کمزور پڑ گئی ہے۔ اس لئے اب آپ کی پارٹی
 کے آدمی پاکیشیا پر آنکھیں نکلنے لگ گئے ہیں“..... عمران نے منہ
 بناتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“..... لارڈ نے چونک کر کہا
 تو عمران نے اسے بحر ہند کے فوٹکس جزیرے پر ہونے والی کارروائی
 اور دھمکی کے بارے میں بھی تفصیل سے بتا دیا۔

”صدر کے علم میں یہ بات نہیں ہوگی علی عمران کہ وہاں اسرائیل
 کا میزائل اڈہ بھی بنایا گیا تھا۔ جس سے وہ ائیریمیا کی آڑ میں پاکیشیا کے
 ایٹمی مراکز کو تباہ کرنا چاہتے ہوں گے۔ ورنہ صدر ایسی دھمکی نہ
 دیتے“۔ لارڈ بیرنگٹن نے کہا۔

”چیف سیکرٹری صاحب نے انہیں تفصیل سے آگاہ کر دیا تھا۔
 اس کے باوجود انہوں نے دھمکی دی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ اس
 دھمکی کا نتیجہ کیا نکل سکتا ہے۔ ائیریمیا کے صدر کو یقیناً اس کا ادراک
 نہیں ہوگا۔ لیکن آپ بہر حال بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ علی عمران
 پاکیشیا کے مفادات کے تحفظ کے لئے کیا کر سکتا ہے اور ایسی صورت
 میں وہ نہ آپ کا لحاظ کرے گا اور نہ لیڈی صاحبہ کا“..... عمران نے
 کہا۔

”تم بے فکر رہو علی عمران۔ میں ابھی صدر سے بات کرتا ہوں۔
 یقیناً معذرت کے ساتھ یہ فیصلہ واپس لے لیا جائے گا۔ یہ میرا وعدہ
 رہا“..... لارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنی دیر میں بات ہو جائے گی تاکہ میں خود صدر سے بات کر لوں“..... عمران نے کہا۔

”تم آدھے گھنٹے بعد مجھے فون کر لینا۔ پھر میں بتاؤں گا“..... لارڈ نے کہا۔

”پھر انہیں کہہ دیں کہ وہ مجھ سے خود بات کر لیں۔ میرا ذاتی نمبر آپ کے پاس ہوگا“..... عمران نے کہا۔

”وہ خود بات نہیں کر سکتے تم ایک گھنٹے بعد انہیں کال کر لینا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے لیڈی صاحبہ کو ان کے پیارے بھتیجے کی طرف سے سلام دے دینا۔ امید ہے آپ نہیں بھولیں گے۔ گڈ بائی“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر یہ ساری گفتگو سن کر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”یہ لارڈ بیرنگٹن کون ہے۔ کیا یہ صدر ایکریمیا سے بھی طاقتور ہے“..... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایکریمیا میں جو سیاسی نظام رائج ہے اس میں دو سیاسی پارٹیاں ہوتی ہیں۔ اس وقت جو پارٹی برسر اقتدار ہے۔ لارڈ بیرنگٹن اس کے صدر ہیں اور ان کی سفارش پر جارج والٹن کو صدارت ملی ہے۔ لارڈ صاحب چاہیں تو آج ہی جارج والٹن کی جگہ اس پارٹی کا کوئی اور آدمی صدر بن سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن آپ کے لارڈ سے اس قدر گہرے تعلقات کیسے بن گئے ہیں“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”لارڈ بیرنگٹن ایکریمیا کی بلیک سپر ایجنسی کے اعزازی صدر ہیں۔ اس لئے انہیں میرے بارے میں معلوم ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی“..... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس ملٹری سیکرٹری ٹوپریڈنٹ“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کراؤ“..... عمران نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

”اوہ، اوہ آپ ہو لڈ کریں جناب“..... دوسری طرف سے یکفخت ایسے لہجے میں کہا گیا جیسے عمران خود ایکریمیا کا صدر ہو۔

”یس“..... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں جناب صدر صاحب۔ لارڈ بیرنگٹن نے آپ سے بات کی ہوگی“..... عمران نے کہا۔

”ہاں، ان سے بات ہوئی ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں علی عمران صاحب کہ ہمیں علم نہ تھا کہ وہاں اسرائیل کا خفیہ میزائل اسٹیشن

بنایا گیا تھا۔ ہم نے ان تمام حکام کے خلاف سخت نوٹس لیا ہے اور ہم نے حکومت پاکیشیا سے بھی سرکاری طور پر معذرت کر لی ہے۔ ہم پاکیشیا سے انتہائی اچھے اور دوستانہ تعلقات رکھنے کے خواہشمند ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ آئندہ ایسی کوئی غلط فہمی نہیں ہوگی۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو بلیک زیرو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ایکریمیا جیسی سپر پاورز کا صدر جس انداز میں بات کر رہا تھا وہ واقعی حیرت انگیز تھا۔

”آپ واقعی اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں جناب صدر۔ آپ نے جس انداز میں مجھ جیسے عام آدمی سے بات کی ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ گڈ بائی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھالیا۔

”ایکسٹو“..... عمران نے رسیور اٹھاتے ہی مخصوص لہجے میں کہا۔

”عمران یہاں ہوگا“..... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔ ان کا لہجہ بے حد خوشگوار تھا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) تو حاضر ہے۔ بغیر ڈگریوں کے عمران سے بات کرنے کے لئے آپ کو کئی سال بیچھے جانا پڑے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

”تم نے ایکریمیا کے صدر سے بات کی تھی“..... سرسلطان نے

کہا۔

”آپ کی کال آنے سے پہلے بات ہو رہی تھی۔ کیا ہوا معذرت کر لی گئی ہے یا نہیں“..... عمران نے بلیک زیرو کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”تم نے کیا کہا ہے ان سے۔ انہوں نے خود صدر پاکیشیا کو فون کر کے کھل کر معذرت کی ہے کہ صدر صاحب بھی اس کا یا پلٹ پر حیران رہ گئے اور انہوں نے مجھے فون کیا ہے اور ابھی ایکریمین سفیر کا فون بھی آیا ہے۔ وہ بھی انتہائی معذرت کر رہے تھے۔ آخر یہ ہوا کیسے“..... سرسلطان کے لہجے میں بے حد حیرت تھی۔

”کیا ہونا تھا۔ اب آپ بے چارے علی عمران کو گھاس نہ ڈالیں تو اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ دوسرے بھی ایسا نہ کریں گے۔ ویسے میں نے انہیں فون کر کے کہا تھا کہ پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سرسلطان آپ کی دھمکی سے بے حد پریشان ہیں اور علی عمران یہ برداشت ہی نہیں کر سکتا کہ سرسلطان کو معمولی سی پریشانی بھی ہو اور ظاہر ہے پھر انہیں معذرت تو کرنی ہی تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم نے ضرور کوئی خاص چکر چلایا ہوگا۔ مجھے اصل بات بتاؤ“..... سرسلطان نے کہا تو عمران نے انہیں لارڈ بیرنگٹن کو فون کرنے اور پھر صدر ایکریمیا کو فون کرنے کی تفصیل بتادی۔

”اوہ، تو یہ بات ہے۔ تم نے واقعی صدر ایکریمیا کی دکھتی رگ پر

انگلی رکھی ہے۔ گڈشو..... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے
لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے
مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”آپ نے واقعی انتہائی حیرت انگیز انداز میں اس معاملہ کو ڈیل کیا
ہے عمران صاحب۔ ورنہ مجھے تو سوچ سوچ کر ہول آرہے تھے کہ اب
کیا ہوگا“..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ دو چیک ملنے کا سکوپ بن گیا ہے۔
گڈشو..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس
پڑا۔

ختم شدہ
ادب و فینڈاٹ کام